http://pdfbooksfree.blogspot.com

امامت کا بیان

امامت کا حق دار کون؟:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً، فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً، فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِلْمًا ...... قَالَ الْأَشَجُّ وَ فِي رِوَايَتِهِ مَكَانَ سِلْمًا سِنًّا» [مسلم، كتاب المساجد، باب من أحق بالإمامة ؟ : ٦٧٣]

''لوگوں کی امامت وہ شخص کرائے جو قرآن مجید زیادہ جانتا ہے، اگر قراءت قرآن میں سب برابر ہوں تو وہ شخص امامت کا مستحق ہے جو حدیث کا علم زیادہ رکھتا ہو۔ اگر علم حدیث میں سب برابر ہوں تو امام وہ ہو گا جس نے ہجرت پہلے کی، اگر اس میں بھی وہ سب یکساں ہوں تو پھر جو اسلام پہلے لایا۔'' اشج راوی نے اسلام کی جگہ عمر ذکر کیا ہے۔''

⌘ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خوبصورت شخص کو امام بنانا چاہیے۔ ایسی تمام روایات موضوع اور خود ساختہ ہیں۔ [موضوع اور منکر روایات: ۴۷، ۴۸]

نابالغ کی امامت:

مندرجہ بالا شرائط چھوٹے سمجھ دار بچے میں پوری ہوں تو اسے ہی امام بنانا چاہیے۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''میرا باپ اپنی قوم میں سے سب سے پہلے مسلمان ہوا، جب میرا باپ مسلمان ہوکر آیا تو اس نے اپنی قوم سے کہا: ''اللہ کی قسم! میں سچے نبی ﷺ سے ملاقات کر کے تمھارے پاس آ رہا ہوں، انھوں نے فرمایا ہے کہ فلاں وقت میں فلاں نماز اس طرح پڑھو اور فلاں وقت میں فلاں نماز اس طرح پڑھو اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک آدمی اذان کہے اور جس کو قرآن زیادہ یاد ہو، وہ جماعت کرائے۔''لوگوں نے اندازہ لگایا کہ کسے قرآن زیادہ یاد ہے تو انھوں نے مجھ سے زیادہ کسی کو قرآن پڑھنے والا نہ پایا، کیونکہ میں آنے جانے والے سواروں سے قرآن سن کر یاد کر لیا کرتا تھا، لہٰذا سب نے مجھے امام منتخب کر لیا، حالانکہ میں اس وقت چھ یا سات برس کا تھا۔'' [بخاری، کتاب المغازی، باب : ۴۳۰۲]

معذور کی امامت:

⌘ کسی معذور (اندھے، کانے، لنگڑے وغیرہ) شخص میں مندرجہ بالا شرائط موجود ہیں تو اسے امام بنانا چاہیے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''بلاشبہ نبی ﷺ (جب سفر پر جاتے تو) اپنا خلیفہ عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کو مقرر کرتے، جو لوگوں کو جماعت کرواتے، حالانکہ وہ اندھے تھے۔'' [أبو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب إمامة الأعمی : ۵۹۵۔ صحیح]

غلام کی امامت:

⌘ غلام کو امام مقرر کیا جا سکتا ہے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب مہاجرین کی ایک جماعت قبا میں اکٹھی ہو گئی اور رسول اللہ ﷺ ابھی تشریف نہیں لائے تھے، تو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا غلام سالم رضی اللہ عنہ ان کی امامت کراتا تھا۔ [بخاری، کتاب الأذان، باب إمامة العبد والمولی : ۶۹۲]

اور امام بخاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کا غلام ذکوان رضی اللہ عنہ قرآن سے دیکھ کر نماز پڑھاتا تھا۔ [بخاری، کتاب الأذان، باب إمامة العبد والمولی، قبل الحدیث : ۶۹۲]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

بڑے عالم کی چھوٹے عالم کے پیچھے نماز:

⌘ بڑا عالم اپنے سے چھوٹے عالم کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر سے پہلے قضائے حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے، میں بھی پانی کا برتن اٹھائے ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ تھا، جب رسول اللہ ﷺ واپس آئے ...... تو ہم نے دیکھا کہ لوگ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز پڑھ رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ (بھی نماز میں شامل ہو گئے اور آپ) نے ایک رکعت پا لی اور وہ رکعت لوگوں (یعنی جماعت) کے ساتھ ادا کی، پھر جب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو آپ ﷺ نے دوسری رکعت کھڑے ہو کر ادا کی۔'' [مسلم، كتاب الصلاة، باب تقديم الجماعة من يصلى بهم إذا تأخر الإمام...... الخ : ٢٧٤، بعد الحديث : ٤٢١]

مقرر امام کی جگہ جماعت کروانا:

⌘ کسی مقرر امام کی جگہ اس کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر دوسرے کو جماعت کروانے کی اجازت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِيُ سُلُطَانِهِ اِلَّا بِاِذُنِهِ)) [مسلم، كتاب المساجد، باب من أحق بالإمامة ؟ : ٦٧٣]

''کوئی شخص کسی کی حکومت میں (یعنی مقرر کردہ جگہ) اس کی اجازت کے بغیر ہرگز امامت نہ کرائے۔''

جس امام سے مقتدی ناراض ہوں:

⌘ جس امام سے لوگ کسی دینی یا اخلاقی وجہ سے ناراض ہوں، اسے نماز نہیں پڑھانی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا تَرُتَفِعُ صَلَاتُهُمُ فَوُقَ رُؤُوُسِهِمُ شِبُرًا : رَجُلٌ اَمَّ قَوُمًا وَهُمُ

http://pdfbooksfree.blogspot.com

لَهُ كَارِهُوْنَ))[ابن ماجه، كتاب إقامة الصلوات، باب من أم قوما وهم له كارهون : ٩٧١۔ ترمذی : ٣٦٠۔ صحيح]

"تین آدمیوں کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی بلند نہیں ہوتی، ایک وہ آدمی جو لوگوں کا امام بن جائے، حالانکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں۔"

بدعتی اور مشرک کی امامت:

⌘ مشرک امام کی اقتدا جائز نہیں، کیونکہ اس کا کوئی بھی عمل قبول نہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾ [الأنعام : ٨٨]

"اگر یہ لوگ بھی شرک کرتے تو ان کے تمام اعمال برباد ہو جاتے۔"

اسی طرح اس بدعتی کی اقتدا میں بھی نماز نہیں پڑھنی چاہیے جس کی بدعت اسے کفر و شرک تک پہنچانے اور اسلام سے نکال دینے والی ہو۔

⌘ فاسق و فاجر اور گناہ گار شخص کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ عبید اللہ بن عدی بن خیار کہتے ہیں کہ جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ محصور تھے تو میں نے ان سے عرض کی کہ آپ لوگوں کے امام ہیں، لیکن مصیبت میں گرفتار ہیں اور فتنہ پرور لوگوں کا امام ہمیں نماز پڑھا رہا ہے اور ہم اسے برا محسوس کرتے ہیں (اب ہم کیا کریں؟) تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: "نماز لوگوں کے اعمال میں سب سے اچھا عمل ہے، جب لوگ اچھا کام کریں تو تم بھی ان کے ساتھ اچھا کام کرو اور جب وہ برا کام کریں تو تم ان کی برائی میں شامل نہ ہو (یعنی ان کی اقتدا میں نماز پڑھو لیکن ان کے غلط کاموں کی حمایت نہ کرو)۔" [بخاری، كتاب الأذان، باب إمامة المفتون والمبتدع : ٦٩٥]

لہٰذا امام کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض ہو کر اس کی اقتدا چھوڑنا جائز نہیں۔

امام کی کوتاہی کا مقتدی پر کوئی اثر نہیں:

⌘ اگر کسی وجہ سے امام کی نماز نہیں ہوئی، یا اس کی نماز میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو مقتدیوں

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

سکی نماز درست ہو گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« يُصَلُّونَ لَكُمْ فَإِنْ أَصَابُوا فَلَكُمْ وَلَهُمْ، وَإِنْ أَخْطَئُوا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ »

[بخاری، كتاب الأذان، باب إذا لم يتم الإمام وأتم من خلفه : ٦٩٤]

”جو لوگ تمھیں نماز پڑھاتے ہیں، اگر وہ ٹھیک پڑھائیں گے تو تمھیں اور انھیں ثواب ملے گا اور اگر وہ غلطی کریں گے تو تمھارے لیے تو ثواب ہے اور ان کے لیے گناہ ہے۔“

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

امام کے فرائض و ذمہ داریاں

⌘ امام نماز سے پہلے صفیں درست کروائے اور مقتدیوں کو تربیت دے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے پہلے کیا کرتے تھے۔

⌘ لوگوں کو ثنا پڑھنے کا وقت دینا چاہیے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ تکبیر اور قراءت شروع کرنے کے درمیان تھوڑی دیر خاموش رہتے تھے۔'' [بخاری، کتاب الأذان، باب ما یقول بعد التکبیر : ۷۴۴۔ مسلم : ۵۹۸، ۵۹۹]

⌘ رسول اللہ ﷺ سورۂ فاتحہ سے پہلے: '' بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ '' بھی پڑھتے تھے۔[أبو داؤد، کتاب الحروف والقراءات، باب : ۴۰۰۱۔ صحیح]

⌘ رسول اللہ ﷺ سورۂ فاتحہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتے تھے۔[مسند أحمد : ۲۸۸/۶، ح : ۲۶۵۲۶۔ أبو داؤد، کتاب الحروف والقراءات، باب : ۴۰۰۱۔ کتاب القراءة للبیهقی، ص : ۶۹، ۵۵]

بعض امام الفاظ کو اتنا لمبا کھینچتے ہیں کہ لفظ کی ہیئت بگڑ جاتی ہے اور معنی تبدیل ہو جاتا ہے، یہ ٹھیک نہیں۔

⌘ جہری نماز میں اتنی آواز میں قراءت کرنی چاہیے کہ مقتدی سن سکیں، کیونکہ بلند قراءت کا مطلب ہی یہ ہے۔

⌘ جہری نماز میں سورۂ فاتحہ کے آخر پر امام اتنی بلند آواز سے آمین کہے کہ مقتدی سن سکیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوْا))[بخاری، کتاب الأذان، باب جهر الإمام بالتأمین :

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

۷۸۰۔ مسلم : ۴۱۰]

"جب امام آمین کہے تب تم بھی آمین کہو۔"

مقتدی تبھی آمین کہیں گے جب وہ امام کی آمین سنیں گے، لہٰذا امام کو بلند آواز سے آمین کہنی چاہیے۔

⌘ کمزوروں اور ضرورت مندوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« فَمَنْ أَمَّ النَّاسَ فَلْيَتَجَوَّزْ، فَإِنَّ خَلْفَهُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ »

[بخاری، کتاب الأذان، باب من شكا إمامه إذا طول : ۷۰۴۔ مسلم : ٤٦٦]

"جو شخص لوگوں کی جماعت کرائے تو اسے مختصر جماعت کرانی چاہیے، کیونکہ اس کے پیچھے کمزور، بوڑھے اور ضرورت مند ہوتے ہیں۔"

⌘ لیکن نماز کو اس قدر بھی مختصر نہیں کرنا چاہیے کہ مقتدی ٹھیک طرح متابعت نہ کرسکیں اور دعائیں نہ پڑھ سکیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارکان میں اطمینان نہ کرنے والے شخص سے کہا تھا: "تیری نماز نہیں ہوئی۔" [بخاری، کتاب الأذان، باب أمر النبی ﷺ الذی لا يتم ركوعه بالإعادة : ۷۹۳۔ مسلم : ۳۹۷]

اور ایسے امام کے پیچھے نماز ہرگز نہیں پڑھنی چاہیے جو اس قدر تیز نماز پڑھاتا ہو کہ صحیح اطمینان سے ارکان ادا نہ کیے جاسکیں۔

⌘ کوئی مسئلہ پیش آجائے تو نماز مختصر کر دینی چاہیے، رسول اللہ ﷺ بچے کے رونے کی وجہ سے بھی نماز مختصر کر دیتے تھے۔ [بخاری، کتاب الأذان، باب من أخف الصلاة عند بكاء الصبی : ۷۰۸۔ مسلم : ۴۷۰/۱۹۲]

⌘ رسول اللہ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھتے تھے۔ [بخاری، کتاب الأذان، باب يستقبل الإمام الناس إذا سلم : ۸۴۵۔ مسلم : ۲۲۷۵]

قنوت نازلہ کا بیان:

⌘ مسلمانوں پر کوئی مصیبت آئے تو امام کو دعائے قنوت کرنی چاہیے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

«اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَدْعُوَ عَلٰی أَحَدٍ اَوْ یَدْعُوْ لِاَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّکُوْعِ» [بخاری، کتاب التفسیر باب ﴿لیس لك من الأمر شیء﴾ : ٤٥٦٠۔ مسلم : ٦٧٥]

''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ جب کسی پر بددعا کرنا چاہتے، یا کسی کے حق میں دعا کرنا چاہتے تو رکوع کے بعد قنوت کرتے۔''

⌘ قنوت نازلہ پانچوں فرض نمازوں میں کی جا سکتی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ تمام نمازوں میں ایک ماہ تک قنوت کرتے رہے۔'' [أبو داؤد، کتاب الوتر، باب القنوت فی الصلاۃ : ١٤٤٣۔ حسن]

قنوت نازلہ کا طریقہ:

⌘ فرائض کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد دعا کی جائے۔ [بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿لیس لك من الأمر شیء﴾ : ٤٥٦٠۔ مسلم : ٦٧٥]

⌘ قنوت نازلہ ہاتھ اٹھا کر کرنی چاہیے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز فجر میں دیکھا کہ آپ نے ہاتھ اٹھا کر کفار پر بددعا کی۔'' [مسند أحمد : ١٣٧/٣، ح : ١٢٤٢٩۔ شعیب الارنؤوط نے اسے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے]

⌘ رسول اللہ ﷺ (اونچی آواز سے) دعا پڑھتے اور مقتدی ''آمین'' کہتے تھے۔ [أبو داؤد، کتاب الوتر، باب القنوت فی الصلاۃ : ١٤٤٣۔ حسن]

⌘ قنوت نازلہ میں جس کے لیے دعا یا بددعا کی جا رہی ہے، اس کا نام لینا جائز ہے۔ [بخاری، کتاب الأذان، باب یهوی بالتکبیر حین سجد : ٨٠٤، ٦٧٥]

⌘ جب کوئی مصیبت نازل ہوتی تو رسول اللہ ﷺ قنوت نازل کیا کرتے تھے، حتیٰ کہ ابوداؤد (۱۴۴۳) میں ہے کہ آپ ﷺ رعل، ذکوان اور عصیہ قبائل کے خلاف مسلسل ایک ماہ تک پانچوں نمازوں میں قنوتِ نازلہ کرتے رہے، لیکن آج ہم مصائب میں گھرے ہونے کے باوجود قنوتِ نازلہ نہیں کرتے۔ عوام تو قنوت نازلہ سے واقف ہی نہیں۔ آج چند مساجد ہی ایسی ہیں جن میں قنوتِ نازلہ کی جاتی ہے۔ ضرورت اس

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

بات کی ہے کہ ہر امام مسجد کو قنوتِ نازلہ شروع کرنی چاہیے، تاکہ ایک سنت زندہ ہو سکے اور مسلمانوں کی مشکلات میں کمی آئے۔

قنوت نازلہ کی دعا:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَ اَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ، وَ اَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِھِمْ وَانْصُرْھُمْ عَلٰی عَدُوِّكَ وَ عَدُوِّھِمْ، اَللّٰھُمَّ الْعَنْ کَفَرَةَ اَھْلِ الْکِتَابِ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِكَ وَ یُکَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَ یُقَاتِلُوْنَ اَوْلِیَآءَكَ، اَللّٰھُمَّ خَالِفْ بَیْنَ کَلِمَتِھِمْ وَ زَلْزِلْ اَقْدَامَھُمْ وَ اَنْزِلْ بِھِمْ بَأْسَكَ الَّذِیْ لَا تَرُدُّہٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ))

[السنن الکبرٰی للبیھقی : ٢/٢١٠، ٢١١، ح : ٣١٤٣۔ امام بیہقی نے اسے صحیح کہا ہے]

”اے اللہ! ہمیں اور تمام مومن مردوں، مومن عورتوں، مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخش دے اور ان کے دلوں میں الفت ڈال دے۔ ان کی باہمی اصلاح فرما دے۔ اپنے اور ان کے دشمنوں پر ان کی مدد فرما۔ الٰہی! اہل کتاب کے کافروں پر اپنی لعنت فرما جو تیری راہ سے روکتے، تیرے رسولوں کو جھٹلاتے اور تیرے دوستوں سے لڑتے ہیں۔ الٰہی! ان کے درمیان پھوٹ ڈال دے، ان کے قدم ڈگمگا دے اور ان پر اپنا وہ عذاب اتار جسے تو مجرم قوم سے نہیں ٹالا کرتا۔“

مزید دعاؤں کے لیے ”قنوت نازلہ کی دعائیں“ کے نام سے دارالاندلس کی طرف سے شائع کردہ پمفلٹ ملاحظہ فرمائیں۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

مقتدیوں کے فرائض و ذمہ داریاں

① مقتدیوں کو جماعت کے لیے کب کھڑا ہونا چاہیے؟:

⌘ مقتدی جماعت کے لیے تب کھڑے ہوں جب وہ امام کو دیکھ لیں، اس سے پہلے کھڑا ہونا جائز نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتّٰى تَرَوْنِي، وَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ »

[بخاری، کتاب الأذان، باب لا یقوم إلی الصلاۃ ...... الخ : ٦٣٨۔ مسلم : ٦٠٤]

"جب نماز کی اقامت کہی جائے تو اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک مجھے آتا دیکھ نہ لو، تم پر سکون (سے بیٹھنا) واجب ہے۔"

بعض لوگ مسجد میں آ کر کھڑے رہتے ہیں اور بے چینی سے جماعت کا انتظار کرنے لگتے ہیں، یہ طریقہ درست نہیں، بلکہ انھیں مسجد میں آ کر نوافل، اذکار، دعا اور قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہونا چاہیے۔ بعض لوگ اس وقت جماعت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں جب مکبر "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ" اور "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کہتا ہے، یہ طریقہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

② دعائے استفتاح پڑھنا:

⌘ مقتدی اگر حالت قیام میں ملا ہے تو اسے دعائے استفتاح پڑھنی چاہیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دعائے استفتاح پڑھا کرتے تھے۔ [مسلم، کتاب المساجد، باب ما یقال بین

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

تکبیر الإحرام والقراءة : ٦٠١]

⌘ اگر جہراً قراءت ہو رہی ہو، یا وقت کم ہونے کی وجہ سے فاتحہ کے رہ جانے کا ڈر ہو تو فاتحہ پڑھ لے، دعائے استفتاح چھوڑ دے۔

③ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کا مسئلہ:

⌘ صحیح احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ نماز کا رکن ہے، لہٰذا ہر نمازی پر منفرد ہو، امام ہو، یا مقتدی، پھر امام اونچی قراءت کر رہا ہو یا آہستہ، ہر صورت میں سورۂ فاتحہ کی قراءت فرض اور واجب ہے، اسے پڑھے بغیر ہرگز کوئی نماز نہیں ہو سکتی۔ بعض لوگ اپنے مسلک کی وجہ سے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے سے منع کرتے ہیں، حالانکہ ان کے پاس قرآن و سنت سے کوئی دلیل نہیں ہے۔

⌘ حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ، فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ : ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى حَمِدَنِي عَبْدِي))

[مسلم، كتاب الصلاة، باب وجوب القراءة في كل ركعة......الخ : ٣٩٥]

"میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر دیا ہے اور میرا بندہ جو سوال کرے گا وہ پورا کیا جائے گا۔" پس جب بندہ کہتا ہے: ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "میرے بندے نے میری حمد بیان کی۔"

مندرجہ بالا حدیث میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے نماز کو تقسیم کر دیا ہے، حالانکہ تقسیم سورۂ فاتحہ کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ کا نام "الصلاة" (نماز) رکھ دیا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز کا وجود ہی نہیں اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے یہی استدلال کیا ہے۔

⌘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)) [بخاري، كتاب الأذان، باب

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

وجوب القراءة للإمام والمأموم......الخ : ٧٥٦۔ مسلم : ٣٩٤]

''جس نے نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں۔''

امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث پر یوں باب قائم کرتے ہیں: ''سورۂ فاتحہ پڑھنا ہر نمازی پر واجب ہے، خواہ امام ہو، منفرد ہو یا مقتدی' حضر میں ہو یا سفر میں، جہری نماز ہو یا سری۔''

⌘ دوسری روایت میں ہے:

« اِقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا شِئْتَ » [مسند أحمد : ٣٤٠/٤، ح : ١٩٢٠٤۔ صحیح الجامع : ٣٢٤۔ علامہ الالبانی نے اسے حسن جبکہ شعیب الارنؤوط نے صحیح کہا ہے]

''اپنی نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھ پھر جو تجھے قرآن یاد ہے اس میں سے پڑھ۔''

مندرجہ بالا احادیث میں مطلق نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، خواہ آدمی تنہا نماز پڑھ رہا ہو یا کسی کی اقتدا میں۔ لیکن کچھ لوگوں نے یہ کہا ہے کہ یہ احادیث تنہا نماز پڑھنے والے آدمی کے ساتھ خاص ہیں، حالانکہ خاص کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ لہٰذا اب میں وہ احادیث پیش کرتا ہوں جن میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کا واضح طور پر ذکر موجود ہے۔

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْإِمَامِ فَلْيَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ »[مسند الشامیین، عن سعید بن عبد العزیز عن مکحول : ٢٩١۔ امام ہیثمی نے کہا ہے کہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں]

''جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے اسے سورۂ فاتحہ پڑھنی چاہیے۔''

⌘ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ فَقِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ ؟ فَقَالَ اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ »

[مسلم، کتاب الصلاۃ، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة ...... الخ : ٣٩٥]

http://pdfbooksfree.blogspot.com

''جو کوئی نماز پڑھے اور اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز ناقص ہے۔'' یہ جملہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ کہا، یعنی مکمل نہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: ''ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں؟'' تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سورۂ فاتحہ دل میں آہستہ پڑھ لیا کرو۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے ''جزء القراءة'' میں امام لغت ابو عبید رحمہ اللہ سے ''خداج'' کا معنی نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: '' خِدَاجُ النَّاقَةِ '' اس وقت بولا جاتا ہے جب اونٹنی بچہ کو وقت سے پہلے مردہ حالت میں گرا دے اور ایسے مردہ بچے سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا ہے۔'' لہٰذا ثابت ہوا کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر پڑھی گئی نماز سے کسی قسم کا ثواب حاصل نہیں کیا جاسکتا اور نہ فرض ہی ادا ہوتا ہے۔

⌘ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور اس میں قراءت کی، پس رسول اللہ ﷺ پر قراءت بھاری ہوگئی، تو آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہوکر پوچھا: ''کیا تم بھی (امام کے پیچھے) قراءت کرتے ہو؟'' ہم نے عرض کیا: ''ہاں! یا رسول اللہ!'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا نہ کیا کرو، تم سورۂ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھا کرو، اس لیے کہ اس کے بغیر کسی شخص کی نماز نہیں ہوتی۔'' [مسند أحمد : ۵/ ۳۱۳، ح : ۲۳۰۴۷۔ ابن حبان : ۱۷۹۲۔ اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ اور امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حسن جبکہ شعیب الارنؤوط نے صحیح کہا ہے]

⌘ دوسری روایت میں ہے:

((فَلَا تَقْرَؤُوْا بِشَیْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ اِذَا جَهَرْتُ اِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ))[أبو داوٗد، كتاب الصلاة، باب من ترك القراءة ...... الخ : ۸۲۴۔ امام دارقطنی اور علامہ الالبانی رحمہ اللہ نے (تحقیق مشکوۃ میں) اسے حسن جبکہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے]

''جب میں (یعنی امام) اونچی آواز سے قراءت کروں تو قرآن سے سورۂ فاتحہ کے سوا کچھ بھی نہ پڑھو۔''

⌘ تیسری روایت میں ہے:

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

« وَلْيَقْرَأْ أَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِيْ نَفْسِهِ » [ابن حبان : ۱۸۴۴۔ جزء القراءة للبخاری : ۵۶۔ السنن الکبریٰ للبیہقی : ۲۷۵۰۔ امام ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''التلخیص الحبیر (۸۷)'' میں اسے حسن، جبکہ شعیب الارنؤوط نے اسے صحیح کہا ہے]

''تم صرف سورۂ فاتحہ دل میں پڑھا کرو۔''

⌘ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ خَلْفَ الْإِمَامِ » [کتاب القراءة للبیہقی : ۴۷۔ اور فرمایا اس کی اسناد صحیح ہے اور جو اس میں الفاظ زیادہ ہیں وہ بہت ساری سندوں سے صحیح اور مشہور ہیں]

''اس شخص کی نماز نہیں جو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا۔''

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص بھی نماز پڑھے وہ تنہا ہو یا جماعت کے ساتھ، امام ہو یا مقتدی، مقیم ہو یا مسافر، فرض پڑھ رہا ہو یا نوافل، امام بلند آواز سے پڑھ رہا ہو یا آہستہ، اگر وہ سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہو گی۔

باقی رہا احناف کا یہ کہنا کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے، تو یہ سب ان کے بہانے ہیں، درحقیقت ان کے نزدیک سورۂ فاتحہ نماز کے لیے ضروری ہی نہیں۔ دیوبندی عالم اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: ''اگر کوئی نماز میں الحمد (یعنی سورۂ فاتحہ) نہ پڑھے، بلکہ کوئی اور آیت یا کوئی اور پوری سورت پڑھ لے...... سر سے فرض تو اتر جاوے گا، لیکن نماز بالکل نکمی اور خراب ہے، پھر سے پڑھنا واجب ہے، نہ دہرائے گی تو بہت بڑا گناہ ہو گا۔ البتہ بھولے سے ایسا کیا تو سجدۂ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جائے گی۔'' [بہشتی زیور: ۸۲/۲]

اس سے اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں : ''اگر پچھلی دو رکعتوں میں الحمد (یعنی سورۂ فاتحہ) نہ پڑھے بلکہ تین دفعہ سبحان اللہ، سبحان اللہ کہہ لے تو بھی درست ہے، لیکن الحمد (یعنی سورۂ فاتحہ) پڑھ لینا بہتر ہے اور اگر کچھ نہ پڑھے، چپکی کھڑی رہے تو بھی کچھ حرج نہیں، نماز درست ہے۔'' [بہشتی زیور : ۸۳/۲]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

اس سے ثابت ہوا کہ احناف کے نزدیک سورۂ فاتحہ نماز میں پڑھنا لازمی نہیں ہے، لیکن آڑ انھوں نے فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ کو بنایا ہوا ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو، شاید تم پر رحم کیا جائے۔'' [الأعراف : ٢٠٤]

اس کا معنی یہ کرتے ہیں کہ جماعت میں جب امام قراءت کر رہا ہو تو مقتدیوں کو سورۂ فاتحہ پڑھنا ممنوع ہے، حالانکہ احناف کے نزدیک یہ آیت سورۂ مزمل کی آیت: ﴿ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴾ [المزمل : ٢٠] کے معارض اور خلاف ہے (نعوذ باللہ) لہٰذا یہ دونوں آیات اس مسئلہ کی دلیل بنانے کے لائق نہیں ہیں۔ اصول فقہ حنفیہ کی معتبر کتاب ''نور الانوار'' کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

" وَحُكْمُهَا بَيْنَ الْاٰيَتَيْنِ الْمَصِيْرُ اِلَى السُّنَّةِ لِاَنَّ الْاٰيَتَيْنِ اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَتَا فَلَا بُدَّ لِلْعَمَلِ مِنَ الْمَصِيْرِ اِلٰى مَا بَعْدَهٗ وَهُوَ السُّنَّةُ "[نور الأنوار: ١٩١۔ تلویح (٤١٩) میں بھی یہی لکھا ہے]

''جب دو آیتوں میں تعارض واقع ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ (اس مسئلہ) میں حدیث کی طرف رجوع کرنا چاہیے، اس لیے کہ جب دو آیات باہم معارض ہوتی ہیں تو دونوں ساقط ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا عمل کے لیے حدیث کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔''

لہٰذا ثابت ہوا کہ احناف کے نزدیک یہ ساقط اور دلیل بنانے کے قابل نہیں ہے، لیکن پھر بھی لوگوں کے سامنے یہ آیت پیش کرتے ہیں، کیا یہ دھوکا نہیں؟ دوسری بات یہ کہ اس آیت کا مذکورہ مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، کیونکہ یہ آیت مبارکہ سورۂ اعراف کی ہے اور سورۂ اعراف بالاتفاق مکہ میں نازل ہوئی تھی، جبکہ جماعت کا آغاز مدینہ میں ہوا، تو پھر اس آیت کا تعلق مذکورہ مسئلہ سے کیونکر ہو سکتا ہے؟

اگر اس کا حکم [illegible] قرآن مجید

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

کی تلاوت کر رہا ہو تو وہاں کسی دوسرے کو تلاوت کی اجازت نہیں، بلکہ پہلے شخص کی تلاوت سننے کا حکم ہے، جبکہ خود انھی حضرات کی مساجد اور بالخصوص مدارسِ تحفیظ میں ایک وقت میں ایک جگہ سیکڑوں طلبہ بلند آواز سے پڑھ رہے ہوتے ہیں اور اگر کوئی طالب علم (قرآن مجید کی اس آیت پر عمل کرتے ہوئے) نہ پڑھے تو استاد اس کی پٹائی کرتا ہے، آخر کیوں؟

لہٰذا ثابت ہوا کہ مذکورہ آیت کا احناف کے نزدیک بھی یہ معنی نہیں جو وہ بظاہر بتاتے ہیں، یہ محض دھوکا ہے اور باقی رہیں وہ احادیث جن میں امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنے سے منع کیا گیا، تو ان میں سے کوئی ایک روایت بھی ایسی نہیں جو صحیح ہو اور مذکورہ مسئلہ میں واضح ہو۔ اگر بالفرض اس آیت کو مذکورہ مسئلہ میں دلیل مان بھی لیں تو اس سے دن رات کی صرف چھ رکعات میں سورۂ فاتحہ پڑھنا ممنوع ہوگا، جبکہ احناف فاتحہ خلف الامام کا تمام رکعات میں انکار کرتے ہیں۔

لہٰذا سب سے پہلے احناف اس مسئلہ میں اپنا موقف واضح کریں کہ ان کے نزدیک سورۂ فاتحہ نماز میں پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر سورۂ فاتحہ نماز کا حصہ نہیں تو پھر ان کے لیے اس آیت اور احادیث کو دلیل بنانا ہرگز جائز نہیں، بلکہ انھیں ایسی آیت اور احادیث پیش کرنی چاہییں جن میں نماز کے اندر سورۂ فاتحہ پڑھنے سے منع کیا گیا ہو اور اگر ان کے نزدیک سورۂ فاتحہ نماز کا حصہ ہے تو واضح الفاظ میں اس کا اقرار کریں اور مندرجہ بالا ''بہشتی زیور'' کی عبارت کا واضح طور پر انکار کریں اور پھر کوئی ایسی دلیل لائیں جو اس مسئلہ میں صحیح اور واضح ہو۔

ان لوگوں نے اپنا باطل نظریہ ثابت کرنے کے لیے حدیثیں گھڑ رکھی ہیں، ان میں سے دو مشہور جھوٹی حدیثیں مندرجہ ذیل ہیں:

① ''جس نے امام کے پیچھے قراءت کی اس کا منہ آگ سے بھر دیا جائے گا۔'' یہ روایت موضوع ہے۔ [موضوع اور منکر روایات: ۵۹]

② ''جس نے امام کے پیچھے قراءت کی اس کی نماز نہ ہوگی۔'' یہ روایت باطل ہے۔
[موضوع اور منکر روایات: ۶۰]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

④ آمین کہنے کا مسئلہ:

⌘ مقتدیوں کو چاہیے کہ جب امام ''آمین'' یا ﴿ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴾ کہے تو وہ بلند آواز سے آمین کہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا)) [بخاری، کتاب الأذان، باب جهر الإمام بالتأمين : ٧٨٠۔ مسلم : ٤١٠]

''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔''

⌘ جس مقتدی نے سورۂ فاتحہ مکمل نہ کی ہو وہ بھی امام کے ساتھ آمین کہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے امام کے ﴿ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴾ پڑھنے پر آمین کہنے کا حکم دیا ہے۔[بخاری، کتاب الأذان، باب جهر الإمام بالتأمين : ٧٨٢]

⌘ آہستہ قراءت کے وقت آہستہ ''آمین'' اور بلند قراءت کے وقت بلند ''آمین'' کہنی چاہیے۔ یہ مسئلہ شریعت اسلامیہ میں بالکل واضح ہے لیکن کچھ لوگ سری قراءت میں سری آمین کو تو مانتے ہیں لیکن جہری قراءت میں جہری آمین کا انکار کرتے ہیں۔جبکہ یہ مسئلہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

⌘ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) [بخاری، کتاب الأذان، باب جهر الإمام بالتأمين : ٧٨٠۔ مسلم : ٤١٠]

''جب امام آمین کہے تو تم (مقتدی) بھی آمین کہو (اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں) تو جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل گئی اس کے تمام سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔''

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: ''اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام بلند آواز سے آمین کہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ مقتدی کو امام کی آمین کے ساتھ آمین

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

کہنے کا حکم اس صورت میں دے سکتے ہیں جب مقتدی کو معلوم ہو کہ امام آمین کہہ رہا ہے۔ کوئی عالم تصور بھی نہیں کرسکتا کہ رسول اللہ ﷺ مقتدی کو امام کی آمین کے ساتھ آمین کہنے کا حکم دیں، جب کہ وہ اپنے امام کی آمین سن ہی نہ سکے۔" [ابن خزیمة، کتاب الصلاة، باب الجهر بآمين ...... الخ : ١/٢٥٥، ٢٥٦، تحت الحديث : ٥٧٠]

⌘ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "جب نبی اکرم ﷺ سورۂ فاتحہ کی قراءت سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے آمین کہتے۔" [الدارقطنی : ١/٣٣٥، ح : ١٢٥٩۔ ابن خزیمة : ١/٢٥٦، ٥٧١۔ ابن حبان : ١٨٠٦۔ المستدرك : ١/٢٢٣، ح : ٨١٢۔ اسے امام الدارقطنی نے حسن جبکہ امام حاکم اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح کہا ہے]

⌘ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ جب ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھتے تو بلند آواز سے آمین کہتے۔" [أبوداؤد، کتاب الصلاة، باب التأمين وراء الإمام : ٩٣٢۔ ترمذی : ٢٤٨۔ اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے حسن کہا ہے، امام بخاری اور امام ابو زرعہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث شعبہ سے منقول آہستہ آمین کہنے والی حدیث سے صحیح ہے، ان کے علاوہ امام ابن حجر، امام دارقطنی، علامہ الالبانی اور حسین سلیم اسد نے اسے صحیح کہا ہے]

⌘ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "جب رسول اللہ ﷺ نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھا تو آپ نے (اتنی بلند آواز سے) آمین کہی کہ میں نے سنی اور میں آپ کے پیچھے کھڑا تھا۔" [نسائی، کتاب الافتتاح، باب قول المأموم إذا عطس خلف الإمام : ٩٣٣۔ صحیح]

⌘ سیدہ ام الحصین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: "اس نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی...... جب آپ ﷺ نے ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھا تو آمین کہی تو اس نے بھی اسے سنا، حالانکہ وہ عورتوں کی صف میں کھڑی تھی۔" [مسند اسحاق بن راھویه، عن أم الحصين رضی الله عنها : ٢٣٩٦۔ اس کے محقق ڈاکٹر عبد الغفور البلوشی نے اس کے تمام راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے]

دورِ صحابہ میں "آمین" کا ثبوت:

⌘ نعیم مجمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی...... وہ جب

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ تک پہنچے تو انھوں نے آمین کہی اور ان کے پیچھے لوگوں نے بھی آمین کہی...... پھر انھوں نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں نے تمھیں رسول اللہ ﷺ والی نماز پڑھائی ہے۔'' [نسائی، کتاب الافتتاح، باب قراءة بسم الله...... الخ : ٩٠٦۔ مسند أحمد : ٤٩٧/٢، ح : ١٠٤٥٣۔ ابن خزيمة : ٢٢٣/١، ٢٢٤، ح : ٤٩٩۔ ابن حبان : ١٧٩٧۔ ١٨٠١۔ مستدرك حاكم : ٢٣٢/١، ح : ٨٤٩۔ سنن الدارقطني : ٣٠٦/١، ح : ٢٤٥١۔ البيهقي : ٥٨/٢، ح : ١١٥٥۔ اسے حاکم، ذہبی، دارقطنی، بیہقی اور الاعظمی نے صحیح اور شعیب الارنؤوط نے صحیح علی شرط مسلم کہا ہے]

⌘ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے مقتدیوں نے اس قدر بلند آواز سے آمین کہی کہ مسجد گونج اٹھی۔ [بخاري، كتاب الأذان، باب جهر الإمام بالتأمين، قبل الحديث : ٧٨٠]

⌘ عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے دوسو (٢٠٠) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ بیت اللہ میں جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتا تو سب لوگ بلند آواز سے ''آمین'' کہتے۔'' [السنن الكبرى للبيهقي : ٥٩/٢، ح : ٢٤٥٥۔ كتاب الثقات لابن حبان : ٢٦٥/٦، في ترجمة خالد بن أبي نوف]

⌘ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِينِ»

[ابن ماجه، كتاب إقامة الصلوات، باب الجهر بآمين : ٨٥٦۔ اس کے تمام راوی صحیح مسلم کے ہیں اور اسے امام بوصیری، شعیب الارنؤوط، علامہ الالبانی اور الاعظمی نے صحیح کہا ہے]

''یہودی تمھاری کسی چیز پر اس قدر نہیں جلتے جس قدر ''السلام علیکم'' اور ''آمین'' کہنے پر جلتے ہیں۔''

⑤ فاتحہ کے بعد قراءت:

⌘ سری نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھنا چاہیں تو پڑھ لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جہری نماز میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ قراءت کرنے سے منع فرمایا ہے، سری میں نہیں۔

[أبو داود، كتاب الصلاة، باب من ترك القراءة ...... الخ : ٨٢٤۔ صحيح]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ جہری نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھ کر خاموش ہو جائیں۔ [أبو داؤد : ٨٢٤]

⑥ امام کی اتباع:

⌘ امام سے آگے بڑھنے سے بچنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا يَأْمَنُ الَّذِيْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فِيْ صَلَاتِهِ قَبْلَ الْإِمَامِ، أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهُ فِيْ صُوْرَةِ حِمَارٍ)) [مسلم، كتاب الصلاة، باب تحريم سبق الإمام بركوع أو سجود ونحوهما : ٤٢٧/١١٥]

”کیا نماز میں امام سے پہلے سر اٹھانے والا شخص اس بات سے بے خوف ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی شکل کو گدھے کی شکل بنا دے؟“

⌘ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”ہم میں سے کوئی شخص اس وقت تک اپنی کمر نہیں جھکاتا تھا، جب تک کہ نبی ﷺ سجدہ میں نہ چلے جاتے اور ہم آپ ﷺ کے بعد سجدہ میں جاتے۔“ [بخاری، کتاب الأذان، باب متی یسجد من خلف الإمام؟ : ٦٩٠۔ مسلم : ٤٧٤/١٩٨]

امام سے پہل کرنا بھی جائز نہیں اور امام کے ساتھ ساتھ چلنا بھی جائز نہیں، اتباع یہ ہے کہ امام کے پیچھے پیچھے چلا جائے، جیسے مذکورہ بالا حدیث میں ہے۔ اسی طرح جن لوگوں کی کچھ نماز باقی ہو، انھیں نماز مکمل کرنے کے لیے تب کھڑا ہونا چاہیے جب امام دونوں طرف سلام پھیر لے، جبکہ ہمارے ہاں امام سلام پھیرنا شروع کرتا ہی ہے کہ لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں، ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

جن چیزوں میں امام سے اختلاف جائز ہے:

⌘ مندرجہ ذیل چیزوں میں امام اور مقتدی کے درمیان اختلاف ہو جائے تو کوئی حرج نہیں:

① نیت میں اختلاف جائز ہے، یعنی امام فرض پڑھ رہا ہے جبکہ مقتدی نفل، یا امام کی نیت نفل کی ہو اور مقتدی فرض ادا کر رہا ہے، جیسا کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے کے بعد اپنی قوم کی جماعت کرواتے تھے، تو وہ ان کی نفل ہوتی اور قوم کی فرض۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

[بخاری، کتاب الأذان، باب إذا صلی ثم أم قومًا : ۷۱۱ـ مسلم : ٤٦٥]
اسی طرح امام عصر کی پڑھا رہا ہے اور مقتدی ظہر کی ادا کر رہا ہے۔

④ امام کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر امامت کرا رہا ہے اور مقتدی کھڑا ہو کر نماز ادا کر رہا ہے اور یا امام کھڑا ہے اور مقتدی بیٹھا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض وفات میں ایک دن بیٹھ کر جماعت کروائی اور لوگوں نے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔[بخاری، کتاب الأذان، باب الرجل یأتم بالإمام ویأتم الناس بالمأموم : ۷۱۳ـ مسلم : ٤١٨]

③ امام قصر پڑھے اور مقتدی مکمل پڑھے۔ (تفصیل ''نماز سفر'' کے باب میں ملاحظہ فرمائیں)

⑦ امام کی آواز مقتدیوں تک پہنچانا:

⌘ اگر امام کی آواز تمام مقتدیوں تک نہ پہنچ رہی ہو تو مقتدیوں میں سے کوئی شخص امام کی تکبیر آخر تک پہنچائے اور جماعت بہت بڑی ہو تو فاصلے فاصلے پر کھڑے زیادہ لوگوں کو یہ فریضہ انجام دینا چاہیے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض وفات میں جماعت کروائی (اور کمزوری کی وجہ سے لوگوں تک آواز نہیں پہنچ رہی تھی)، تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی آواز لوگوں تک پہنچا رہے تھے۔[بخاری، کتاب الأذان، باب من أسمع الناس تکبیر الإمام : ۷۱۲ـمسلم : ٤١٣/٨٥]
سپیکر کی سہولت موجود ہو تو اس میں جماعت کروانی چاہیے، تاکہ لوگ صحیح طور پر اقتدا کر سکیں، تب لوگوں تک امام کی آواز پہنچانے کی ضرورت نہیں۔

⑧ امام بھول جائے تو اسے لقمہ دینا:

⌘ دوران نماز میں اگر امام بھول جائے تو مقتدیوں کا فرض ہے کہ وہ امام کو لقمہ دیں۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي)) [بخاری، کتاب الصلاۃ، باب التوجہ نحو القبلۃ حیث کان : ٤٠١ـ مسلم : ٥٧٢]
''جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد کروا دیا کرو۔''

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

یاد کرانے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر امام قراءت میں سے کچھ بھول گیا تو اسے بھولا ہوا لفظ بتانا چاہیے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ پر قراءت مشتبہ ہوگئی، تو نماز کے بعد آپ ﷺ نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تو نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟'' [أبو داوٗد، كتاب الصلاة، باب الفتح على الإمام في الصلاة : ۹۰۸۔ حسن]

اس کے علاوہ کوئی غلطی ہو جائے تو مرد ''سبحان اللہ'' کہہ کر اور عورتیں تالی بجا کر آگاہ کریں۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

((اَلتَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ)) [بخاري، كتاب العمل في الصلاة، باب التصفيق للنساء : ۱۲۰۳۔ مسلم : ٤٢٢]

''مردوں کو سبحان اللہ کہنا چاہیے اور خواتین کو تالی بجانی چاہیے۔''

⌘ نماز سے باہر والا شخص نمازی کو اس کی غلطی پر متنبہ کر سکتا ہے۔ جب قبلہ بیت المقدس سے تبدیل ہو کر کعبہ بن گیا، تو کچھ لوگوں کو اس کا علم نہ ہوا، وہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے، قریب سے گزرنے والے آدمی نے بلند آواز سے کہا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کعبہ کی سمت نماز پڑھی ہے۔'' تو لوگوں نے نماز کے دوران ہی میں اپنا رخ پھیر لیا۔ [بخاري، كتاب الصلاة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان : ۳۹۹۔ مسلم : ۱۱۸٦]

⑨ امام کی تبدیلی:

⌘ امام کسی وجہ سے امامت کے قابل نہ رہے، تو اس کے پیچھے کھڑا مقتدی آگے بڑھ کر نماز مکمل کروا دے۔ عمرو بن میمون رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر نماز میں قاتلانہ حملہ ہوا تو انھوں نے پیچھے کھڑے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیا اور انھوں نے نماز مکمل کرائی۔'' [بخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب قصة البيعة والاتفاق على عثمان بن عفان رضي الله عنه : ۳۷۰۰]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

ایک جگہ دو جماعتیں:

⌘ کچھ لوگ جماعت کے بعد آئیں تو وہ دوسری جماعت کروا سکتے ہیں، بلکہ انھیں جماعت ہی سے نماز ادا کرنی چاہیے اور ائمہ مساجد کو بھی برا نہیں ماننا چاہیے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک آدمی آیا اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا چکے تھے، آپ نے فرمایا: ''اس شخص پر کون صدقہ کرتا ہے؟'' تو لوگوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے اس کے ساتھ باجماعت نماز پڑھی۔'' [ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء في الجماعة في مسجد قد صلي فيه مرة : ۲۲۰۔ أبو داوٗد : ۵۷۴۔ صحيح]

⌘ اگر بعد میں پہنچنے والا آدمی تنہا ہے تو جماعت کے ساتھ نماز ادا کر لینے والوں میں سے ایک آدمی (نفل کی نیت سے) اس کے ساتھ شامل ہو جائے، تاکہ جماعت ہو سکے۔ یہ اس کی طرف سے صدقہ ہو گا۔ (ایضاً)

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مسافر دوسری جماعت کرا سکتے ہیں، لیکن مقیم لوگوں کو جماعت کروانا جائز نہیں، یہ سراسر غلط ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جس صحابی کو جماعت کرانے کا حکم دیا تھا وہ وہیں کا مقیم ہی تھا اور اس کے علاوہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مسجد میں دوسری جماعت کروانا ثابت ہے۔ [بخاری، کتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، تعليقًا، قبل الحديث : ٦٤٥ ووصله المحدث أبو يعلى الموصلي في مسنده الصغير : ٤٦٨/٣، ح : ٤٣٣٨ و إسناده صحيح]

⌘ دیر سے آنا اور دوسری جماعت کو معمول بنا لینا جائز نہیں، اس سے پہلی جماعت (جو اصل ہے اس) کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔

سنن کے لیے جگہ کی تبدیلی:

⌘ فرضوں والی جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ سنن ادا کرنی چاہییں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس بات سے عاجز ہو کہ (فرضوں کے بعد) آگے، پیچھے یا دائیں بائیں ہو جاؤ، یعنی نفل پڑھنے کے لیے؟'' [أبوداوٗد، کتاب الصلاۃ، باب في الرجل يتطوع في مكانه الذي صلى فيه المكتوبة : ١٠٠٦۔ ابن ماجه : ١٤٢٧۔ صحيح]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

جماعت میں شریک ہونے کا بیان

منفرد کے ساتھ نماز میں شریک ہونا:

⌘ تنہا آدمی نماز پڑھ رہا ہے، دوسرا شخص آئے تو وہ اس کے ساتھ مل جائے اور پہلا جماعت شروع کرا دے، یعنی جماعت کے لیے پہلے سے امامت کی نیت کرنا ضروری نہیں، جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور میں آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پکڑ کر دائیں جانب کر دیا۔'' [بخاری، کتاب الأذان، باب إذا لم ینو الإمام ...... الخ : ٦٩٩۔ مسلم : ٧٦٣]

جماعت میں شامل ہونے کا طریقہ:

⌘ بعد میں آنے والا شخص امام کو جس حالت میں پائے، تکبیر تحریمہ کہہ کر اسی حالت میں چلا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ وَالْإِمَامُ عَلَى حَالٍ فَلْيَصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الْإِمَامُ))

[ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ما ذکر فی الرجل یدرک الإمام .... الخ: ٥٩١۔ صحیح]

''جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لیے آئے اور امام کسی حالت میں ہو تو اسے وہی کرنا چاہیے جو امام کر رہا ہو۔''

بعض لوگ آتے ہیں، امام رکوع یا سجدہ میں ہو تو وہ جماعت میں شامل ہونے کے لیے امام کے کھڑے ہونے کا انتظار کرتے رہتے ہیں، یہ غلط ہے اور بعض لوگ پہلے دعائے

http://pdfbooksfree.blogspot.com

استفتاح پڑھتے ہیں پھر امام والی حالت میں منتقل ہوتے ہیں، یہ بھی جائز نہیں۔

بعض لوگوں نے جماعت میں شریک ہونے کا بڑا عجیب وغریب طریقہ ایجاد کرلیا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ جماعت کے ساتھ بیچ میں شامل ہونے والا وہی رکعت پڑھے جو امام پڑھ رہا ہے اور جو رکعات گزر گئی ہیں وہ بعد میں ادا کرے۔مثلاً: دوسری رکعت میں شریک ہونے والا اس ترتیب سے نماز ادا کرے: 2---3---4---1۔ تیسری رکعت میں شریک ہونے والا اس ترتیب سے نماز ادا کرے: 3---4---1---2۔ چوتھی رکعت میں شریک ہونے والا اس ترتیب سے نماز ادا کرے: 4---1---2---3۔یعنی شامل ہونے والا الٹی ترتیب سے نماز پڑھے۔قرآن وسنت میں اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ یہی صحیح ہے کہ آپ جس رکعت میں بھی جماعت میں شریک ہوں، وہ آپ کی پہلی رکعت ہوگی اور باقی نماز اسی ترتیب سے مکمل کریں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوْا)) [بخاری، کتاب الأذان، باب لا یسعی إلی الصلاۃ ولیأتھا بالسکینۃ والوقار : ٦٣٦۔ مسلم : ٦٠٢]

”جتنی (رکعات جماعت سے) مل جائیں ادا کرلو اور جو رہ جائیں بعد میں پوری کرلو۔“

رکوع میں ملنے والے کی رکعت:

⌘ رکوع کی حالت میں جماعت میں شامل ہونے سے وہ رکعت شمار نہیں ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوْا)) [بخاری، کتاب الأذان، باب لا یسعی إلی الصلاۃ ولیأتھا بالسکینۃ والوقار : ٦٣٦۔ مسلم : ٦٠٢]

”جس قدر نماز (امام کے ساتھ) پالو وہ پڑھ لو اور نماز کا جو حصہ رہ جائے وہ (امام کے سلام پھیرنے کے بعد) پورا کرو۔“

اس حدیث کی رو سے جس شخص کا قیام اور سورۂ فاتحہ فوت ہوگئی، اس پر فرض ہے کہ

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

چھوٹی ہوئی چیز کو مکمل کرے اور مکمل نہ کرنے والے کی نماز کیونکر مکمل ہو سکتی ہے؟

⌘ امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ''جس کے فرائض قراءت وقیام فوت ہو جائیں اس پر لازم ہے کہ اسے مکمل کرے، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (پورا کرنے کا) حکم دیا ہے۔'' [جزء القراءة للبخاری : ١٠٩]

⌘ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جو شخص رکوع میں شامل ہو تو اس کا قیام اور سورۂ فاتحہ کی قراءت فوت ہوگئی، جبکہ (رکعت شمار کرنے کے لیے) یہ دونوں فرض ہیں، ان کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور حدیث رسول میں حکم دیا گیا ہے کہ جو گزر جائے اس کی قضا کی جائے اور جو رہ جائے اسے (امام کے سلام پھیرنے کے بعد) پورا کیا جائے، اور ان میں سے کسی امر کی تخصیص نص شرعی کے بغیر جائز نہیں (کہ فلاں رکن کے چھوٹنے کے باوجود نماز ہو جائے گی) اور ایسی کوئی دلیل موجود نہیں۔'' [المحلی، أوقات الصلاة، مسئلة جاء المأموم إلی الصلاة والإمام راکع : ٢/٣٨٩]

⌘ سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

« لَا يَرْكَعَنَّ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَقْرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ »[جزء القراءة للبخاری : ٧٧]

''سورۂ فاتحہ پڑھے بغیر کوئی شخص رکوع نہ کرے۔''

⌘ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« لَا يُجْزِيهِ حَتّٰى يُدْرِكَ الْإِمَامَ قَائِمًا »[جزء القراءة، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم : ٢٠۔ اس کو علامہ الالبانی نے حسن کہا ہے]

''امام کو اگر رکوع جانے سے پہلے کھڑے نہ پالو تو تمھاری وہ رکعت نہ ہوگی۔''

⌘ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کوئی شخص سورۂ فاتحہ پڑھے بغیر رکعت شمار نہ کرے۔'' [المحلی، أوقات الصلاة، مسئلة جاء المأموم إلی الصلاة والإمام راکع : ٢/٣٩٠]

⌘ علامہ نواب صدیق الحسن خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی معروف

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

کتاب ''جزء القراءۃ'' میں فرمایا ہے کہ رکوع میں ملنے سے رکعت نہیں ہوتی اور یہ ہر اس شخص کا مذہب ہے جو قراءتِ فاتحہ خلف الامام کو واجب سمجھتا ہے اور جمہور اہل علم چونکہ قراءت فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں، اس اعتبار سے رکوع میں ملنے والے کی رکعت کا نہ ہونا جمہور کا مسلک ہوا'' [دلیل الطالب علی راجح المطالب : ۳۴۵]

⌘ علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میرے نزدیک انھی کا قول راجح ہے جو کہتے ہیں کہ جو شخص امام کو رکوع میں پائے وہ اس رکعت کو شمار نہ کرے'' [تحفة الأحوذی، السفر، باب کراهية فی الرجل يدرك الإمام ساجدًا]

قائلین کے دلائل:

⌘ اب میں آپ کے سامنے ان حضرات کے دلائل ذکر کروں گا جو رکوع میں ملنے سے رکعت ہو جانے کے قائل ہیں، تا کہ قارئین کے لیے فریقین کے دلائل کا موازنہ کرنا آسان ہو اور مسئلہ کی اصل حیثیت جان لیں۔

پہلی دلیل:

ان کی پہلی دلیل سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث ہے:

((مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَلْيُضِفْ اِلَيْهَا اُخْرٰى)) [الدارقطنی، كتاب الصلاة، باب فيمن يدرك من الجمعة......الخ : ۲/ ۱۰، ح : ۵۷۹]

''جو شخص نماز جمعہ کی ایک رکعت پا لے، وہ (بعد میں) ایک رکعت اور ادا کر لے۔''

اس روایت میں نمازِ جمعہ کا ذکر ہے کہ جس نے نمازِ جمعہ کی ایک رکعت پالی اس نے جمعہ پالیا، لہٰذا وہ اس کے ساتھ ایک رکعت اور پڑھ لے۔ اس روایت میں رکوع پا لینے سے رکعت پانے کا ذکر ہی نہیں ہے، بلکہ اس کا اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، لیکن رکوع میں ملنے سے رکعت ہونے کے قائلین نے اس حدیث سے اس طرح دلیل لی ہے کہ اس کے لفظ ''رکعة'' کو رکعت کی بجائے رکوع مراد لیا ہے، حالانکہ ''رکعة'' سے مراد رکعت ہی ہوتا ہے، رکوع نہیں اور اس کی کئی وجوہ ہیں، احادیث میں عام طور پر ''رکعة'' سے مراد رکعت

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

ہوتی ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَلْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ »[مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل...... الخ : ٧٥٢]

''آخر رات میں وتر ایک رکعت ہے۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

« فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلَاةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ...... فِي الْخَوْفِ رَكْعَةً »

[مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها : ١٥٧٥]

''اللہ تعالیٰ نے تمھارے نبی ﷺ کی زبان سے نماز فرض کی ہے.....خوف میں ایک رکعت ہے۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ » [بخاری، كتاب مواقيت الصلاة، باب من أدرك من الفجر ركعة : ٥٧٩۔ مسلم : ٦٠٨]

''جس نے نماز فجر کی ایک رکعت طلوع آفتاب سے پہلے پالی اس نے نماز صبح کو (بروقت) پالیا۔''

مندرجہ بالا احادیث میں ''ركعة'' سے مراد تمام علماء نے رکعت لی ہے، ذرا یہاں رکوع مراد لے کر دیکھیں۔ اگر یہاں ''ركعة'' سے رکوع مراد لیں تو آخری حدیث میں دوسری جگہ مسلم (٦٠٩) میں ''ركعة'' کی جگہ ''سجدة'' کا لفظ آتا ہے، تو وہاں کیا کریں گے؟ اگر وہاں سجدہ مراد لیں تو ان کا مسلک ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ اس سے معنی یہ بنے گا کہ جس نے سجدہ پالیا اس نے رکعت پالی، جبکہ رکوع سے رکعت پالینے کے قائلین اس کے ہرگز قائل نہیں ہیں۔

حقیقت شرعیہ کے ہوتے ہوئے مجاز مراد لینا اصولاً غلط ہے اور یہاں کوئی ایسا قرینہ بھی نہیں جو اس معنی کی تائید کرتا ہو۔ جمہور علماء نے اس کا معنی یہی کیا ہے کہ جس نے طلوع شمس

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

سے پہلے صبح کی ایک رکعت پالی اس نے نماز کو بروقت پالیا۔ جبکہ "رکعة" کو بغیر قرینے کے "رکوع" کے معنی مجاز میں لے کر اس سے استدلال کرنا اپنی مطلب برآری کے سوا کچھ نہیں، جو سراسر غلط ہے۔

دوسری دلیل:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

« مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْإِمَامِ قَبْلَ اَنْ يُقِيمَ صُلْبَهُ فَقَدْ اَدْرَكَهَا » [ابن خزيمة: ٦٨١/٢، ح: ١٥٩٥]

"جس نے امام کے ساتھ رکعت پالی، قبل اس کے کہ وہ (رکوع سے اٹھ کر) اپنی کمر سیدھی کرے، تو اس نے اس رکعت کو پالیا۔"

علامہ عبید اللہ الرحمانی اور محدث ابو جعفر عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس روایت کے الفاظ « قَبْلَ اَنْ يُقِيمَ صُلْبَهُ » (امام کے کمر سیدھی کرنے سے پہلے) صرف یحییٰ بن حمید نقل کرتا ہے، اس کے ساتھیوں میں سے کسی نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے۔" اور یحییٰ بن حمید کو امام بخاری نے مجہول قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ "قرۃ بن عبد الرحمٰن" ہے جسے امام احمد نے منکر الحدیث، بعض نے ضعیف الحدیث اور امام ابو حاتم نے غیر قوی کہا ہے۔ ثابت ہوا کہ یہ روایت قابل حجت نہیں ہے۔ [تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو جزء القراءة: ١٣١- سنن الدارقطني مع التعليق: ١/ ١/ ٣٤٧- المرعاة: ٩٨/٣- تحفة الأحوذي: ٦٢/٣]

تیسری دلیل:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

« اِذَا جِئْتُمْ اِلَى الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سُجُودٌ فَاسْجُدُوا وَلَا تَعُدُّوهَا شَيْئًا وَمَنْ اَدْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلَاةَ » [أبو داود، كتاب الصلاة، باب الرجل يدرك الإمام ساجدًا كيف يصنع؟: ٨٩٣، بعد الحديث: ٨٨٨]

"جب تم نماز کے لیے آؤ اور ہم سجدہ میں ہوں، تو تم بھی سجدہ کرو اور اسے شمار

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

مت کرو اور جس نے رکعت پالی اس نے نماز پالی۔"

یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی یحییٰ بن ابی سلیمان ہے، جسے امام بخاری نے منکر الحدیث قرار دیا ہے اور امام ابو حاتم نے کہا کہ اس کی حدیث لکھی جائے گی لیکن وہ قوی نہیں۔ اس کے علاوہ یحییٰ اور زید اور ابن المقبری کے درمیان انقطاع بھی ہے۔[جزء القراءة : ۱۰۸]

اس روایت میں بھی "رکعة" کا لفظ ہے، جس پر تفصیل سے بات ہو چکی ہے کہ اس سے مراد رکعت ہے۔ بالفرض اگر لفظ "رکعة" سے رکوع ہی مراد لے لیا جائے تب بھی اس حدیث سے ان کا مدعا ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ یہاں رکعت کے پانے کی بات نہیں، نماز پانے کی ہے، یعنی جس نے رکوع پالیا (بشرطیکہ رکعة کا معنی رکوع ہو تو) اس نے نماز با جماعت پالی، جیسا کہ دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اَدْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلَاةَ مِنَ الصَّلَوَاتِ فَقَدْ اَدْرَكَهَا اِلَّا اَنَّهُ يَقْضِيْ مَا فَاتَهُ))[نسائي، كتاب المواقيت، باب من أدرك من الصلاة : ٥٥٩۔ ابن حبان :١٤٨٦]

"جس نے کسی نماز کی ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی، بشرطیکہ جو اس سے رہ گئی ہے اسے پورا کرے۔"

تو اس حدیث میں رکوع (بشرطیکہ رکعة کا معنی رکوع ہو) میں ملنے والے کو، جو چھوٹ گیا ہے اسے پورا کرنے کا حکم بھی دیا جا رہا ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ رکوع میں ملنے سے رکعت نہیں ہوتی، بس جماعت کا ثواب یا نماز کا وقت مل جاتا ہے۔

چوتھی دلیل:

چوتھی دلیل سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کا معروف واقعہ ہے، وہ خود کہتے ہیں:

((اَنَّهُ انْتَهَى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِعٌ، فَرَكَعَ قَبْلَ اَنْ يَصِلَ اِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ » [بخاري، كتاب الأذان، باب إذا ركع دون الصف : ٧٨٣]

”میں نبی ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ رکوع میں تھے، تو میں نے صف میں پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا۔ پھر میں نے یہ بات نبی ﷺ کے سامنے ذکر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تیری حرص زیادہ کرے، آئندہ ایسا نہ کرنا۔“

یہ روایت مذکورہ مسئلہ میں واضح نہیں، جیسا کہ امام ابن حزم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: ”رہی ابوبکرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث تو اس میں قائلین رکعت کے لیے اصلاً کوئی دلیل نہیں ہے، کیونکہ اس میں یہ ذکر نہیں کہ انھوں نے اس رکعت کو شمار کیا تھا اور نہ یہ ہے کہ انھوں نے اسے اٹھ کر نہیں پڑھا۔ لہٰذا اس حدیث سے ان کا تعلق ہی ختم ہو گیا۔ الحمد للہ!“

قائلین کے تمام دلائل میں سے ایک بھی صحیح نہیں، اگر کوئی دلیل صحیح ہے تو اس سے ان کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ ثابت ہوا کہ یہی صحیح بات ہے کہ رکوع میں ملنے سے رکعت نہیں ہوتی اور احتیاط بھی اسی میں ہے کہ وہ رکعت بعد میں کھڑے ہو کر پڑھ لی جائے۔

اس کے علاوہ قائلینِ رکعت میں اس مسئلہ کی وجہ سے تین احادیث کی مخالفت در آئی ہے، میں نے خود ان کا مشاہدہ کیا ہے۔ ایک یہ کہ ان کے ہاں سورۂ فاتحہ کی اہمیت ختم ہو گئی ہے۔ دوسرا یہ کہ جب امام رکوع میں چلا جائے تو وہ دوڑ کر آتے ہیں، جبکہ احادیث میں اس سے سختی سے منع کیا گیا ہے اور تیسرا یہ کہ امام قراءت کر رہا ہو تو پیچھے کھڑے باتیں کرتے رہتے ہیں اور جب امام رکوع میں جاتا ہے تو پھر جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں، جبکہ حدیث میں حکم دیا گیا ہے کہ امام جس حالت میں ہو اس کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ مزید تحقیق کے لیے ملاحظہ فرمائیں الشیخ محمد منیر قمر حفظہ اللہ کی کتاب ”رکوع میں ملنے والے کی رکعت۔“

جماعت کے متفرق مسائل:

⌘ جب امام ” سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ “ کہہ چکے تو مقتدیوں کو اس وقت ” رَبَّنَا وَ لَكَ

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

الْحَمْدُ " کہنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ » [بخاری، كتاب الأذان، باب إنما جعل الإمام ليؤتم به : ٦٨٨۔ مسلم : ٤١١]

"امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ اٹھے تو تم بھی اٹھ جاؤ اور جب وہ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ " کہہ چکے تو تم "رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ " کہو۔"

⌘ رکوع سے اٹھتے وقت "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ " امام اور مقتدی دونوں کہیں گے اور "رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ " بھی امام اور مقتدی دونوں کہیں گے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے، پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے، پھر رکوع سے اٹھتے وقت: "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ " کہتے، پھر سیدھے کھڑے ہو کر "رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ " کہتے۔" [بخاری، كتاب الأذان، باب التكبير إذا قام من السجود : ٧٨٩۔ مسلم : ٣٩١]

آپ ﷺ کبھی امام ہوتے تھے اور کبھی مقتدی اور ہمیں اسی طرح نماز پڑھنے کا حکم ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے پڑھی، لہٰذا امام اور مقتدی دونوں کو "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ " کہنے کے بعد "رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ " کہنا چاہیے۔

⌘ ہر دعا اور تسبیح، جس رکن کی ہے، اس رکن میں پہنچ کر پڑھنا شروع کریں۔ بعض لوگ کسی رکن میں پہنچنے سے پہلے ہی اس رکن کی دعائیں شروع کر دیتے ہیں، مثلاً رکوع میں پوری طرح پہنچنے سے قبل ہی رکوع کی تسبیحات، سجدہ میں سر رکھنے سے پہلے ہی سجدہ کی دعائیں، یا دوسری رکعت میں سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے ہی سورۂ فاتحہ پڑھنا شروع کر دیتے ہیں، یہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

جماعت میں قراءت کا بیان

نماز فجر میں قراءت:

⌘ سلیمان بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں نے کسی ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جس کی نماز فلاں شخص سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو۔'' سلیمان بن یسار کہتے ہیں: ''وہ شخص ظہر کی پہلی دو رکعتیں لمبی پڑھاتے اور آخری دو رکعتیں ہلکی پڑھاتے اور عصر کی نماز ہلکی پڑھاتے اور وہ مغرب میں قصار مفصل (الزلزال سے الناس تک)، عشاء میں اوسط مفصل (الطارق سے البینۃ تک) اور فجر میں طوال مفصل (ق سے البروج تک) پڑھا کرتے تھے۔'' [نسائي، كتاب الافتتاح، (باب) تخفيف القيام والقراءة : ٩٨٣۔ صحيح]

⌘ ابو برزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں ساٹھ (٦٠) سے سو (١٠٠) آیات تک تلاوت کیا کرتے تھے۔'' [مسلم، كتاب الصلاة، باب القراءة في الصبح : ٤٦١]

نماز ظہر میں قراءت:

⌘ سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعات میں تقریباً تیس (٣٠) آیات اور آخری دو میں تقریباً پندرہ (١٥) آیات پڑھا کرتے تھے۔''
[مسلم، كتاب الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر : ٤٥٢/١٥٧]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نمازعصر میں قراءت:

⌘ عصر کی پہلی دو رکعات میں سے ہر ایک میں تقریباً پندرہ (۱۵) آیات اور آخری دو میں اس سے آدھی یعنی (سات یا آٹھ) آیات پڑھی جائیں۔[مسلم: ٤٥٢/١٥٧]

نمازمغرب میں قراءت:

⌘ مغرب کی نماز میں قصار مفصل (الزلزال سے الناس تک) میں سے سورتیں پڑھی جائیں۔[نسائی، کتاب الافتتاح، باب تخفیف القیام والقراءة: ٩٨٣۔ صحیح]

⌘ رسول اللہ ﷺ کبھی کبھار مغرب کی نماز میں سورۂ طور اور سورۂ مرسلات جیسی لمبی سورتیں بھی پڑھا کرتے تھے۔[بخاری، کتاب الأذان، باب القراءة فی المغرب: ٧٦٣، ٧٦٥۔ مسلم: ٣٦٢، ٣٦٣]

نمازعشاء میں قراءت:

⌘ عشاء کی نماز میں اوسط مفصل (الطارق سے البینة تک) میں سے سورتیں پڑھی جائیں۔[نسائی، کتاب الافتتاح، باب تخفیف القیام والقراءة: ٩٨٣۔صحیح]

نمازوں میں قراءت کا قاعدہ:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں کی جماعت کرائے اسے ہلکی نماز پڑھانی چاہیے، کیونکہ اس کے پیچھے کمزور، بوڑھے اور بیمار لوگ ہوتے ہیں۔'' [بخاری، کتاب الأذان، باب إذا صلی لنفسه فلیطول ما شاء: ٧٠٣۔ مسلم: ٤٦٧]

⌘ رسول اللہ ﷺ کی پہلی رکعت طویل ہوتی تھی اور دوسری رکعت پہلی کی نسبت چھوٹی ہوتی تھی، جبکہ پہلی دو رکعات دوسری دو کی نسبت لمبی ہوتی تھیں۔[بخاری، کتاب الأذان، باب القراءة فی الظهر: ٧٥٨، ٧٥٩]

جہری اور سری قراءت:

⌘ ظہر اور عصر کی نمازوں میں قراءت آہستہ آواز میں کی جائے۔ ابو معمر نے خباب بن

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

ارت رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر میں قراءت کرتے تھے؟'' انھوں نے کہا: ''ہاں!'' ہم نے کہا: ''آپ کو قراءت کا کیسے علم ہوتا تھا؟'' انھوں نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی ہلنے سے۔'' [بخاری، كتاب الأذان، باب القراءة في الظهر : ٧٦٠]

⌘ رات کی نمازوں میں امام اونچی آواز سے قراءت کرے کہ مقتدی سن سکیں۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز مغرب میں سورۂ طور کی تلاوت سنی۔'' [بخاری، كتاب الأذان، باب الجهر في المغرب : ٧٦٥]

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز عشاء میں سورۃ التین کی تلاوت سنی۔'' [بخاری، كتاب الأذان، باب القراءة في العشاء : ٧٦٩]

عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''انھوں نے نماز فجر میں ﴿ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ﴾ (سورۂ تکویر) کی تلاوت سنی۔'' [مسلم، كتاب الصلاة، باب القراءة في الصبح : ٤٥٦]

⌘ اگر رات کی نمازیں دن میں بطور قضا پڑھیں، یا دن کی نمازیں رات کو بطور قضا پڑھیں، تب بھی دن کی نمازوں میں قراءت سری اور رات کی نمازوں میں جہری قراءت کرے، یعنی ان کی اصلی حالت کے مطابق۔

امام کی قراءت کا جواب دینے کا بیان:

⌘ فرض نمازوں میں آیات کا جواب دینے کی کوئی دلیل نہیں، تمام احادیث میں نفل نماز میں جواب دینے کا ذکر ہے، لہٰذا صرف نفل نماز میں جواب دینا چاہیے۔

⌘ امام کے قراءت کرنے پر مقتدی کے جواب دینے کی کوئی دلیل موجود نہیں۔

[احكام ومسائل از مبشر أحمد رباني حفظه الله : ١٨٠]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

سنن کا بیان

سنن کی فضیلت:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ، إِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ »[مسلم، كتاب صلوة المسافرين، باب فضل السنن الراتبة ...... الخ : ١٠٣/٧٢٨]

''جو مسلمان بندہ ہر روز اللہ کے لیے فرض کے علاوہ بارہ رکعات نفل ادا کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔''

ان کی تفصیل سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ چار رکعتیں ظہر سے پہلے، دو رکعتیں اس کے بعد، دو رکعتیں مغرب کے بعد، دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں فجر سے پہلے۔

[ترمذي، كتاب الصلوة، باب ما جاء فيمن صلى فى يوم ...... الخ : ٤١٥۔ صحيح]

⌘ نمازِ عصر سے قبل چار رکعت سنت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« رَحِمَ اللّٰهُ امْرَءًا صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا »[أبو داؤد، كتاب صلوة التطوع، باب الصلاة قبل العصر : ١٢٧١۔ ترمذي : ٤٣٠۔ حسن]

''اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعات ادا کرتا ہے۔''

⌘ نماز مغرب سے پہلے دو رکعات نفل پڑھنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« صَلُّوْا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ، قَالَ فِي الثَّالِثَةِ : لِمَنْ شَاءَ »[بخاري، كتاب التهجد، باب الصلاة قبل المغرب : ١١٨٣۔ أبو داؤد : ١٢٨١]

www.irepk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

''نماز مغرب سے پہلے دو رکعات پڑھو'' اور تیسری مرتبہ فرمایا: ''جس کا دل چاہے پڑھے۔''

⌘ عشاء سے پہلے وقت ہو تو نفل نماز پڑھنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلَاةٌ، بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلَاةٌ، ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ : لِمَنْ شَاءَ)) [بخاری، کتاب الأذان، باب بین کل أذانین صلاة لمن شاء : ٦٢٧۔ مسلم : ١٩٤٠]

''ہر اذان اور اقامت کے درمیان نماز پڑھنی چاہیے، ہر اذان اور اقامت کے درمیان نماز پڑھنی چاہیے'' پھر تیسری مرتبہ فرمایا: ''جو چاہے پڑھے۔''

سنن کے مسائل:

⌘ سنن دو دو کر کے پڑھنا افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى)) [أبو داود، کتاب صلاة التطوع، باب صلاة النهار : ١٢٩٥۔ نسائی : ١٦٦٦۔ ابن ماجه : ١٣٢٢۔ صحیح]

''رات اور دن کی (نفل) نماز دو دو رکعات ہے۔''

⌘ ابو داود (۱۲۷۰) کی جس روایت میں چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھنے کا ذکر ہے اسے شیخ زبیر علی زئی ﷾ نے ضعیف قرار دیا ہے، لہٰذا سنن دو دو کر کے پڑھنا ہی افضل ہے۔

⌘ سنن گھر میں ادا کرنا افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَاِنَّ اَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهِ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ)) [بخاری، کتاب الأذان، باب صلاة الليل : ٧٣١۔ مسلم : ٧٨١]

''بلاشبہ آدمی کی افضل نماز گھر میں پڑھی جانے والی ہے، سوائے فرض نماز کے۔''

⌘ رسول اللہ ﷺ مغرب کے بعد والی سنن کی پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔ [ترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی الرکعتین ...... الخ : ٤٣١]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

فجر کی سنن کی فضیلت و اہمیت:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فجر کی دو سنن دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے افضل ہیں۔'' [مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر......الخ : ٧٢٥]

⌘ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نفل نمازوں میں سب سے زیادہ اہتمام فجر کی سنن کا فرماتے تھے۔'' [بخاری، كتاب التهجد، باب تعاهد ركعتي الفجر ...... الخ : ١١٦٩۔ مسلم : ٧٢٤/٩٤]

⌘ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ (فجر کی) اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعات سنن (سفر اور حضر میں) کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔'' [بخاری، كتاب التهجد، باب المداومة على ركعتي الفجر : ١١٥٩]

فجر کی سنن پڑھنے کا طریقہ:

⌘ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نماز فجر سے پہلے دو رکعات بالکل ہلکی پڑھتے تھے۔'' [بخاری، كتاب التهجد، باب ما يقرأ في ركعتي الفجر : ١١٧٠۔ مسلم : ٧٢٤/٩٢]

⌘ رسول اللہ ﷺ فجر کی سنتوں کی پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھتے تھے۔ [مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر......الخ : ٧٢٦]

فجر کی سنن کے بعد لیٹنا:

⌘ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''نبی اکرم ﷺ جب فجر کی سنتیں پڑھ لیتے تو اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے۔'' [بخاری، كتاب التهجد، باب الضجعة على الشق الأيمن بعد ركعتي الفجر : ١١٦٠۔ مسلم : ٧٣٦]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

جماعت کے دوران میں سنن پڑھنا:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلَاۃُ، فَلَا صَلَاۃَ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃَ))[مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب کراھۃ الشروع فی نافلۃ ...... الخ : ۷۱۰، ۷۱۲]

''جب نماز کے لیے جماعت کھڑی ہو جائے تو سوائے فرض نماز کے کوئی نماز نہیں ہوتی۔''

یعنی جماعت کے دوران میں پڑھی گئی سنن مقبول نہیں ہوں گی۔

⌘ فجر کی جماعت کھڑی ہو جائے تو بھی سنن نہیں پڑھنی چاہییں۔ مالک ابن بحینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے، جبکہ نماز کی اقامت ہو چکی تھی اور وہ ابھی فجر سے پہلے والی دو رکعات پڑھ رہا تھا، آپ ﷺ نے اسے کچھ کہا لیکن ہمیں علم نہ ہوا کہ کیا کہا ہے؟ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے اسے گھیر لیا اور پوچھا: ''رسول اللہ ﷺ نے تجھے کیا کہا تھا؟'' اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی صبح کی چار رکعات پڑھنے لگ جائے۔''[مسند أحمد : ۵/۳۴۵، ح : ۲۲۹۹۱۔ بخاری : ۶۶۳۔ مسلم : ۷۱۱]

⌘ سنتوں کے دوران میں جماعت کھڑی ہو جائے تو سنن چھوڑ دیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ صبح کی نماز کی اقامت ہو گئی اور ایک آدمی کھڑا فجر کی سنن پڑھ رہا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اس کے کپڑوں سے پکڑ کر کھینچا اور فرمایا: ''کیا تو صبح کی چار رکعات پڑھے گا۔''[مسند أحمد : ۱/۲۳۸، ح : ۲۱۳۰۔ حسن]

جماعت کھڑی ہوتی ہے اور بعض بھائی آ کر سنن ادا کرنے لگ جاتے ہیں کہ ان کے نزدیک سنن کی اہمیت ہے، لیکن فرض اور جماعت کی کوئی اہمیت ہی نہیں اور بعض اوقات ان کی رکعت بھی نکل جاتی ہے۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

فجر کی سنن کی قضا:

⌘ نماز فجر قضا ہو جائے، تب بھی پہلے سنتیں ادا کی جائیں، پھر فرض ادا کیے جائیں۔ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کی نماز فجر قضا ہو گئی کہ سورج طلوع ہو گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے پہلے سنن پڑھیں، پھر فجر کی جماعت کروائی۔ [مسلم، کتاب المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة...... الخ : ٦٨١۔ بخاری : ٥٩٥]

⌘ اگر فجر کی سنتیں جماعت سے پہلے نہ پڑھ سکیں تو فرضوں کے بعد پڑھی جا سکتی ہیں۔ سیدنا قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک دن رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور اقامت ہو گئی تھی تو میں نے آپ ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی، پھر جب نبی ﷺ نے نماز ختم کی تو مجھے دیکھا کہ میں نماز پڑھنے لگا ہوں تو فرمایا: ''اے قیس! کیا دو نمازیں اکٹھی پڑھنے لگے ہو؟'' میں نے عرض کی: ''اے اللہ کے رسول! میں نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھیں (وہ پڑھنے لگا ہوں)۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تب کوئی حرج نہیں۔'' [ترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء فیمن تفوته الرکعتان ...... الخ : ٤٢٢۔ أبوداؤد : ١٢٦٧۔ صحیح]

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فجر کی جماعت کھڑی ہو جاتی تو سنتیں نہیں پڑھتے تھے۔

⌘ اگر فجر کی سنتیں ادا کرنے کا وقت نہ ملے تو وہ طلوع آفتاب کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فجر کی سنن کی قضا طلوع آفتاب کے بعد ہی کی جا سکتی ہیں، طلوع آفتاب سے پہلے پڑھنا جائز نہیں اور وہ اس کی دلیل میں جو روایت پیش کرتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے، پھر وہ قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف بھی ہے۔

وہ دوسری دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد میں آئے، جماعت کھڑی ہو چکی تھی اور انھوں نے ابھی تک فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں، تو وہ جماعت میں شامل ہو گئے، پھر وہ اپنی جگہ بیٹھے رہے، جب سورج طلوع ہو گیا تو انھوں نے فجر کی

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

سنتیں پڑھیں۔ لیکن یہ روایت اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ فجر کی سنتیں قضا ہو جائیں تو طلوع آفتاب سے پہلے نہیں پڑھنی چاہییں، یا لازمی طور پر طلوع آفتاب کے بعد ادا کرنی چاہییں اور اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جماعت کھڑی ہو تو سنتیں ادا کرنا درست نہیں، بلکہ جماعت کے ساتھ شامل ہونا چاہیے، جبکہ ہمارے بھائی اس مسئلے پر عمل کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ روایتیں فجر کی قضا سنتیں طلوع آفتاب سے پہلے ادا کرنے کی مخالف نہیں ہیں، لہٰذا فجر کی سنتیں قضا ہونے کی صورت میں انھیں وقت ملتے ہی فوراً ادا کرنا چاہیے۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

فوت شدہ نمازوں کی قضا

⌘ ہر نماز اپنے وقت پر فرض ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتٰبًا مَّوْقُوتًا ﴾ [النساء : ۱۰۳]

''بلاشبہ نماز مومنوں پر وقت مقررہ پر ادا کرنا فرض ہے۔''

⌘ لیکن اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کوئی نماز رہ جائے تو اسے بعد میں ادا کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ؓ غزوۂ احزاب کے موقع پر جو نمازیں رہ گئی تھیں ان کی بعد میں قضائی دی تھی۔

⌘ قضا نماز کو جب ادا کرنے کا موقع ملے تو فوراً ادا کرنا چاہیے، مزید لیٹ نہیں کرنا چاہیے، رسول اللہ ﷺ نے احزاب کے موقع پر فوت شدہ نمازوں کو وقت ملتے ہی فوراً ادا کیا۔

سونے یا بھولنے کی وجہ سے قضا نماز کا مسئلہ:

⌘ جو شخص نماز کے وقت سویا تھا، یا وہ نماز پڑھنا بھول گیا تو وہ جب بھی بیدار ہو، یا اسے جب بھی یاد آئے تو وہ اسی وقت نماز ادا کرے، اس کے لیے وہی وقت نماز کا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص سو جائے یا نماز پڑھنا بھول جائے، تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ یاد آنے پر فوراً نماز ادا کر لے۔'' [مسلم، کتاب المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة ...... الخ : ۶۸۴/۳۱۵]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

قضا نماز کی سنن کا مسئلہ:

⌘ نماز فجر قضا ہو جائے تو اس کے ساتھ سنن بھی ادا کریں۔ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز فجر قضا ہو گئی، تو طلوع آفتاب کے بعد رسول اللہ ﷺ نے پہلے سنن ادا کیں، پھر جماعت کروائی۔ [مسلم، کتاب المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة...... الخ : ٦٨١]

⌘ باقی نمازیں قضا ہونے پر ان کی سنن ادا کرنا جائز ہے، ضروری نہیں۔ غزوۂ احزاب کے موقع پر فوت شدہ نمازوں کی سنن ادا کرنے کا ذکر کسی صحیح حدیث سے نہیں ملتا۔

نمازیں جمع کرنے میں ترتیب:

⌘ جب نمازیں جمع کریں تو انھیں ترتیب سے پڑھیں، کیونکہ جنگ خندق میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی عصر کی نماز قضا ہو گئی تو آپ نے پہلے عصر کی نماز پڑھی، پھر مغرب پڑھی۔ [مسلم، کتاب المساجد، باب الدلیل لمن قال الصلوة الوسطیٰ هی صلوة العصر : ٦٣١۔ بخاری : ٩٤٥]

⌘ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قضا نمازوں میں ترتیب ضروری نہیں اور رسول اللہ ﷺ کا مجرد فعل وجوب کی دلیل نہیں۔ لیکن یاد رہے کہ نمازیں ترتیب سے ہٹ کر ادا کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں، لہٰذا خیر اسی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے نمازوں کو ترتیب ہی سے ادا کیا جائے۔

قضائے عمری کا مسئلہ:

ایک شخص نے سستی کی وجہ سے کئی سال تک نماز ادا نہیں کی، پھر ہدایت ملنے پر اس نے نماز پڑھنا شروع کر دی۔ اب پچھلے برسوں میں ترک کی ہوئی نمازوں کی قضا کو ''قضائے عمری'' کہا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ توبہ کرنے والے شخص کو چھوڑی ہوئی تمام نمازوں کی قضا کرنی چاہیے اور وہ اس کا طریقہ یہ بتاتے ہیں کہ ایسا شخص ہر نماز کے ساتھ

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

اسی وقت کی ایک قضا نماز ادا کرے، چونکہ وقت تھوڑا ہوتا ہے، لہٰذا صرف فرض ادا کرے، سنن ونوافل چھوڑ دے۔ اسی طرح عورت اپنے حیض اور نفاس کے ایام کا حساب لگا کر اتنے دن علیحدہ کر لے اور باقی ایام کی قضا کرے۔

قضائے عمری کا دوسرا طریقہ جو بہت زیادہ آسان ہے اور صوبہ سرحد میں رائج ہے، وہ یہ کہ رمضان کے آخری جمعہ کی نماز کے بعد سابقہ فجر کی چھوڑی ہوئی تمام نمازوں کی طرف سے ایک فجر پڑھ لو، ظہر کی چھوڑی ہوئی تمام نمازوں کی طرف سے ایک نماز ظہر پڑھ لو، اسی طرح دیگر نمازیں بھی، یعنی تمام چھوڑی ہوئی نمازوں کی طرف سے پانچ نمازیں پڑھ لو، تمام کی قضا ہو جائے گی۔

شریعت اسلامیہ میں قضائے عمری کا تصور تک نہیں ہے، جبکہ اس کے برعکس ہمیں دلائل ملتے ہیں، مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''پھر ان (انبیائے کرام) کے بعد نالائق لوگ ان کے جانشین بنے، جنھوں نے نماز ضائع کر دی اور خواہشات کے پیچھے لگ گے، وہ عنقریب گمراہی کے انجام سے دوچار ہوں گے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی ذرہ بھر بھی حق تلفی نہ ہو گی۔''

[مریم : ٥٩، ٦٠]

اس آیت میں نماز ضائع کرنے والوں کے جنت میں داخلے کے لیے سابقہ کوتاہیوں سے توبہ اور ایمان وعمل کی اصلاح کو ضروری قرار دیا گیا ہے، سابقہ نمازیں دہرانے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اس کے علاوہ شریعت اسلامیہ نے حیض اور نفاس والی عورت کو ایام حیض ونفاس میں چھوڑی ہوئی نمازیں معاف کر دی ہیں، کیونکہ ان نمازوں کی ادائی مشکل تھی، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ شریعت تیس پینتیس نمازیں تو چھوڑ دے لیکن تیس پینتیس برس کی نمازوں کی قضا کا حکم دے۔ یہ اصول کے خلاف ہے۔ لہٰذا ایسا شخص جب باقاعدہ نماز شروع کرے تو اسے پہلے ترک کی ہوئی نمازوں کی توبہ کرنی چاہیے، پہلی نمازیں ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

مریض اور معذور کی نماز

مریض اور معذور کی نماز:

⌘ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا ﴾ [التغابن : ١٦]

''جس قدر تم میں طاقت ہو اسی قدر اللہ سے ڈرو، اس کے احکام سنو اور اس کی اطاعت کرو۔''

⌘ مریض اور معذور جس طرح آسانی سے نماز ادا کر سکتا ہو، اسی طرح نماز ادا کرے۔

عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اِنَّهٗ كَانَ يَرٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَتَرَبَّعُ فِي الصَّلَاةِ اِذَا جَلَسَ ...... فَقَالَ اِنَّ رِجْلَيَّ لَا تَحْمِلَانِيْ)) [بخاری، کتاب الأذان، باب سنة الجلوس فی التشهد : ٨٢٧]

''انھوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ نماز میں آلتی پالتی مار کر بیٹھتے ہیں (تو وجہ بتاتے ہوئے) فرمانے لگے: ''یہ اس لیے کہ میری ٹانگیں میرا بوجھ نہیں اٹھاتیں۔''

اس سے ثابت ہوا کہ معذور آدمی کو جیسے سہولت ہو اسی طرح نماز پڑھنا جائز ہے۔

⌘ ممکن ہو تو کھڑے ہو کر نماز ادا کرے، ورنہ بیٹھ کر، بیٹھنے کی بھی استطاعت نہیں تو لیٹ کر محض سر کے اشارے سے نماز ادا کر لے۔ [بخاری، کتاب التقصیر، باب إذا لم یطق قاعدا صلی علی جنب : ١١١٧]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ جس ہیئت میں بآسانی بیٹھ سکتا ہے اسی طرح بیٹھے، جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کیا تھا۔ اسی طرح کرسی وغیرہ پر بھی بیٹھ سکتا ہے۔

⌘ بیٹھے ہوئے آدمی میں کھڑے ہونے کی طاقت پیدا ہوگئی تو کھڑا ہو جائے اور لیٹے ہوئے میں بیٹھنے کی طاقت آ گئی تو وہ بیٹھ جائے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز شروع کرتے، جب قراءت میں سے تیس یا چالیس آیات رہ جاتیں تو کھڑے ہو جاتے اور کھڑے ہو کر ان کی قراءت کرتے، پھر رکوع اور سجدہ کرتے۔'' [بخاری، کتاب التقصیر، باب إذا صلی قاعدا ...... الخ : ١١١٩۔ مسلم : ١١٢/ ٧٣١]

⌘ کسی چیز پر ٹیک لگا کر کھڑا ہونا جائز ہے۔ [أبو داوٗد، کتاب الصلاۃ، باب الرجل یعتمد فی الصلاۃ علی عصا : ٩٤٨۔صحیح]

⌘ رکوع یا سجدہ میں پوری طرح جھک نہ سکے تو جس قدر ممکن ہو جھکے اور سجدہ میں رکوع کی نسبت زیادہ جھکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مریض کو تکیہ پر سجدہ کرتے دیکھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکیہ اٹھا کر پھینک دیا اور فرمایا:

''اگر تجھ میں طاقت ہے تو زمین پر نماز پڑھ، ورنہ اشارے سے پڑھ لے اور سجدہ میں رکوع کی نسبت زیادہ جھک۔'' [السنن الکبری للبیهقی، کتاب الصلوۃ، باب الإیماء بالرکوع والسجود إذا عجز عنهما : ٣٠٦/٢، ح : ٣٦٦٩]

⌘ جو شخص جماعت میں حاضر ہونے سے معذور ہو وہ گھر میں نماز ادا کر سکتا ہے۔ کیونکہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی تھے۔ [بخاری، کتاب التقصیر، باب صلاۃ القاعد : ١١١٣۔ مسلم : ٤١٢]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نمازِ جمعہ کا بیان

یوم جمعہ کی فضیلت:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيْهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيْهِ أُخْرِجَ مِنْهَا، وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلَّا فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ))

[مسلم، كتاب الجمعة، باب فضل يوم الجمعة : ۱۸/۸۵٤]

''بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے، اس دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، اسی دن انھیں جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن انھیں جنت سے نکالا گیا اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی۔''

⌘ جمعہ مسلمانوں کے لیے عید ہے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے جمعہ والے دن عید آنے پر فرمایا:

((عِيْدَانِ اجْتَمَعَا فِيْ يَوْمٍ وَاحِدٍ)) [أبو داؤد، كتاب الجمعة، باب إذا وافق يوم الجمعة يوم عيد : ۱۰۷۲۔ صحيح]

''بلاشبہ ایک دن میں دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں۔''

⌘ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سَيِّدُ الْأَيَّامِ يَوْمُ الْجُمُعَةِ)) [مستدرك حاكم : ۲۷۷/۱، ح : ۱۰۲٦۔ إسناده حسن لذاته، ابن أبي الزناد صدوق، حسن الحديث]

''جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے۔''

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

جمعہ کے دن قبولیت دعا کی گھڑی:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ يَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ)) [بخاری، كتاب الدعوات، باب الدعاء فى الساعة التى فى يوم الجمعة : ٦٤٠٠ـ مسلم : ٨٥٢/١٤]

''جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اسے حالت نماز میں پالے تو اس میں وہ جو بھی اللہ سے دعائے خیر کرے گا، وہ پوری ہو گی۔''

⌘ اور ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلٰى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ))

[مسلم، كتاب الجمعة، باب فى الساعة التى فى يوم الجمعة : ٨٥٣]

''دعا کی قبولیت کا یہ وقت امام کے (منبر پر) بیٹھنے سے نماز کے اختتام تک ہوتا ہے۔''

اس گھڑی سے متعلق دو احادیث اور بھی ہیں، ابن ماجہ (۱۱۳۹) اور مسند احمد (۴۵۱/۵، ح: ۲۳۸۴۳) کی صحیح حدیث میں ہے: ((هِيَ آخِرُ سَاعَاتِ النَّهَارِ)) ''یہ دن کی آخری گھڑی ہے۔'' اور ابو داؤد (۱۰۴۸) کی صحیح حدیث میں ہے: ((فَالْتَمِسُوْهَا آخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ)) ''اسے عصر کے بعد کی آخری گھڑی میں تلاش کرو۔'' تو ان مختلف احادیث سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ گھڑی زوال آفتاب سے لے کر غروب آفتاب کی گھڑیوں میں سے کوئی گھڑی ہے۔ (واللہ اعلم)

نماز جمعہ کی فضیلت:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَصَلّٰى مَا قُدِّرَ لَهُ، ثُمَّ أَنْصَتَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَعَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى،

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

وَفَضْلُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ »[مسلم، كتاب الجمعة، باب فضل من استمع وأنصت في الخطبة : ٨٥٧]

''جو شخص غسل کرے، پھر جمعہ کے لیے آئے اور توفیق کے مطابق نماز پڑھے، پھر خطبہ ختم ہونے تک خاموش رہے، پھر امام کے ساتھ نماز ادا کرے، تو اس کے گزشتہ جمعہ سے اس جمعہ تک کے اور مزید تین دنوں کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

⌘ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ، ثُمَّ بَكَّرَ وَابْتَكَرَ، وَمَشٰى وَلَمْ يَرْكَبْ، وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ، فَاسْتَمَعَ، وَلَمْ يَلْغُ، كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ، اَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا »[أبو داؤد، كتاب الطهارة، باب في الغسل للجمعة : ٣٤٥ـ ترمذی : ٤٩٦ـ ابن ماجه : ١٠٨٧ ـ صحيح]

''جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور خوب اچھی طرح غسل کرے، پھر وہ جلدی مسجد جائے، پیدل چلے اور سوار نہ ہو، امام کے نزدیک بیٹھے، دل جمعی سے خطبہ سنے اور کوئی بے ہودہ کام نہ کرے، تو اسے ہر قدم پر ایک سال کے روزوں کا اور اس کی راتوں کے قیام کا ثواب ہو گا۔''

⌘ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص جمعہ کے دن غسل جنابت کرے، پھر مسجد کی طرف جائے، تو گویا اس نے ایک اونٹ صدقہ کیا، پھر جو دوسری گھڑی میں جائے تو اس نے گویا گائے صدقہ دی، جو تیسری گھڑی میں جائے تو اس نے گویا سینگوں والا مینڈھا صدقہ کیا، جو چوتھی گھڑی میں جائے تو اس نے گویا ایک مرغی صدقہ دی اور جو پانچویں گھڑی میں جائے تو اس نے گویا ایک انڈہ صدقہ کیا، پھر جب امام منبر پر آ جائے تو فرشتے اپنے رجسٹر بند کر کے مسجد میں آ کر خطبہ سننے لگتے ہیں۔'' [بخاری، کتاب الجمعة، باب فضل الجمعة : ۸۸۱، ۹۲۹ـ مسلم : ۸۵۰]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نماز جمعہ کی فرضیت:

⌘ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ [الجمعة : ٩]

''اے اہل ایمان! جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر (خطبہ ونماز) کی طرف دوڑ پڑو اور کاروبار چھوڑ دو، یہ تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔''

⌘ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ رَوَاحُ الْجُمُعَةِ))[أبو داود، كتاب الطهارة، باب في الغسل للجمعة : ٣٤٢۔ صحيح]

''ہر بالغ شخص پر جمعہ کے لیے جانا فرض ہے۔''

فرضیتِ جمعہ سے مستثنیٰ لوگ:

⌘ غلام، عورت، بچے اور مریض پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ اِلَّا اَرْبَعَةً، عَبْدٌ مَمْلُوْكٌ اَوِ امْرَاَةٌ اَوْ صَبِيٌّ اَوْ مَرِيْضٌ))[أبو داود، كتاب الجمعة، باب الجمعة للمملوك والمرأة : ١٠٦٧۔ صحيح۔ مستدرك حاكم : ٢٨٨/١، ح : ١٠٦٢]

''ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جمعہ ادا کرے، سوائے چار قسم کے لوگوں کے، غلام، عورت، بچہ اور مریض۔''

⌘ مندرجہ بالا تمام لوگوں کو جمعہ پڑھنے کی اجازت ہے، بلکہ اگر ان کے لیے جمعہ ادا کرنا ممکن ہو تو انھیں جمعہ ادا کرنا چاہیے، تاکہ ان کی بھی تربیت ہو۔ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے دور میں یہ سب لوگ جمعہ میں حاضر ہوتے تھے۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ جمعہ میں عورتوں کے جانے کی وہی شرائط ہیں جو عام نماز کے لیے مسجد میں جانے کی ہیں۔

⌘ نماز جمعہ کے ساتھ ظہر احتیاطی پڑھنے کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے نہیں ملتا، یہ ناجائز ہے۔

جمعہ کی رخصت:

⌘ مندرجہ ذیل حالتوں میں جمعہ چھوڑنے کی رخصت ہے:

① حالت سفر میں۔ رسول اللہ ﷺ نے دوران حج میں میدان عرفات میں جمعہ ادا نہیں کیا، بلکہ نماز ظہر پڑھی تھی۔ [مسلم، کتاب الحج، باب حج النبی ﷺ : ١٢١٨]

② خوف کی حالت میں۔ [أبو داوٗد، کتاب الصلاۃ، باب فی التشدید فی ترک الجماعۃ : ٥٥١]

③ بارش کی وجہ سے مسجد میں جانا مشکل ہو۔ [بخاری، کتاب الجمعۃ، باب الرخصۃ إن لم یحضر الجمعۃ فی المطر : ٩٠١۔ مسلم : ٦٩٩]

④ عید اور جمعہ ایک ہی دن اکٹھے ہو جائیں تو عید پڑھنے والوں کے لیے جمعہ کی رخصت ہے۔ البتہ امام کو جمعہ پڑھانا چاہیے، تاکہ جو جمعہ پڑھنا چاہتے ہیں وہ محروم نہ رہ جائیں۔ [أبو داوٗد، کتاب الجمعۃ، باب إذا وافق یوم الجمعۃ یوم عید : ١٠٧٠۔ نسائی : ١٥٩٢۔ صحیح]

⌘ جو لوگ نماز جمعہ میں شریک نہ ہوسکیں، انھیں نماز ظہر ادا کرنی چاہیے۔

شرعی عذر کے بغیر جمعہ ترک کرنا:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ، أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ، ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ » [مسلم، کتاب الجمعۃ، باب التغلیظ فی ترک الجمعۃ : ٨٦٥]

”لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، پھر وہ غافل ہو جائیں گے۔“

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ اور آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ»[أبوداوٗد، کتاب الجمعة، باب التشديد في ترك الجمعة: ۱۰۵۲۔ ترمذی : ۵۰۰۔ نسائی : ۱۳۷۰۔ ابن ماجه : ۱۱۲۵۔ صحیح]

’’جس شخص نے محض سستی کی وجہ سے تین جمعے چھوڑ دیے، اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔‘‘

⌘ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ، ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ» [مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد في ...... الخ : ٦٥٢]

’’یقیناً میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں کسی شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں، پھر جا کر ان لوگوں کے گھر جلا دوں جو بلا عذر جمعہ سے پیچھے رہ گئے ہیں۔‘‘

جمعہ کے دن نماز فجر کی قراءت:

⌘ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’نبی ﷺ جمعہ کے دن نماز فجر میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر کی تلاوت کیا کرتے تھے۔‘‘ [بخاری، کتاب الجمعة، باب ما یقرأ في صلاة الفجر يوم الجمعة : ۸۹۱۔ مسلم : ۸۸۰]

جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِنَّ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَضَاءَ لَهٗ مِنَ النُّوْرِ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ »[مستدرك حاكم : ۳٦۸/۲، ح : ۳۳۹۲۔ إرواء الغليل : ٦۲٦۔ صحیح]

’’جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف تلاوت کرے، تو اسے آئندہ جمعہ تک نور میں سے روشنی نصیب ہوگی۔‘‘

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

یوم جمعہ کے ممنوعات:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَصُومُ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ))[بخاری، كتاب الصوم، باب صوم يوم الجمعة...... الخ : ١٩٨٥۔ مسلم : ١١٤٤]

''تم میں سے کوئی جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے، ہاں اگر وہ اس سے پہلے دن کا، یا بعد والے دن کا روزہ ساتھ ملا لے (تو پھر ٹھیک ہے)۔''

⌘ جمعہ کی رات کو عبادت کے لیے خاص نہیں کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَخْتَصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي))[مسلم، كتاب الصيام، باب كراهة إفراد يوم ...... الخ : ١٤٨ / ١١٤٤]

''جمعہ کی رات کو قیام کے لیے مخصوص نہ کرو۔''

نماز جمعہ کہاں ادا ہو سکتی ہے؟:

⌘ نماز جمعہ کی فرضیت کے لیے کوئی شرط نہیں، بس استطاعت رکھنے والے مسلمانوں پر جمعہ ادا کرنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تخصیص کے فرمایا:

''اے اہل ایمان! جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر (خطبہ ونماز) کی طرف دوڑ پڑو اور کاروبار چھوڑ دو۔''[الجمعة : ٩]

⌘ رسول اللہ ﷺ نے بھی کسی شرط کا ذکر کیے بغیر فرمایا:

((عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ رَوَاحُ الْجُمُعَةِ))[أبو داوٗد، كتاب الطهارة، باب في الغسل للجمعة : ٣٤٢۔ صحيح]

''ہر بالغ شخص پر نماز جمعہ کے لیے جانا فرض ہے۔''

بعض لوگوں نے نماز جمعہ کے لیے کئی شرائط لگا رکھی ہیں، مثلاً اسلامی حکومت ہو، شہر ہو، کم سے کم چالیس آدمی جمعہ پڑھنے والے ہوں۔ اگر ان میں سے ایک بھی شرط مفقود ہو گی تو نماز جمعہ نہیں ہو گا۔ یہ تمام شرائط خودساختہ ہیں، ان کا کتاب وسنت سے کوئی تعلق نہیں

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

ہے، بلکہ یہ شرعی دلائل کے خلاف ہیں۔ آیئے! ہم ان شرائط کا تحقیقی جائزہ لیتے ہیں۔

① کافر ممالک میں جمعہ:

جمعہ کے انعقاد کے لیے اسلامی حکومت کا ہونا شرط نہیں ہے، بلکہ جمعہ ہر اس جگہ ہوسکتا ہے جہاں مسلمان موجود ہوں اور جمعہ پڑھنے کی استطاعت رکھتے ہوں، خواہ وہ اسلامی ملک ہو یا غیر اسلامی۔ مندرجہ ذیل روایات اس بات پر شاہد ہیں:

① سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت سے پہلے (مکہ میں) جمعہ پڑھنے کی اجازت دی گئی، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے (کفار کی شدید مخالفت کی وجہ سے) مکہ میں جمعہ کی ادائیگی ممکن نہ تھی، لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو، جو مدینہ میں نمائندۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے، خط لکھ (کر جمعہ ادا کرنے کا حکم) دیا، تو سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں جمعہ کا آغاز کر دیا'' [إرواء الغليل : ٦٨/٣، تحت الحديث : ٦٠١۔ حسن]

② مدینہ سے ایک میل کے فاصلے پر بستی بنی بیاضہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے قبل ہی سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ شروع کر دیا تھا۔ [ابن ماجه، كتاب إقامة الصلوات، باب في فرض الجمعة : ١٠٨٢۔ أبو داوٗد : ١٠٦٩۔ حسن۔ المنتقى : ٢٥٤/١، ٢٥٥، ح : ٢٩١۔ مستدرك حاكم : ٢٨٠/١، ٢٨١، ح : ١٠٣٨]

③ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا جمعہ بنو سالم کی بستی میں پڑھایا تھا۔ [أخبار المدينة النبوية : ٦٨/١]

مندرجہ بالا تینوں روایات اس بات پر شاہد ہیں کہ جمعہ کی ادائیگی کے لیے اسلامی حکومت کی موجودگی لازمی نہیں، کیونکہ اس وقت مدینہ میں اسلامی حکومت کے ابتدائی خدوخال بھی نہیں تھے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ مکہ میں اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے جمعہ ادا نہیں کیا گیا، تو اس کا جواب حدیث میں موجود ہے کہ مکہ میں جمعہ ادا نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کی قوت و استطاعت نہ تھی، نہ کہ اس کی وجہ اسلامی حکومت کا عدم قیام تھی۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

④ دیہات وغیرہ میں جمعہ:

جمعہ کے انعقاد کے لیے شہر کا ہونا شرط نہیں، بلکہ جمعہ ہر اس جگہ ہوسکتا ہے جہاں مسلمان موجود ہوں اور جمعہ پڑھنے کی استطاعت رکھتے ہوں، خواہ وہ شہر ہو یا چند گھروں پر مشتمل بستی ہو۔ بنی بیاضہ اور بنو سالم میں جمعہ کا ذکر گزر چکا، مزید دلائل حسب ذیل ہیں:

① مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلے بحرین کے گاؤں "جواثی" میں مسجد عبد القیس میں جمعہ شروع ہوا۔[بخاری، كتاب الجمعة، باب الجمعة فی القریٰ و المدن : ۸۹۲، ۴۳۷۱۔ أبو داؤد : ۱۰۶۸]

② رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی بنیاد پر رزیق بن حکیم رضی اللہ عنہ نے ابن شہاب کو اپنے کھیت میں کام کرنے والے ملازموں کو جمعہ پڑھانے کا حکم دیا۔[بخاری، كتاب الجمعة، باب الجمعة فی القریٰ والمدن : ۸۹۳]

③ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بحرین سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر جمعہ کے متعلق پوچھا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((جَمِّعُوا حَيْثُمَا كُنْتُمْ)) [مصنف ابن أبي شيبة : ۱/۴۴۰، ح : ۵۰۶۸۔ علامہ الالبانی نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے]

"تم جہاں کہیں بھی رہ رہے ہو، وہیں جمعہ پڑھو۔"

④ ثقہ و متقن محدث امام لیث بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ہر شہر اور گاؤں کہ جہاں نماز کی جماعت ہو، وہاں کے رہنے والوں کو جمعہ کا حکم دیا گیا اور اہل شہر اور اس کے ساحلی علاقوں کے لوگ سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں جمعہ پڑھا کرتے تھے اور (شہر اور ساحلی دیہات) دونوں جگہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے۔" [السنن الكبرى للبيهقي : ۳/۲۵۴، ح : ۵۶۱۲]

لہٰذا مندرجہ بالا روایات سے ثابت ہوا کہ دیہات و کھیت وغیرہ جس جگہ بھی مسلمان ہوں اور وہ جمعہ پڑھ سکتے ہوں تو انھیں جمعہ ادا کرنا چاہیے۔ اس کے برعکس بعض لوگوں کا

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نظریہ ہے کہ دیہاتوں میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں، جمعہ کے لیے شہر کا ہونا ضروری ہے اور ان کے نزدیک شہر وہ ہے کہ جس کی بڑی مسجد میں وہ سب لوگ نہ سما سکیں جن پر جمعہ واجب ہو، اگرچہ فعلاً وہ مسجد نہ آئیں۔[الفقه على المذاهب الأربعة : ۳۷۹/۱]

ان کی دلیل سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان ہے:

((لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيْقَ إِلَّا فِيْ مِصْرٍ جَامِعٍ))[عبد الرزاق: ۵۱۷۵۔ مصنف ابن أبي شيبة : ۴۳۹/۱، ح : ۵۰۵۹]

''جمعہ اور عید صرف شہر میں ہو سکتے ہیں۔''

یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے، جو سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان، سیدنا عبد اللہ بن عمر، سیدنا ابو ہریرہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول کے مخالف ہے، بلکہ مذکورہ مرفوع روایات کے بھی خلاف ہے۔ لہٰذا مرفوع روایات کے مقابلے میں کیونکر اسے تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ ان دلائل کے نا درست ہونے کی یہی دلیل کافی ہے کہ ان دلائل کو ماننے والے آج خود دیہاتوں میں جمعہ پڑھا رہے ہیں۔

③ میدان میں جمعہ:

⌘ نماز جمعہ پڑھنے کے لیے مسجد کا ہونا ضروری نہیں ہے، کسی بھی ایسی جگہ نماز جمعہ ادا کی جا سکتی ہے جہاں لوگ جمع ہو سکتے ہوں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا جمعہ بنو سالم کی بستی میں پڑھایا تھا۔[أخبار المدينة النبوية : ۶۸/۱]

④ بحری جہاز میں جمعہ:

⌘ مسافر ہونے کی بنا پر بحری جہاز والوں کے لیے جمعہ ضروری نہیں ہے، لیکن اگر وہ جمعہ ادا کرنا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں، اس لیے کہ اگر وہاں دیگر نمازیں ادا ہو سکتی ہیں تو جمعہ بھی ادا ہو سکتا ہے۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⑤ فوجی چھاؤنیوں میں جمعہ:

⌘ فوجی چھاؤنیوں میں نماز جمعہ پڑھنا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ جمعہ (۹) میں تمام مسلمانوں کو جمعہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ حدیث میں چند لوگوں (عورت، بچے، غلام، مریض) کو جمعہ سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے، اس میں فوجی چھاؤنیوں کا ذکر نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے جمعہ کے لیے یہ شرط لگائی ہے کہ جمعہ ایسی جگہ ہو سکتا ہے جہاں عام لوگوں کو آنے کی اجازت ہو۔ یہ شرط قرآن وسنت میں کہیں موجود نہیں ہے، لہٰذا اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

⑥ نماز جمعہ کے لیے نمازیوں کی تعداد:

بعض علماء نے جمعہ کے انعقاد کے لیے نمازیوں کی تعداد کا تعین کیا ہے، پھر ان کا آپس میں بھی اختلاف ہے۔ بعض چالیس کی شرط لگاتے ہیں، بعض بارہ اور بعض کے نزدیک تین اور بعض کے نزدیک ایک مقتدی کا ہونا ضروری ہے۔ علامہ الالبانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جمعہ کے انعقاد کے لیے قرآن وسنت نے کوئی عدد متعین نہیں کیا۔ اگر کسی حدیث میں عدد کی شرط عائد کی گئی ہے تو وہ ضعیف ہے۔'' [إرواء الغليل : ٣/ ٦٩]

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جمعہ عام نماز کی طرح ہے، جس طرح عام نماز کے لیے تعداد کی شرط نہیں اسی طرح جمعہ کے لیے بھی کوئی شرط نہیں۔ بس خطبہ دینے والا اور سننے والا موجود ہو تو جمعہ منعقد ہو جائے گا۔'' [نيل الأوطار : ٣/ ٢٧٦، بعد الحديث : ١١٨٨]

⑦ خطبہ جمعہ کے لیے حاکم وقت کا ہونا:

⌘ بعض لوگوں نے یہ شرط لگائی ہے کہ جمعہ کے لیے ضروری ہے کہ حاکم وقت پڑھائے، یا اس کا مقرر کردہ خطیب ہو، یا اس نے اجازت دی ہو۔ یہ شرط بھی قرآن وسنت سے ثابت نہیں اور جو لوگ یہ شرط لگاتے ہیں آج وہ خود اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نماز جمعہ کا وقت:

- سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلَاةِ ، وَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ يَعْنِي الْجُمُعَةَ »[بخاری، کتاب الجمعة، باب إذا اشتد الحر يوم الجمعة : ٩٠٦]

''اگر سردی زیادہ پڑتی تو رسول اللہ ﷺ جمعہ جلدی پڑھا دیتے لیکن جب گرمی زیادہ ہوتی تو ٹھنڈے وقت نماز پڑھتے۔''

- سیدنا سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«كُنَّا نُجَمِّعُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ »
[مسلم، كتاب الجمعة، باب صلاة الجمعة حين تزول الشمس : ٨٥٩]

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زوال شمس ہوتے ہی جمعہ ادا کرتے تھے۔''

- اور سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں: ''ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز جمعہ پڑھتے، پھر واپس جاتے تو دیواروں کا سایہ اتنا نہیں ہوتا تھا کہ ہم اس میں آرام کر سکتے۔''
[بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الحديبية: ٤١٦٨ ۔ مسلم : ٨٦٠/٣٢]

جمعہ کی اذان کا مسئلہ:

- دورِ نبوت میں جمعہ کی ایک ہی اذان ہوتی تھی۔ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« اَنَّ الْاَذَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ اَوَّلُهُ حِيْنَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَلَمَّا كَانَ فِيْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ وَكَثُرُوْا اَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْاَذَانِ الثَّالِثِ فَأُذِّنَ بِهِ عَلَى الزَّوْرَاءِ فَثَبَتَ الْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ » [بخاری، کتاب الجمعة، باب التأذين عند الخطبة : ٩١٦]

''رسول اللہ ﷺ کے زمانے اور سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت میں جمعہ کے

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

دن جمعہ کی پہلی اذان (اور دوسری اذان اقامت ہے) اس وقت دی جاتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا، پھر خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں جب مدینہ کی آبادی بڑھ گئی تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے (جمعہ کی اذان سے پہلے) مقام زوراء میں ایک اذان دی جانے لگی اور بعد میں یہی دستور جاری رہا۔"

اس اذان کا مقصد لوگوں کو متنبہ کرنا تھا کہ جمعہ کا وقت قریب آ گیا ہے، تاکہ لوگ اپنے کاروبار سمیٹ لیں اور تیار ہو جائیں۔ اسے بدعت نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ یہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ایک انتظامی معاملہ تھا، اگر آج بھی ایسی صورت بن جاتی ہے تو ایک اذان مسجد سے باہر کسی جگہ دی جا سکتی ہے، لیکن مسجد ہی میں دو اذانوں سے بچنا چاہیے۔ (واللہ اعلم)

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

جمعہ کے آداب

جمعہ کے لیے طہارت:

- جو شخص جمعہ پڑھنے کے لیے جائے اسے غسل کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ »[بخاری، کتاب الجمعة، باب فضل الغسل یوم الجمعة...... الخ : ۸۷۷۔ مسلم : ۸٤٤]

''جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے لیے آئے تو اسے غسل کرنا چاہیے۔''

- بوجہ مجبوری کوئی شخص غسل کی بجائے صرف وضو کر لے تو بھی جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ تَوَضَّأَ فَبِهَا وَنِعْمَتْ ، وَمَنِ اغْتَسَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ»

[أبو داؤد، کتاب الطهارة، باب فی الرخصة فی ترك الغسل یوم الجمعة : ۳٥٤۔ ترمذی : ٤٩٧۔ نسائی : ۱۳۸۱۔ حسن]

''جو شخص (جمعہ کے دن) وضو کرے تو یہ صحیح اور اچھا ہے اور جو غسل کرے تو یہ افضل ہے۔''

- محض سستی کی وجہ سے جمعہ کا غسل ترک نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم دیا اور اسے افضل قرار دیا ہے۔
- مسواک کرنی چاہیے اور خوشبو میسر ہو تو لگانی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَلْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَ اَنْ يَّسْتَنَّ، وَاَنْ

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

يَمَسَّ طِيبًا إِنْ وَجَدَ »[بخاری، کتاب الجمعة، باب الطيب للجمعة : ۸۸۰۔ مسلم : ۸٤٦]
''جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ مسلمان پر فرض ہے اور یہ کہ وہ مسواک کرے اور اگر خوشبو میسر ہو تو لگائے۔''

⌘ جمعہ کے روز خوبصورت لباس پہننا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''اگر ممکن ہو تو جمعہ کے لیے اپنے کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ دو کپڑے (یعنی ایک سوٹ) اور بنا رکھنے میں کیا حرج ہے؟'' [أبو داؤد، کتاب الجمعة، باب اللبس للجمعة : ۱۰۷۸۔ ابن ماجه : ۱۰۹۵، ۱۰۹٦۔ صحیح]

مسجد کی طرف جانے کے آداب:

⌘ یہ ''مسجد کی طرف جانے کے آداب'' اور ''جماعت کی طرف جانے کے آداب'' کے عناوین کے تحت مسجد اور جماعت کے ابواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

مسجد میں بیٹھنے کے آداب:

⌘ مسجد میں بیٹھنے کے آداب اسی عنوان کے تحت ''مساجد کا بیان'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

جمعہ کے لیے جلدی اور پیدل جانا:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور خوب اچھی طرح غسل کرے، جلدی مسجد جائے، پیدل چلے اور سوار نہ ہو، امام کے نزدیک بیٹھے، دل جمعی سے خطبہ سنے اور کوئی بے ہودہ کام نہ کرے، تو اسے ہر قدم پر ایک سال کے روزوں کا اور اس کی راتوں کے قیام کا ثواب ہو گا۔'' [أبو داؤد، کتاب الطهارة، باب فی الغسل للجمعة : ۳٤٥۔ ترمذی: ٤۹٦۔ نسائی : ۱۳۹۹۔ ابن ماجه : ۱۰۸۷۔ صحیح]

امام کے قریب بیٹھنے کا ثواب:

⌘ جس قدر ممکن ہو امام کے قریب بیٹھنا چاہیے، جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں مذکور

http://pdfbooksfree.blogspot.com

ہے۔ مزید آپ ﷺ نے فرمایا:

« تَقَدَّمُوا فَأْتَمُّوا بِي، وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ فِي النَّارِ »[مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف ...... الخ : ٤٣٨۔ أبو داوٗد : ٦٧٩۔ صحيح]

''آگے آ کر میرے قریب بیٹھا کرو اور جو لوگ تمھارے بعد آئیں وہ تمھارے قریب بیٹھیں، جو لوگ پچھلی صفوں میں رہنا پسند کرتے ہیں، اللہ انھیں (ہر معاملے میں) پیچھے کر دے گا، حتیٰ کہ جہنم سے نکالنے میں بھی۔''

خطبہ کے دوران میں تحیۃ المسجد ادا کرنا:

⌘ خطبہ شروع ہو تو بھی تحیۃ المسجد ادا کر کے بیٹھنا چاہیے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اتنے میں سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ آئے اور بیٹھ گئے، رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''اے سلیک! کھڑا ہو اور مختصر سی دو رکعات ادا کر۔'' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم جمعہ کے روز آؤ اور امام خطبہ دے رہا ہو تو (بیٹھنے سے پہلے) لازمی طور پر مختصر سی دو رکعات ادا کیا کرو۔''[مسلم، كتاب الجمعة، باب التحية و الإمام يخطب : ٥٩/٨٧٥]

⌘ بعض لوگ خطبہ شروع ہو جائے تو دو رکعات (تحیۃ المسجد) نہیں پڑھتے، وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں: ''جب امام منبر پر چڑھ جائے تو نماز جائز ہے نہ بات چیت۔'' لیکن یہ روایت باطل اور بے اصل ہے۔[موضوع اور منکر روایات : ۴۹]

خطبہ سننے کے آداب:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ، وَ زِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

فَقَدْ لَغَا ﴾[مسلم، کتاب الجمعة، باب فضل من استمع و أنصت في الخطبة : ٢٧/٨٥٧]

''جو شخص اچھی طرح وضو کرے، پھر جمعہ کے لیے آئے، غور سے خطبہ سنے اور خاموش رہے، تو اس کے اگلے جمعہ تک کے اور مزید تین دن کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جو کنکری (یا تنکے) وغیرہ سے کھیلا اس نے فضول کام کیا۔''

⌘ دوران خطبہ میں بولنے والے کو زبان سے خاموش کروانا بھی لغو (لایعنی) کام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنْصِتْ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ »

[بخاری، کتاب الجمعة، باب إنصات يوم الجمعة : ٩٣٤۔ مسلم : ٨٥١]

''خطبہ جمعہ کے دوران میں اگر تو نے اپنے ساتھی سے کہا ''خاموش ہو جا!'' تو تو نے بھی لغو کام کیا۔''

⌘ اور آپ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ لَغَا وَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ كَانَتْ لَهُ ظُهْرًا »[أبو داؤد، كتاب الطهارة، باب في الغسل للجمعة : ٣٤٧۔ حسن]

''جس نے لغو کام کیا یا لوگوں کی گردنیں پھلانگیں، اسے صرف نماز ظہر کا ثواب ملے گا (جمعہ کے ثواب سے محروم رہے گا)۔''

⌘ جب خطبہ شروع ہو جائے تو نماز اور تلاوت ختم کر دینی چاہیے۔

⌘ بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ خطبہ کے دوران میں نعرے بازی ہوتی ہے، یہ خطبہ کے منافی ہے۔

⌘ بعض لوگ خطبہ کے دوران میں آتے ہیں اور ساتھ والے سے خیر خیریت دریافت کرنے لگتے ہیں، یہ خطبہ کے منافی ہے۔

⌘ بعض لوگ خطبہ کے دوران میں مسواک کرنے لگتے ہیں۔ یہ بھی خطبہ کے منافی ہے۔

⌘ خطبہ کے دوران میں گوٹھ مار کر بیٹھنا منع ہے۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''نبی اکرم ﷺ نے خطبہ کے دوران میں رانوں کو پیٹ سے جوڑ کر اور بازوؤں سے گھٹنے پکڑ کر

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

بیٹھنے سے منع فرمایا۔" [ترمذی، کتاب الجمعة، باب ما جاء فی کراهیة الاحتباء والإمام یخطب : ٥١٤۔ حسن]

* سامعین کو خطیب کی طرف رخ کر کے بیٹھنا چاہیے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ » [مسند أحمد : ٢١/٣، ح : ١١١٧٤]

"ایک دن رسول اللہ ﷺ نے منبر پر چڑھ کر ہمیں خطبہ دیا اور ہم آپ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے۔"

خطیب سے بات کرنا جائز ہے:

* خطبہ کے دوران میں کسی ضرورت سے مقتدی امام سے مخاطب ہو سکتا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ جُمُعَةٍ إِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! هَلَكَ الْكُرَاعُ وَهَلَكَ الشَّاءُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَسْقِيَنَا، فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا »[بخاری، کتاب الجمعة، باب رفع الیدین فی الخطبة : ٩٣٢۔ مسلم : ٨٩٧]

"نبی اکرم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا: "اے اللہ کے رسول ! گھوڑے اور بکریاں ہلاک ہو گئیں، آپ اللہ سے بارش کی دعا کریں۔" تو آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔"

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

خطبہ دینے کے آداب

جمعہ کے دو خطبے:

⌘ جمعہ کے دو خطبے ہوتے ہیں، دونوں کے درمیان تھوڑی دیر بیٹھنا چاہیے۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا))[مسلم، كتاب الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة وما فيهما من الجلسة : ٨٦٢]

''نبی ﷺ دو خطبے دیتے تھے اور دونوں کے درمیان بیٹھتے تھے۔''

خطبہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے:

⌘ خطبہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے۔ ایک مرتبہ دورانِ خطبہ میں شام سے تاجروں کا ایک قافلہ آیا تو لوگ اس کی طرف چلے گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ﴾ [الجمعة : ١١]

[مسلم، كتاب الجمعة، باب في قوله تعالى...... الخ ٨٦٣]

''جب انھوں نے کوئی تجارت یا کھیل تماشا دیکھا تو ادھر بھاگ گئے اور آپ کو کھڑا چھوڑ گئے۔''

⌘ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا، ثُمَّ يَجْلِسُ، ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا، فَمَنْ نَبَّأَكَ أَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

كَذَبَ، فَقَدْ وَاللّٰهِ ! صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفَيْ صَلَاةٍ »[مسلم، كتاب الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة وما فيها من الجلسة : ٣٥/٨٦٢]

''رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ (جمعہ) دیتے تھے، پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہو کر (دوسرا) خطبہ دیتے، لہٰذا جو شخص تجھے یہ کہے کہ آپ بیٹھ کر خطبہ جمعہ دیتے تھے، تو بلاشبہ اس نے جھوٹ بولا، اللہ کی قسم! میں نے آپ کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ نمازیں ادا کی ہیں۔''

⌘ شرعی عذر کے بغیر بیٹھ کر خطبہ دینا جائز نہیں۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیٹھ کر خطبہ دینے والے کے متعلق فرمایا:

« اُنْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الْخَبِيْثِ يَخْطُبُ قَاعِدًا »[مسلم، كتاب الجمعة، باب في قول الله تعالى ...... الخ : ٨٦٤]

''اس خبیث کو دیکھو، بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے۔''

⌘ جمعہ وعیدین کے علاوہ عام وعظ بیٹھ کر کرنا جائز ہے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک دن رسول اللہ ﷺ نے منبر پر بیٹھ کر ہمیں خطبہ دیا اور ہم آپ کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔'' [بخاري، كتاب الجمعة، باب استقبال الناس الإمام إذا خطب : ٩٢١۔ مسلم : ١٠٥١/١٢٣]

⌘ منبر بننے کے بعد رسول اللہ ﷺ منبر پر خطبہ جمعہ دیا کرتے تھے۔[بخاري : ٩١٩]

خطبہ کے دوران میں ٹیک لگانا:

⌘ خطبہ میں عصا و لاٹھی وغیرہ پر ٹیک لگانا مسنون ہے۔ سیدنا حکم بن حزن الکلفی فرماتے ہیں: ''ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس کئی دن رہے، اس دوران میں جمعہ کے لیے بھی حاضر ہوئے، آپ ﷺ (خطبہ کے لیے) لاٹھی پر ٹیک لگائے ہوئے کھڑے ہوئے''

[أبو داؤد، كتاب الصلاة، باب الرجل يخطب على القوس : ١٠٩٦۔ حسن]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

كَذَبَ، فَقَدْ وَاللّٰهِ ! صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفَيْ صَلَاةٍ))[مسلم، كتاب الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة وما فيها من الجلسة : ٨٦٢/٣٥]

''رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ (جمعہ) دیتے تھے، پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہو کر (دوسرا) خطبہ دیتے، لہٰذا جو شخص تجھے یہ کہے کہ آپ بیٹھ کر خطبہ جمعہ دیتے تھے، تو بلاشبہ اس نے جھوٹ بولا، اللہ کی قسم! میں نے آپ کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ نمازیں ادا کی ہیں۔''

⌘ شرعی عذر کے بغیر بیٹھ کر خطبہ دینا جائز نہیں۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیٹھ کر خطبہ دینے والے کے متعلق فرمایا:

((أُنْظُرُوْا إِلٰى هٰذَا الْخَبِيْثِ يَخْطُبُ قَاعِدًا))[مسلم، كتاب الجمعة، باب في قول الله تعالى ...... الخ : ٨٦٤]

''اس خبیث کو دیکھو، بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے۔''

⌘ جمعہ وعیدین کے علاوہ عام وعظ بیٹھ کر کرنا جائز ہے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک دن رسول اللہ ﷺ نے منبر پر بیٹھ کر ہمیں خطبہ دیا اور ہم آپ کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔'' [بخاری، کتاب الجمعة، باب استقبال الناس الإمام إذا خطب : ۹۲۱۔ مسلم : ۱۰۵۱/۱۲۳]

⌘ منبر بننے کے بعد رسول اللہ ﷺ منبر پر خطبہ جمعہ دیا کرتے تھے۔[بخاری : ۹۱۹]

خطبہ کے دوران میں ٹیک لگانا:

⌘ خطبہ میں عصا و لاٹھی وغیرہ پر ٹیک لگانا مسنون ہے۔ سیدنا حکم بن حزن الکلفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس کئی دن رہے، اس دوران میں جمعہ کے لیے بھی حاضر ہوئے، آپ ﷺ (خطبہ کے لیے) لاٹھی پر ٹیک لگائے ہوئے کھڑے ہوئے۔''
[أبو داؤد، كتاب الصلاة، باب الرجل يخطب على القوس : ۱۰۹۶۔ حسن]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

خطیب کے اوصاف:

⌘ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:
”رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہو جاتی اور آپ جوش میں آ جاتے تھے۔ گویا رسول اللہ ﷺ ہمیں کسی ایسے لشکر سے ڈرا رہے ہیں جو صبح یا شام ہم پر حملہ کرنے والا ہے۔“ [مسلم، كتاب الجمعة، باب تخفيف الصلاة و الخطبة : ۸٦۷]

خطبہ جمعہ کے اوصاف:

⌘ رسول اللہ ﷺ وعظ سے پہلے مندرجہ ذیل خطبہ پڑھتے تھے:
« اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَمَّا بَعْدُ ! فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا و كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ »[مسلم، كتاب الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة : ۸٦۷، ۸٦۸۔ نسائی : ۱۵۷۹]
”بلاشبہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ حمد و ثنا کے بعد! یقیناً بہترین بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور یقیناً بہترین راہنمائی رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہے اور تمام کاموں میں سے بدترین کام وہ ہیں جو (اللہ کے دین میں) اپنی طرف سے نکالے جائیں، دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

گمراہی کا انجام جہنم کی آگ ہے۔"

* اور رسول اللہ ﷺ خطبہ کے آخر میں یہ الفاظ کہتے تھے:

«اَقُوْلُ هٰذَا وَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلَكُمْ» [ابن حبان : ۳۸۲۸۔ إسناده صحيح]

"میں نے یہی کہنا تھا، اب میں اپنے لیے اور تمھارے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔"

* رسول اللہ ﷺ خطبہ میں قرآن مجید پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے تھے۔ [مسلم، كتاب الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة وما فيها من الجلسة : ۸٦٢]

* رسول اللہ ﷺ کا خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا اور نماز بھی درمیانی ہوتی تھی۔ [مسلم، كتاب الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة : ٨٦٦]

* رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لمبی نماز اور مختصر خطبہ آدمی کی سمجھداری کی دلیل ہے۔" [مسلم، كتاب الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة : ٨٦٩]

* عمارہ بن رویبہ نے بشر بن مروان کو منبر پر خطبہ کے دوران میں دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: "اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو تباہ کرے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا کہ آپ ﷺ صرف شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔" [مسلم، كتاب الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة : ٨٧٤]

غیر عربی میں خطبہ جمعہ:

خطبہ مسنونہ کے علاوہ دینی احکام سامعین کی مروج زبان میں بتانے چاہییں۔ بعض لوگوں نے یہ شرط لگائی ہے کہ جمعہ کا خطبہ لازمی طور پر عربی زبان میں ہونا چاہیے۔ یہ شرط خطبہ کے مقصد سے متصادم ہے۔ خطبہ کا مقصد وعظ و نصیحت کرنا اور لوگوں کی تربیت کرنا ہے، اسی لیے قرآن مجید میں خطبہ کو 'ذکر' کہا گیا ہے۔ فرمان رب العالمین ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ﴾

[الجمعة : ٩]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

''اے اہلِ ایمان! جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر (خطبہ ونماز) کی طرف دوڑ پڑو۔''

اس آیت مبارکہ میں خطبہ کو تذکیر ونصیحت کا نام دیا گیا ہے اور وعظ ونصیحت تبھی ہو سکتی ہے جب سامعین خطیب کی بات سمجھیں۔ اسی لیے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو جن اقوام کی طرف مبعوث کیا گیا، ان کی زبان میں بھیجا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ﴾ [إبراهيم : ٤]

''ہم نے جو بھی رسول بھیجا اس کی قوم کی زبان میں بھیجا، تاکہ وہ انھیں (احکام الٰہی) کھول کر بتائے۔''

اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری اقوام کو ان کی زبان میں دعوت دیتے تھے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو عبرانی سیکھنے کا حکم دیا اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فارسی جانتے تھے اور فارسی زبان والوں کو فارسی ہی میں مسائل سمجھاتے تھے۔

[أبو داوٗد، كتاب الطلاق، باب من أحق بالولد : ٢٢٧٧۔ صحيح]

اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما غیر عربوں کو مترجم کے ذریعے مسائل سمجھاتے تھے۔

[بخاري، كتاب الأحكام، باب ترجمة الحكام ......الخ : ٧١٩٥]

انبیائے کرام علیہم السلام کو ان کی قوم کی زبان میں بھیجنے کا مقصد لوگوں کو احکام الٰہی سمجھانا تھا اور بالکل یہی مقصد خطبہ جمعہ کا ہے۔ اب اگر خطبہ ایسی زبان میں ہو جسے سامعین سمجھ ہی نہیں سکتے تو کیا اس سے لوگوں کی تربیت ہو سکے گی؟

باقی رہی یہ بات کہ قرون اولیٰ سے کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ کہیں غیر عربی زبان میں خطبہ دیا گیا ہو تو اس کا سبب یہ ہے کہ قرون اولیٰ میں اس کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔ مزید یہ کہ احناف کے ہاں بھی خطبہ کے لیے عربی زبان ضروری نہیں، فتاویٰ شامی میں ہے:

''مصنف نے خطبہ کے عربی میں ہونے کی قید نہیں لگائی، کیونکہ باب ''صفة الصلوة'' میں گزر چکا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ شرط نہیں، خواہ سامعین عربی پر قادر ہی ہوں،

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

برخلاف صاحبین کے، کیونکہ ان کے نزدیک عربی میں ہونا شرط ہے، مگر کوئی عربی سے عاجز ہوتو پھر ان کے نزدیک بھی غیر عربی میں جائز ہے۔'' [فتاویٰ شامی : ۱/۵٤۳]

خطبہ جمعہ سے پہلے مروجہ تقریر:

جن لوگوں نے غیر عربی زبان میں خطبہ ممنوع قرار دیا، جب انھوں نے دیکھا کہ اس سے خطبہ کا مقصد ہی پورا نہیں ہو رہا تو انھوں نے غیر عربی زبان میں جمعہ کا خطبہ دینے کی بجائے خطبہ سے پہلے تقریر کے نام سے ایک تیسرے خطبہ کی بدعت جاری کرلی، جو سراسر اسلام میں اضافہ ہے، بلکہ حدیث رسول ﷺ کے صریحاً خلاف ہے، سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

« اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...... نَهٰى عَنِ التَّحَلُّقِ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ » [أبو داوٗد، كتاب الجمعة، باب التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة : ۱۰۷۹۔ ترمذی : ۳۲۲۔ حسن]

''رسول اللہ ﷺ نے خطبہ جمعہ سے پہلے مجلس قائم کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

خطبہ منقطع کرنا:

- کسی ضرورت سے امام بیچ میں خطبہ چھوڑ سکتا ہے۔ سیدنا ابو رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں نبی ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ خطبہ دے رہے تھے، میں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! میں اجنبی آدمی ہوں، آپ کے پاس دین کے متعلق سوالات پوچھنے آیا ہوں، کیونکہ میں دین کے متعلق نہیں جانتا۔'' تو رسول اللہ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ چھوڑ کر میرے پاس آگئے، پھر ایک لوہے کی کرسی لا کر میرے پاس رکھ دی گئی، آپ ﷺ اس پر بیٹھ کر مجھے وہ تعلیم دینے لگے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھائی تھی، پھر واپس جا کر آپ نے باقی خطبہ دیا۔'' [مسلم، كتاب الجمعة، باب حديث التعليم في الخطبة : ۸۷٦]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

خطبہ میں دعا کرنا:

⌘ کسی ضرورت کے پیشِ نظر خطبہ میں دعا کی جا سکتی ہے، جیسا کہ ایک شخص نے دورانِ خطبہ میں بارش کی دعا کرنے کی درخواست کی، تو آپ ﷺ نے اسی وقت دعا کر دی۔
[بخاری، کتاب الجمعة، باب الاستسقاء فی الخطبة یوم الجمعة : ۹۳۳]

نمازِ جمعہ کی رکعات:

⌘ جمعہ میں فرض نماز دو رکعت ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
« صَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ...... عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ » [نسائی، کتاب الجمعة، باب عدد صلاة الجمعة : ۱۴۲۱۔ ابن ماجه : ۱۰۶۳۔ صحیح]
''محمد ﷺ کی زبان سے جمعہ کی دو رکعات فرض کی گئی ہیں۔''

⌘ نمازِ جمعہ میں قراءت بلند آواز سے کی جائے گی۔ سیدنا ابن ابی رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی، پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ پڑھی، اور دوسری رکعت میں سورۂ منافقون پڑھی، پھر فرمایا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمعہ کی نماز میں یہی دونوں سورتیں پڑھتے ہوئے سنا ہے۔'' [مسلم، کتاب الجمعة، باب ما یقرأ فی صلاة الجمعة : ۸۷۷]

⌘ نمازِ جمعہ کی پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۂ منافقون کی قراءت مسنون ہے، اسی طرح پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۂ غاشیہ کی قراءت بھی مسنون ہے۔ [مسلم، کتاب الجمعة، باب ما یقرأ فی صلاة الجمعة : ۸۷۷، ۸۷۸]

فرضوں سے پہلے نوافل:

⌘ خطبہ سے پہلے نوافل کی تعداد مقرر نہیں، کوئی جتنے چاہے پڑھ لے۔ رسول اللہ ﷺ نے بغیر تعداد مقرر کیے فرمایا:

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

« مَنِ اغْتَسَلَ، ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ، فَصَلّٰى مَا قُدِّرَ لَهٗ » [مسلم، كتاب الجمعة، باب فضل من استمع و أنصت فى الخطبة : ۸۵۷]

''جو غسل کرے، پھر جمعہ کے لیے آئے اور جتنی مقدر ہو نماز پڑھے۔''

- خطبہ شروع ہو جائے تو صرف دو مختصر سی رکعات پڑھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، وَلْيَتَجَوَّزْ فِيْهِمَا » [مسلم، كتاب الجمعة، باب التحية والإمام يخطب : ۸۷۵/۵۹]

''جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ (بیٹھنے سے پہلے) لازمی طور پر مختصر سی دو رکعات ادا کر لے۔''

فرضوں کے بعد سنن:

- نماز جمعہ کے بعد دو رکعات بھی ثابت ہیں اور چار رکعات بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا اَرْبَعًا » [مسلم، كتاب الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة : ۸۸۱]

''جب تم میں سے کوئی نماز جمعہ ادا کرے تو وہ اس کے بعد چار رکعات پڑھے۔''

- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''نبی اکرم ﷺ جمعہ کے بعد دو رکعات اپنے گھر میں ادا کرتے تھے۔'' [مسلم، كتاب الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة : ۷۲، ۸۸۲/۷۱]
- جمعہ کے بعد والی سنن گھر میں ادا کرنا افضل ہے۔ [مسلم : ۸۸۲]
- فرضوں کے فوراً بعد اسی جگہ سنن ادا نہ کریں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (نفل) نماز کو (فرض) نماز کے ساتھ نہ جوڑیں، بلکہ (اذکار یا) باتیں کر کے (فرق کر لیں) یا جگہ تبدیل کر لیں۔'' [مسلم، كتاب الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة : ۸۸۳]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

جمعہ کس کو حاصل ہوگا؟:

⌘ جس شخص نے نمازِ جمعہ کی ایک رکعت مکمل پالی، اس نے جمعہ پالیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ اِلَيْهَا اُخْرٰى))[ابن ماجه، كتاب إقامة الصلوات، باب ما جاء فيمن أدرك من الجمعة ركعة : ١١٢١، ١١٢٣۔ الدارقطني : ١٢/٢، ح : ١٥٩٠۔ صحيح]

''جس نے نمازِ جمعہ کی ایک رکعت پالی (اس نے نمازِ جمعہ پالیا) لہٰذا اسے اس کے ساتھ دوسری رکعت ادا کرلینی چاہیے۔''

⌘ جو کسی وجہ سے جمعہ ادا نہ کرسکے اسے ظہر کی مکمل نماز پڑھنی چاہیے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((اِذَا اَدْرَكْتَ رَكْعَةً فَأَضِفْ اِلَيْهَا اُخْرٰى))[مصنف ابن أبي شيبة : ٤٦٢/١، ح : ٥٣٤٦۔ إسناده صحيح]

''اگر تم جمعہ کی ایک رکعت پالو تو اس کے ساتھ دوسری رکعت ملالو۔''

اور اگر کسی شخص کی دوسری رکعت بھی فوت ہوگئی اور وہ رکوع، سجدہ یا تشہد میں ملا تو اسے صحیح قول کے مطابق جمعہ کی بجائے ظہر کی چار رکعات ادا کرنی چاہییں۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((اِذَا اَدْرَكَ الرَّجُلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً صَلّٰى اِلَيْهَا رَكْعَةً اُخْرٰى فَاِنْ وَجَدَهُمْ جُلُوْسًا صَلّٰى اَرْبَعًا)) [مصنف عبد الرزاق : ٢٣٤/٣، ح : ٥٤٧١۔ المحلى لابن حزم : ٢٨٥/٣۔ بيهقي : ٢٠٤/٣۔ الأوسط لابن المنذر : ١٠١/٤۔ مصنف ابن أبي شيبة : ٥٣٣٤]

''جب آدمی جمعہ والے دن ایک رکعت پالے تو وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ادا کرے، لیکن اگر وہ لوگوں کو جلسہ کی حالت میں پائے تو چار رکعات (نمازِ ظہر) ادا کرلے۔''

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''جس آدمی نے جمعہ کی ایک رکعت پالی وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملا لے اور جس کی دونوں رکعتیں فوت ہو جائیں وہ چار رکعات (نمازِ ظہر) ادا کرے۔'' [مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب فیمن أدرك من الجمعة رکعة : ۲/ ۴۲۰، ح : ۳۱۷۱۔ امام ہیثمی رحمہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے]

مزید تفصیل کے لیے دیکھیں'' احکام و مسائل (۲۹۰، ۲۹۱)'' از الشیخ ابو الحسن مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ۔

جمعہ کے ساتھ احتیاطی ظہر بدعت ہے:

جن جگہوں میں فقہ حنفی کے مطابق جمعہ کی شروط پوری نہیں ہوتیں، وہاں حنفی علماء لوگوں کو نماز جمعہ پڑھنے کے بعد ظہر کی نماز بھی احتیاطاً پڑھنے کا حکم دیتے ہیں کہ نا معلوم جمعہ ہوا ہے یا نہیں۔ یہ طریقہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام یا تابعین عظام میں سے کسی سے بھی ثابت نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نماز جمعہ نفل ہوئی، تو کیا جمعہ کی دو اذانیں، خطبہ اور اس کے لیے اس قدر اہتمام سب کچھ فضول ہے؟ اس کی نظیر شریعت میں کہیں نہیں ملتی اور یہ پیچیدہ صورتحال اس لیے پیدا ہوئی کہ کسی شرعی نص کے بغیر نماز جمعہ کے لیے مختلف شرطیں عائد کر دی گئیں۔ لہٰذا نماز جمعہ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھنا بدعت ہے۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نفل نمازوں کا بیان

نفل نماز کی فضیلت:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَاعْلَمُوْا اَنَّ خَيْرَ اَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ))[ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب المحافظة على الوضوء : ٢٧٧۔صحيح]

''جان لو، تمھارے اعمال میں سے بہترین عمل نماز ہے۔''

⌘ سیدنا ربیعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں رات کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وضو کا پانی اور دوسری چیزیں لے کر حاضر ہوا، تو آپ نے (خوش ہو کر) فرمایا: ''مانگ جو ضرورت ہے۔'' میں نے عرض کی: ''میں آپ سے جنت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ))[مسلم، كتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه : ٤٨٩]

''تو کثرت سے نوافل ادا کر کے اس میں میرا تعاون کر۔''

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً))[نسائي، كتاب التطبيق، باب ثواب من سجد لله سجدة : ١١٤٠۔ ترمذي:٣٨٨۔ ابن ماجه : ١٤٢٣۔ صحيح]

''جب بھی بندہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کا ایک درجہ

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

بلند کرتا اور اس کا ایک گناہ مٹاتا ہے۔"

نوافل کے اوقات:

⌘ اس کی تفصیل "نمازوں کے ممنوع اوقات" میں ملاحظہ فرمائیں۔

نوافل پڑھنے کا طریقہ:

⌘ نفل نماز دو دو رکعات کر کے پڑھنی چاہیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى» [أبوداؤد، کتاب الصلاة، باب فی صلاة النهار : ۱۲۹۵۔ ترمذی : ۵۹۷۔ابن ماجه : ۱۳۲۲۔ صحیح]

"دن اور رات میں (نفل) نماز دو، دو رکعات پڑھنی چاہیے۔"

نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ» [بخاری، کتاب الأذان، باب صلاة الليل : ۷۳۱۔ مسلم : ۷۸۱]

"فرضوں کے علاوہ (نفل) نماز گھر میں پڑھنا آدمی کے لیے افضل ہے۔"

نوافل بیٹھ کر ادا کرنا:

⌘ نفل نماز کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔

⌘ نوافل بلا عذر بیٹھ کر ادا کرنا جائز ہے، لیکن اس سے ثواب میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ، وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ»

[بخاری، کتاب التقصیر، باب صلاة القاعد : ۱۱۱۵]

"اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو وہ افضل ہے اور جو بیٹھ کر پڑھے تو اسے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نسبت آدھا ثواب ملے گا۔"

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ نوافل بیٹھ کر پڑھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نوافل بیٹھ کر شروع کیے جائیں، جب قراءت ختم کرنے میں چند آیات رہ جائیں تو کھڑے ہو جائیں، پھر رکوع وسجود کیے جائیں۔ دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا جا سکتا ہے۔ [بخاری، کتاب التقصیر، باب إذا صلی قاعدًا ثم صح أو وجد خفة تمم ما بقی : ۱۱۱۹۔ مسلم : ۱۱۳/ ۷۳۱]

نوافل سواری پر:

⌘ نفل نماز سفر میں سواری پر بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔

⌘ سواری پر نوافل پڑھتے ہوئے قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں، جس طرف سواری کا رخ ہے ادھر ہی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ، يُوْمِيْءُ إِيْمَاءً صَلَاةَ اللَّيْلِ إِلَّا الْفَرَائِضَ وَ يُوْتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهِ)) [بخاری، کتاب الوتر، باب الوتر فی السفر : ۱۰۰۰۔ مسلم : ۳۹/ ۷۰۰]

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں رات کی (یعنی نفل) نماز سواری پر پڑھ لیتے تھے، اسی طرف جدھر سواری کا رخ ہوتا، (رکوع وسجود) اشارہ سے کرتے تھے، لیکن فرض نماز سواری پر نہیں پڑھتے تھے، وتر بھی سواری پر پڑھ لیتے تھے۔“

⌘ نماز شروع کرتے وقت قبلہ رخ ہونا ضروری ہے، پھر جدھر سواری کا رخ ہو جائے، جائز ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَافَرَ فَأَرَادَ اَنْ يَتَطَوَّعَ اسْتَقْبَلَ بِنَاقَتِهِ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ ثُمَّ صَلّٰى حَيْثُ وَجَّهَهُ رِكَابُهُ)) [أبو داوٗد، کتاب صلاة السفر، باب التطوع علی الراحلة والوتر : ۱۲۲۵۔حسن]

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں نفل پڑھنے کا ارادہ کرتے تو اپنی سواری کو قبلہ رخ کرتے اور اللہ اکبر کہہ کر (نماز شروع کر دیتے) پھر سواری کا رخ جدھر بھی ہوتا، نماز

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

پڑھتے رہتے۔“

⌘ رکوع وسجود سر کے اشارے سے کریں، سجدے میں رکوع کی نسبت سر زیادہ جھکائیں۔
[أبوداؤد، کتاب صلاۃ السفر، باب التطوع علی الراحلة والوتر : ١٢٢٧۔ ترمذی : ٣٥١۔ صحیح]

نفل نماز میں قراءت کا بیان:

⌘ قراءت کے مسائل ”نماز کا مسنون طریقہ“ کے باب میں ”قراءت کے مسائل“ کے عنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

⌘ اگر نفل نماز باجماعت ادا کر رہے ہیں تو جماعت کے باب میں ”قراءت کے مسائل“ کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں۔ باقی مندرجہ ذیل ہیں:

قرآن مجید سے دیکھ کر قراءت کرنا:

⌘ نفل نماز میں بھی قراءت زبانی کرنی چاہیے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا، لیکن ایک موقوف روایت سے مصحف سے دیکھ کر قراءت کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے، صحیح بخاری میں ہے:

((کَانَتْ عَائِشَةُ یَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَکْوَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ)) [بخاری، کتاب الأذان، باب إمامة العبد والمولی، تعلیقًا، قبل الحدیث : ٦٩٢]

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کا غلام ذکوان قرآن سے دیکھ کر امامت کرواتا تھا۔“

قرآن مجید کی بعض آیات کا جواب دینا:

⌘ قرآن مجید میں بعض آیات ایسی ہیں جنھیں پڑھنے کے بعد ان کا جواب بھی دینا چاہیے۔

مثلاً سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ، وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ، وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ)) [مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب ...... الخ : ٧٧٢]

”رسول اللہ ﷺ جب تسبیح والی آیت سے گزرتے تو ”سُبْحَانَ اللّٰہ“ کہتے،

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

جب سوال والی آیت سے گزرتے تو سوال کرتے اور جب پناہ مانگنے والی آیت سے گزرتے تو " اَعُوْذُ بِاللّٰهِ " پڑھتے تھے۔

⌘ سورۃ القیامہ کی آخری آیت ﴿ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴾ کے جواب میں " سُبْحَانَكَ فَبَلٰى " پڑھنا چاہیے۔ [أبو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الدعاء فی الصلاۃ : ٨٨٤۔ صحیح]

⌘ سورۃ الاعلیٰ کی پہلی آیت کے جواب میں " سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى " پڑھنا جائز ہے۔ [أبوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب الدعاء فی الصلاۃ : ٨٨٣۔ صحیح]

⌘ کسی بھی حساب والی آیت کے جواب میں " اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنَا حِسَابًا يَسِيْرًا " پڑھنا چاہیے۔ [صحیح ابن خزیمۃ : ١/٣٦٢، ٣٦٣، ح : ٨٤٩۔ صحیح ابن حبان : ٧٣٧٢۔ امام حاکم اور امام ذہبی نے اسے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے]

⌘ علی رضی اللہ عنہ جب سورۂ واقعہ کی درج ذیل آیات تلاوت فرماتے تو ان کا جواب دیتے تھے:

﴿ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۞ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴾ [الواقعۃ : ٥٨، ٥٩]

جواباً فرماتے: « بَلْ أَنْتَ يَا رَبِّ ! بَلْ أَنْتَ يَا رَبِّ ! بَلْ أَنْتَ يَا رَبِّ ! »

" بلکہ اے رب ! تو ہی (پیدا کرنے والا) ہے، اے رب ! تو ہی (خالق) ہے، اے رب ! تو ہی (خالق) ہے۔"

﴿ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۞ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴾ [الواقعۃ : ٦٣، ٦٤]

جواباً فرماتے: « بَلْ أَنْتَ يَا رَبِّ ! بَلْ أَنْتَ يَا رَبِّ ! بَلْ أَنْتَ يَا رَبِّ ! »

﴿ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ۞ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴾ [الواقعۃ : ٦٨، ٦٩]

جواباً فرماتے: « بَلْ أَنْتَ يَا رَبِّ ! بَلْ أَنْتَ يَا رَبِّ ! بَلْ أَنْتَ يَا رَبِّ ! »

﴿ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ۞ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴾ [الواقعۃ : ٧١، ٧٢]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

جواباً فرماتے: « بَلْ أَنْتَ يَا رَبِّ ! بَلْ أَنْتَ يَا رَبِّ ! بَلْ أَنْتَ يَا رَبِّ ! »

[مستدرك حاكم : ٢/٤٧٧، ح : ٣٧٨٠، إسناده حسن لذاته، شداد بن جابان الصنعانی صدوق، حسن الحديث، ذكره ابن حبان فی الثقات (٦/٤٤١) ووثقه الحاكم والذهبی بتصحيح حديثه، مستدرك حاكم : ٢/٤٧٧، ح : ٣٧٨٠]

✱ باقی ہر نفل نماز کی قراءت کے خاص مسائل اس کے عنوان میں آئیں گے۔ (ان شاء اللہ)

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نمازتہجد کا بیان

تہجد کی فضیلت:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ»

[مسلم، كتاب الصيام، باب فضل صوم المحرم : ١١٦٣]

''فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز تہجد ہے۔''

⌘ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى اَبْوَابِ الْخَيْرِ؟ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِيءُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِيءُ الْمَاءُ النَّارَ، وَ صَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ»[ترمذی، كتاب الإيمان، باب ما جاء في حرمة الصلاة : ٢٦١٦۔ ابن ماجه : ٣٩٧٣۔ صحيح]

''کیا میں تمھاری رہنمائی خیر کے دروازوں کی طرف نہ کروں؟ روزہ (یہ گناہوں سے بچاؤ کے لیے) ڈھال ہے، صدقہ، یہ گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے اور آدمی کا رات کے دوران میں نماز (تہجد) پڑھنا۔''

⌘ اور آپ ﷺ نے فرمایا:

« يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ يَقُوْلُ مَنْ يَدْعُوْنِيْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ ؟ مَنْ يَسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهٗ ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَاَغْفِرَلَهٗ ؟» [illegible] والصلاة

www.irepk.com www.ahlulhadeeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

من آخر الليل : ١١٤٥ـ مسلم : ٧٥٨]

”ہر روز جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر تشریف لاتا ہے اور فرماتا ہے: ”ہے کوئی مجھ سے دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ ہے کوئی مجھ سے سوال کرنے والا کہ میں اسے عطا کروں؟ ہے کوئی مجھ سے معافی کا طالب کہ میں اسے معاف کر دوں؟“

⌘ سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ اتنی لمبی نماز تہجد پڑھتے کہ آپ ﷺ کے پاؤں سوج جاتے، آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں، حالانکہ آپ کے تمام گناہ معاف کر دیے گئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟“ [بخاری، كتاب التفسير، باب ﴿ ليغفر لك الله......الخ ﴾ : ٤٨٣٦ـ مسلم : ٢٨١٩/٨٠]

تہجد کے لیے میاں بیوی کا ایک دوسرے کو اٹھانا:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت فرمائے جو رات کو اٹھا، پھر نماز (تہجد) پڑھی اور اپنی بیوی کو نماز کے لیے جگایا، اگر عورت (غلبۂ نیند کے باعث) نہ جاگی تو خاوند نے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے اور اس عورت پر بھی اللہ رحمت فرمائے جو رات کو اٹھی، پھر نماز (تہجد) پڑھی اور اپنے خاوند کو نماز کے لیے جگایا، اگر خاوند (غلبۂ نیند کے باعث) نہ جاگا تو بیوی نے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔“

[أبو داؤد، كتاب التطوع، باب قيام الليل : ١٣٠٨ـ نسائي : ١٦١١ـ ابن ماجه : ١٣٣٦ـ صحيح]

تہجد کا وقت:

⌘ نماز تہجد کا وقت عشاء کے بعد سے اذان فجر تک ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَفْرُغَ

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ...... إِلَى الْفَجْرِ ﴾ [مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ ...... الخ: ۷۳۶/۱۲۲]

"رسول اللہ ﷺ عشاء کے بعد سے (اذان) فجر تک کے درمیانی وقت میں نماز تہجد ادا کیا کرتے تھے۔"

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ......وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ ﴾[بخاری، کتاب التہجد، باب من نام عند السحر : ۱۱۳۱۔ مسلم : ۱۱۵۹/۱۸۹]

"اللہ تعالیٰ کو داؤد علیہ السلام کی نماز سب سے زیادہ پسند ہے...... وہ نصف رات تک آرام کرتے، پھر ایک تہائی رات تک تہجد پڑھتے اور جب رات کا چھٹا حصہ رہ جاتا تو وہ سو جاتے۔"

⌘ رات کا آخری حصہ سب سے افضل ہے۔

⌘ تہجد رات کے پہلے حصہ میں بھی ادا کی جا سکتی ہے۔

⌘ تہجد کے لیے اس سے پہلے سونا شرط نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ أَوَّلَهُ، وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُوْمَ آخِرَهُ فَلْيُوْتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ، وَذٰلِكَ أَفْضَلُ ﴾[مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب من خاف أن ...... الخ : ۱۷۶۷]

"جسے خدشہ ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں اٹھ نہ سکے گا اسے رات کے پہلے حصہ میں نماز وتر پڑھ لینی چاہیے اور جسے آخری حصہ میں اٹھنے کی امید ہو وہ آخری حصہ میں نماز وتر ادا کرے، بلاشبہ آخر رات کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ سب سے افضل ہے۔"

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

تہجد سے پہلے:

⌘ رسول اللہ ﷺ جب تہجد کے لیے اٹھتے تو مندرجہ ذیل کلمات پڑھتے:
«اَللّٰهُ اَكْبَرُ»، «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ»، «سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ»، «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، «اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ»، «لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ»، «اَللّٰهُمَّ اَعُوذُ بِكَ مِنْ ضِيقِ الدُّنْيَا وَضِيقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ» یہ سب کلمات رسول اللہ ﷺ دس دس مرتبہ پڑھتے اور نسائی کی ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ ایک مرتبہ یہ دعا پڑھتے: «اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ» [أبو داوٗد، کتاب الأدب، باب ما یقول إذا أصبح ؟ : ٥٠٨٥ـ نسائی، کتاب قیام اللیل، باب ذکر ما یستفتح به القیام : ١٦١٨ـ صحیح]

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رات کو اٹھے اور یہ کلمات پڑھ کر جو دعا کرے گا وہ پوری ہوگی، نماز پڑھے گا تو قبول ہوگی:
«لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ» [بخاری، کتاب التهجد، باب فضل من تعار من اللیل فصلی : ١١٥٤]

⌘ رسول اللہ ﷺ تہجد کے لیے اٹھتے تو سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات پڑھا کرتے تھے۔ [بخاری، کتاب العمل فی الصلاة، باب استعانة الید فی الصلاة إذا کان من أمر الصلاة : ١١٩٨ـ مسلم: ١٧٨٩]

تہجد کی دعائے استفتاح:

⌘ رسول اللہ ﷺ تہجد کی نماز میں ثنا کی جگہ یہ دعا پڑھتے تھے:
«اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ،

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَ مُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَ اِلَيْكَ اَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، وَ مَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ » [بخاری، کتاب التہجد، باب التہجد باللیل : ۱۱۲۰، ۶۳۱۷۔ مسلم : ۷۶۹]

’’اے اللہ! تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے، زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے (سب کو) تو ہی قائم رکھنے والا ہے، تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے، زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے (سب کی) بادشاہی تیرے لیے ہے، تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے، تو ہی روشن کرنے والا ہے زمین و آسمان کو، تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے، تو ہی بادشاہ ہے زمین و آسمان کا، تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے، تو حق ہے اور (دنیا و آخرت کے متعلق) تیرا وعدہ حق ہے (آخرت میں) تیری ملاقات حق ہے، جنت حق ہے، جہنم حق ہے، تمام انبیاء حق ہیں اور محمد (ﷺ) حق ہیں، قیامت حق ہے، اے اللہ! میں تیرے سامنے جھک گیا، میں صرف تیرے ساتھ ایمان لایا، میں نے صرف تجھی پر بھروسا کیا، میں نے صرف تیری طرف رجوع کیا، صرف تیری ہی مدد سے (دشمنوں سے) جھگڑتا ہوں، میں نے صرف تجھے ہی اپنا حاکم مانا، لہٰذا تو میرے اگلے پچھلے اور ظاہر و پوشیدہ (تمام) گناہ معاف کر دے، تو ہی آگے کرنے والا اور پیچھے کرنے والا ہے، تیرے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں ہے۔‘‘

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

تہجد میں قراءت کے مسائل:

⌘ قراءت کے مسائل ''نماز کا مسنون طریقہ'' کے باب میں ''قراءت کے مسائل'' کے عنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیں، باقی مندرجہ ذیل ہیں:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اَفْضَلُ الصَّلَاةِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ »[مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب أفضل الصلاة طول القنوت : ٧٥٦]

''افضل نماز وہ ہے جس میں قیام طویل ہو۔''

⌘ ایک رات میں پورا قرآن پڑھنا جائز نہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

« لَا اَعْلَمُ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ الْقُرْآنَ كُلَّهٗ فِیْ لَيْلَةٍ »

[مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل ومن......الخ : ٧٤٦]

''میں نہیں جانتی کہ نبی ﷺ نے کبھی ایک رات میں پورا قرآن پڑھا ہو۔''

⌘ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

« اِقْرَاِ الْقُرْآنَ فِیْ كُلِّ شَهْرٍ، قَالَ اِنِّیْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ، فَمَا زَالَ حَتّٰى قَالَ فِیْ ثَلَاثٍ » [بخاری، كتاب الصوم، باب صوم يوم و إفطار يوم : ١٩٧٨]

''ایک ماہ میں ایک قرآن ختم کیا کرو۔'' انھوں نے عرض کی: ''میں اس سے زیادہ پڑھنے کی طاقت رکھتا ہوں۔'' تو آپ ﷺ مسلسل کم کرتے رہے، بالآخر تین دن میں قرآن ختم کرنے کی اجازت دی۔''

⌘ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَاَ الْقُرْآنَ فِیْ اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ » [ترمذی، كتاب القراءات، باب فی كم أقرأ القرآن ؟ : ٢٩٤٩۔ صحيح]

''جس آدمی نے تین دن سے کم دنوں میں قرآن مجید کو ختم کیا، اس نے اسے سمجھا ہی نہیں۔''

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ انفرادی نماز تہجد میں سری قراءت بھی جائز ہے اور جہری بھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((رُبَّمَا اَسَرَّ بِالْقِرَاءَةِ وَرُبَّمَا جَهَرَ)) [ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی القراءۃ باللیل : ٤٤٩۔ ابن ماجہ : ١٣٥٤۔ صحیح]

''رسول اللہ ﷺ تہجد میں کبھی سری قراءت کرتے تھے اور کبھی جہری۔''

⌘ تہجد کی جماعت میں قراءت جہری ہی کرنی چاہیے، جیسا کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ایک رات میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ ﷺ نے سورۂ بقرہ شروع کی، میں نے سوچا کہ سو آیات پر رکوع کریں گے، مگر آپ پڑھتے چلے گئے، میں نے خیال کیا کہ سورۂ بقرہ کو دو رکعات میں تقسیم کر دیں گے، لیکن آپ نے قراءت جاری رکھی تو میں نے سوچا ایک رکعت میں مکمل سورت پڑھیں گے۔''

[مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب تطویل القراءۃ فی صلاۃ اللیل : ٧٧٢]

رکعاتِ تہجد کی تعداد اور پڑھنے کا طریقہ:

⌘ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا:

''رسول اللہ ﷺ کبھی سات، کبھی نو اور کبھی گیارہ رکعات تہجد پڑھتے تھے۔''

[بخاری، کتاب التہجد، باب کیف صلاۃ النبی ﷺ......الخ : ١١٣٩]

⌘ اور اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں:

((مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهِ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً)) [بخاری، کتاب التہجد، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ : ١١٤٧۔ مسلم : ٧٣٨]

''رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں کبھی گیارہ رکعات سے زیادہ نماز نہیں پڑھتے تھے۔''

⌘ رسول اللہ ﷺ کبھی کبھار وتر کے بعد بھی دو رکعات پڑھتے تھے۔ [مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ ...... الخ : ١٢٦/ ٧٣٨]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم نماز تہجد پڑھنے لگو تو شروع میں دو رکعتیں ہلکی پڑھو۔'' [مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ النبی ﷺ و دعاءہ باللیل : ۷٦۸]

⌘ ساری رات تہجد پڑھنا جائز نہیں، بلکہ کچھ وقت سونا بھی چاہیے۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا:

«يَا عَبْدَ اللّٰهِ ! أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ؟ فَقُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ فَلَا تَفْعَلْ، صُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَ إِنَّ لِعَيْنَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَ إِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا» [بخاری، کتاب الصوم، باب حق الجسم فی الصوم : ۱۹۷۵]

''اے عبداللہ! کیا مجھے یہ خبر صحیح ملی ہے کہ تو ہر روز دن کو روزہ رکھتا ہے اور تمام رات تہجد پڑھتا ہے؟'' میں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! ایسا ہی ہے۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا نہ کر، روزہ بھی رکھ اور افطار بھی کر، تہجد پڑھا کر اور سویا بھی کر، بلاشبہ تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے، تیری آنکھوں کا تجھ پر حق ہے، تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے۔''

⌘ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« يَا أَيُّهَا النَّاسُ ! عَلَيْكُمْ مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا، وَ إِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ مَا دُوْوِمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّ »
[مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، باب فضیلۃ العمل الدائم ...... الخ : ۷۸۲۔ بخاری: ٦٤٦٥]

''اے لوگو! اپنی استطاعت کے مطابق اعمال کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ثواب دینے سے اکتاتا نہیں، بلکہ تم اعمال کرتے اکتا جاؤ گے، (سنو!) اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے، اگرچہ تھوڑا ہو۔''

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ، فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ »[بخاری، کتاب التهجد، باب ما يكره من التشديد في العبادة : ١١٥٠ ـ مسلم : ١٨٣١]

''تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ جب تک دل لگے تو نماز پڑھے، جب تھک جائے تو بیٹھ جائے۔''

⌘ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے کبھی ساری رات نماز نہیں پڑھی۔'' [مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه أو مرض : ٧٤٦]

تہجد کی جماعت:

⌘ تہجد کی نماز تنہا پڑھنی چاہیے۔

⌘ تہجد کی جماعت کبھی کبھار جائز ہے۔

⌘ ایک شخص تنہا نماز پڑھ رہا ہو، دوسرا شخص آئے اور وہ پہلے کے ساتھ کھڑا ہو جائے تو پہلا جماعت شروع کرا دے۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''نبی اکرم ﷺ تہجد پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے، میں بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے اٹھا اور جا کر بائیں جانب کھڑا ہو گیا، تو آپ نے مجھے سر سے پکڑ کر اپنے دائیں جانب کر دیا (کیونکہ مقتدی دائیں جانب ہوتا ہے)۔'' [بخاری، كتاب الأذان، باب إذا لم ينو الإمام أن يؤم......الخ : ٦٩٩ ـ مسلم : ٧٦٣]

تہجد کی قضا:

⌘ سیدنا ابو ذر، یا سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

''کسی نے تہجد پڑھنے کی نیت کی، لیکن پھر وہ بھول جاتا ہے یا سو جاتا ہے، تو اس کے لیے نیت کے مطابق ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور نیند اللہ کی طرف سے اس کے لیے صدقہ ہے۔'' [ابن خزيمة : ١٩٧/٢، ح : ١١٧٥ ـ إسناده صحيح]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ، أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ، فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ» [مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل و من نام عنه أو مرض : ٧٤٧]

''جو شخص نیند کی وجہ سے اپنا رات کا وظیفہ یا رات کی کوئی عبادت نہ کر سکے اور وہ اسے فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے، تو اس کے لیے اتنا ہی ثواب لکھ دیا جاتا ہے گویا اس نے وہ رات میں پڑھا۔''

⌘ رسول اللہ ﷺ کی نمازِ تہجد رات کو اگر کسی وجہ سے رہ جاتی تو آپ ﷺ دن کے وقت بارہ رکعات ادا کرتے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ کو جب بھی رات کے وقت جاگ نہ آتی، یا آپ بیمار ہوتے تو دن میں بارہ رکعات پڑھ لیتے۔ [مسلم، كتاب صلوة المسافرين، باب جامع صلوة الليل و من نام عنه أو مرض ١٤١/ ٧٤٦]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

تراویح کا بیان

نمازِ تراویح کا حکم:

⌘ نماز تراویح نفل نماز ہے، فرض اور واجب نہیں ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی ایک رات مسجد میں نماز (تراویح) پڑھی اور لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھی، پھر دوسری رات بھی آپ نے نماز پڑھی، تو مقتدی بہت زیادہ ہو گئے، پھر تیسری یا چوتھی رات لوگ جمع ہوئے لیکن آپ (نماز کے لیے) باہر نہ آئے، صبح کو فرمایا:

((قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ وَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ)) [بخاری، کتاب التهجد، باب تحريض النبي ﷺ على قيام الليل والنوافل من غير إيجاب: ١١٢٩ـ مسلم: ٧٦١]

''میں نے دیکھا جو تم نے کیا اور میں محض اس ڈر سے باہر نہیں آیا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے۔''

⌘ بعض لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ جس نے تراویح نہ پڑھی اس کا روزہ نہیں ہوگا اور جس نے تراویح پڑھ لی اس پر روزہ رکھنا ضروری ہو جاتا ہے، اگرچہ شریعت نے (مرض، سفر یا نابالغ ہونے کی وجہ سے) اسے چھوٹ ہی دی ہو، نتیجتاً جن لوگوں نے روزہ نہیں رکھنا ہوتا وہ تراویح بھی نہیں پڑھتے۔ یہ دونوں باتیں بالکل غلط اور جہالت کا نتیجہ ہیں۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

تراویح کی فضیلت:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))[بخاری، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان : ۲۰۰۹۔ مسلم : ۷۵۹]

''جس نے رمضان میں ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کیا (نماز تراویح پڑھی) اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

تراویح کی جماعت:

تراویح نفل ہے، تنہا اور باجماعت دونوں طرح جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تین دن تراویح کی جماعت کروائی، پھر اس خوف سے چھوڑ دی کہ کہیں فرض نہ ہو جائے، جیسا کہ اوپر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں مذکور ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے ابتدائی دور تک یہی طریقہ کار رہا، ایک دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رات کو مسجد گئے تو دیکھا کہ لوگ اکیلے اکیلے اور کہیں دو چار آدمی مل کر جماعت کرا رہے ہیں، تو فرمانے لگے: ''اگر میں انھیں ایک امام پر جمع کر دوں تو اچھا ہوگا۔'' پھر اسی پروگرام کے تحت انھوں نے سب کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں جمع کر دیا۔ [بخاری، کتاب صلوۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان : ۲۰۰۹، ۲۰۱۰۔ مسلم : ۷۵۹/۱۷۴]

بعض علماء کا کہنا ہے کہ نماز تراویح تنہا ادا کرنے کی نسبت باجماعت ادا کرنا افضل ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے محض فرض ہو جانے کے خوف سے جماعت ترک کی اور پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جماعت کا اہتمام کروایا اور آپ ﷺ کا فرمان بھی ہے:

''جو شخص امام کے ساتھ قیام (رمضان) کرتا ہے اس کے لیے پوری رات کا قیام لکھ دیا جاتا ہے۔'' [أبو داوٗد، کتاب شهر رمضان، باب فی قيام شهر رمضان : ۱۳۷۵۔ ابن حبان : ۲۵۴۷۔ مسند أحمد : ۱۵۹/۵، ۱۶۰، ح ۲۱۴۷۶۔ صحیح]

بعض علماء کا کہنا ہے کہ نماز تراویح گھر میں ادا کرنا افضل ہے، کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نے تین راتیں نماز تراویح پڑھائی اور اگلی رات نہ پڑھائی تو فرمایا: ''مجھے تم لوگوں کا (نماز کے لیے) جمع ہونا معلوم ہے، لیکن اے میرے صحابہ! تم اپنے گھروں میں نماز ادا کرو، کیونکہ آدمی کی نماز سوائے فرض نماز کے، گھر میں افضل ہے۔'' [بخاری، کتاب الأذان، باب صلوة الليل : ٧٣١]

لہٰذا اگر اضافی کام، یعنی جماعت اور سماعِ قرآن وغیرہ کا انتظام صرف مسجد میں ہو، گھر میں کوئی اہتمام نہ کر سکے تو ان کاموں کی وجہ سے مسجد میں قیام افضل ہوگا۔

تراویح کی رکعات:

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ آٹھ رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے، ان میں سے کسی نے بھی نماز تراویح آٹھ رکعات سے زیادہ کبھی نہیں پڑھی۔ بعض لوگوں نے اس مسئلہ کو بھی اختلافی بنادیا ہے، حالانکہ یہ مسئلہ احادیث میں بالکل واضح ہے۔ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

پہلی حدیث:

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ''رسول اللہ ﷺ کی رمضان میں نماز کیسے ہوتی تھی؟'' تو انھوں نے فرمایا: ''آپ ﷺ رمضان اور اس کے علاوہ دنوں میں (تراویح اور وتروں سمیت) گیارہ رکعات سے زیادہ کبھی نہیں پڑھتے تھے۔'' [بخاری، کتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان : ٢٠١٣، ١١٤٧۔ مسلم : ٧٣٨]

ایک اشکال اور اس کا ازالہ:

یہ حدیث بالکل واضح ہے، بیس رکعات تراویح کے قائلین کے لیے اس کا انکار مشکل تھا، لہٰذا انھوں نے ایک اشکال پیدا کر دیا کہ اس حدیث میں رمضان اور غیر رمضان میں برابر پڑھی جانے والی نماز کا ذکر ہے اور وہ تہجد ہے، لہٰذا اس حدیث میں تہجد کی رکعات بتلائی گئی ہیں، تراویح کی نہیں۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

اس کا جواب اسی حدیث میں موجود ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ ابوسلمہ رحمہ اللہ نے رمضان میں پڑھی جانے والی نماز کے متعلق سوال پوچھا تھا اور وہ تراویح کی نماز ہے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی جواب اسی کے متعلق دیا، لیکن ساتھ علم کے لیے ایک اضافی بات بتا دی کہ رمضان کے علاوہ بھی آپ ﷺ کا یہی معمول تھا۔ دوسری بات یہ کہ قرآن وسنت میں رات کی نماز کے مختلف صفاتی نام لیے گئے ہیں، مثلاً تہجد، صلاۃ اللیل، قیام اللیل اور (رمضان میں پڑھنے کی وجہ سے) قیام رمضان وغیرہ، اسی طرح تراویح نماز تہجد ہی کا ایک نام ہے، یہ نام بعد میں پڑا، قرآن وحدیث میں کہیں مذکور نہیں۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عام دنوں کی نسبت رمضان میں اس کے کثرت ثواب کی وجہ سے قیام اللیل کا زیادہ اہتمام کرتے تھے، اس سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی اور انھوں نے تراویح کو ایک الگ اور مستقل نماز سمجھ لیا۔ جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ تراویح اور تہجد ایک ہی نماز کے دو نام ہیں، اس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

① اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے کپڑے میں لپٹنے والے! رات کو قیام کیجیے مگر تھوڑا، رات کا نصف حصہ، یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ کیجیے۔“ [المزمل : ۱ تا ٤]

ان آیات میں رسول اللہ ﷺ کو قیام اللیل کا حکم دیا گیا ہے، اس میں سال کی تمام راتیں شامل ہیں، خواہ رمضان ہو یا غیر رمضان اور یہ بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں ایک ہی نماز پڑھتے تھے، رمضان کی راتوں میں آپ ﷺ تراویح کے علاوہ کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ دیوبندی عالم انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں: ”جن راتوں میں رسول اللہ ﷺ نے نماز تراویح پڑھائی ان راتوں میں تہجد کی نماز نہیں پڑھی۔“
[فیض الباری : ۲/ ٤۲۰۔ عرف الشذی : ۳۲۹]

② رسول اللہ ﷺ نے تراویح کو صلاۃ اللیل اور قیام اللیل کا نام دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں تین دن تراویح کی جماعت کروائی، لیکن چوتھی رات باہر نہ نکلے، پھر وجہ بتاتے ہوئے فرمایا:

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

« اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تُکْتَبَ عَلَیْکُمْ صَلَاۃُ اللَّیْلِ »[بخاری، کتاب الأذان، باب إذا کان بین الإمام وبین القوم حائط أو سترۃ : ۷۲۹۔ مسلم : ۱۷۸/ ۷۶۱]

”مجھے ڈر پیدا ہوا کہ کہیں صلاۃ اللیل تم پر فرض نہ کر دی جائے۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

« یَا عَبْدَ اللّٰہِ ! لَا تَکُنْ مِثْلَ فُلَانٍ، کَانَ یَقُوْمُ مِنَ اللَّیْلِ فَتَرَکَ قِیَامَ اللَّیْلِ »

[بخاری، کتاب التہجد، باب ما یکرہ من ترک قیام اللیل لمن کان یقومہ : ۱۱۵۲۔ مسلم : ۱۸۵/ ۱۱۵۹]

”اے عبداللہ! فلاں آدمی کی طرح نہ ہونا کہ جو قیام اللیل کرتا تھا، پھر چھوڑ دیا۔“

③ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رمضان کی تیئیسویں کو تہائی رات تک قیام کرایا اور پچیسویں کو آدھی رات تک اور ستائیسویں کو اس وقت تک تراویح پڑھائی کہ سحری فوت ہونے کا ڈر پیدا ہو گیا۔“ [أبو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی قیام شهر رمضان: ۱۳۷۵۔ ترمذی : ۸۰۶۔ نسائی: ۱۳۶۵۔ ابن ماجہ: ۱۳۲۷۔ صحیح]
رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز کو عشاء کے بعد سے صبح سحری تک پڑھایا، لہٰذا ثابت ہوا کہ عشاء کے بعد سے آخر رات تک ایک ہی نماز ہے۔

④ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اول رات تراویح پڑھتے دیکھا تو فرمایا: ”رات کا وہ حصہ جس میں لوگ سو جاتے ہیں (یعنی رات کا آخری حصہ) وہ بہتر ہے رات کے اس حصے سے جس میں قیام کرتے ہیں (یعنی رات کا ابتدائی حصہ)۔“ [بخاری، کتاب صلوۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان : ۲۰۱۰]

⑤ دیوبندی عالم انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں: ”عام طور پر (حنفی) علماء یہ کہتے ہیں کہ تراویح اور صلاۃ اللیل (تہجد) دو مختلف قسم کی نمازیں ہیں۔ لیکن میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ یہ دونوں نمازیں ایک ہیں...... صفات کے اختلاف کو نوعی اختلاف کی دلیل بنانا میرے نزدیک درست نہیں۔ حقیقت میں یہ دونوں نمازیں ایک ہی ہیں۔ اول شب میں پڑھنے

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

کی وجہ سے اس کا نام تراویح ہوا اور آخری شب میں ادا کرنے کی وجہ سے اس کا نام تہجد ہوا اور جب ان دونوں کے اوصاف میں کچھ اختلاف بھی ہے تو اس لحاظ سے اگر اس کے دو نام ہوں تو کیا تعجب ہے؟ ہاں! ان دونوں نمازوں کا متغائر النوع ہونا اس وقت ثابت ہوگا جب یہ ثابت ہو جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے تراویح کے ساتھ ساتھ نماز تہجد بھی ادا فرمائی (جبکہ یہ کہیں ثابت نہیں)۔'' [فیض الباری : ۲/ ۴۲۰]

⑥ دیوبندی عالم رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں: ''اہل علم پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ قیام رمضان (تراویح) اور قیام اللیل (تہجد) فی الواقع دونوں ایک ہی نماز ہیں کہ جو رمضان میں مسلمانوں کی آسانی کے لیے اول شب میں مقرر کر دی گئی ہے، مگر اب بھی عزیمت اسی میں ہے کہ آخر شب میں ادا کی جائے۔'' [لطائف قاسمیہ : ۱۳-۱۷۔ مکتوب سوم]

⑦ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد امام محمد رحمہ اللہ نے مذکورہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو ''موطا امام محمد'' میں ''باب قیام شهر رمضان'' کے تحت ذکر کیا ہے۔

⑧ دیوبندی عالم ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ فتح القدیر شرح ہدایہ (۲۰۵/۱) میں لکھتے ہیں:

"اَنَّهُ مُخَالِفٌ لِلْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا"

''بیس رکعت والی روایت اس صحیح حدیث کے خلاف ہے، جس میں ہے کہ ابو سلمہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا۔''

لہٰذا ثابت ہوا کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں مذکور نماز سے مراد نماز تراویح ہی ہے اور علمائے احناف بھی اسے تسلیم کرتے ہیں اور اس میں بیان کردہ رکعات نماز تراویح ہی کی ہیں۔

دوسری حدیث:

سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوری زندگی میں تین راتیں تراویح کی جماعت کروائی، ان تین راتوں کا واقعہ بیان کرتے ہوئے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ماہ رمضان میں آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے۔'' [ابن حبان : ۲۴۰۹۔ ابن خزیمة : ۱/ ۴۵۳، ح : ۱۰۷۰۔ مسند أبي یعلی : ۱۸۰۲۔ المعجم الصغیر للطبرانی : ۵۲۵]

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی ''صحیح'' میں بیان کیا ہے، جو ان کے نزدیک صحیح ہونے کی علامت ہے اور ابن حجر نے اس حدیث کو ''فتح الباری'' میں بیان کر کے سکوت فرمایا ہے اور احناف کا یہ اصول ہے کہ ابن حجر کا سکوت فرمانا اس حدیث کے حسن ہونے کی علامت ہے۔ [دیکھیے اعلاء السنن کا مقدمہ]

ان کے علاوہ امام الذہبی نے اس کی سند کو بہترین، جبکہ الاعظمی اور الالبانی نے اسے حسن کہا ہے۔ حنفی علماء میں سے علامہ عینی حنفی نے ''عمدۃ القاری (۳/ ۵۹۷)'' میں، علامہ زیلعی حنفی نے ''نصب الرایہ (۱/ ۲۹۳)'' میں، ملا علی قاری حنفی نے ''مرقاۃ'' میں، علامہ ابن ہمام حنفی نے ''فتح القدیر'' میں اور علامہ عبدالحی حنفی لکھنوی نے ''تعلیق الممجد'' میں بیان کیا اور اسے قابل عمل قرار دیا ہے۔

تیسری حدیث:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہی فرماتے ہیں: ''سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور عرض کی: ''اللہ کے رسول! آج رات (یعنی رمضان کی رات) مجھ سے ایک کام سرزد ہو گیا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابی! کون سا کام؟'' عرض کرنے لگے: ''میرے گھر کی خواتین نے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھ سکتیں، لہٰذا ہم آپ کے ساتھ تراویح پڑھیں گی، تو میں نے انھیں آٹھ رکعات (تراویح) اور وتر پڑھائے۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''گویا رسول اللہ ﷺ نے اسے پسند کیا اور کچھ نہیں کہا۔'' [مسند أبي یعلی : ۱۸۰۱، والنسخة الأخری : ۲/ ۱۹۷، ۱۹۸، ح : ۱۷۹۵۔ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے]

چوتھی حدیث:

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعات تراویح پڑھایا کریں۔'' [موطأ إمام مالك، كتاب الصلوة في رمضان، باب ما جاء في قيام رمضان : ٤۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي : ٤٩٦/٢، ح : ٤٦١٦۔ مصنف ابن أبي شيبة : ١٦٤/٢، ح : ٧٦٧٠۔ شرح معاني الآثار للطحاوي : ١٦١٠]

یہ حدیث اس قدر صحیح ہے کہ میرے علم کے مطابق اس حدیث پر کسی نے کلام نہیں کیا۔

ان احادیث مبارکہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ نے جو نماز تراویح پڑھی ہے اس کی تعداد صرف اور صرف گیارہ رکعات ہے، اس سے زیادہ ہرگز نہیں۔

بیس رکعات تراویح کے دلائل اور ان کی حیثیت:

آٹھ رکعات تراویح کے دلائل کے بعد ہم بیس رکعات تراویح کے قائلین کے دلائل پیش کرتے ہیں اور ان کی اسنادی حیثیت پیش کرتے ہیں، تاکہ قارئین کرام کو فیصلہ کرنے میں آسانی رہے۔ بیس رکعات تراویح کے قائلین کے دلائل تین طرح کے ہیں، یعنی حدیث نبوی ﷺ، صحابہ وتابعین کے آثار اور اجماع امت اور یہ مندرجہ ذیل ہیں۔

① حدیث نبوی:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ)) [مصنف ابن أبي شيبة : ١٦٦/٢، ح : ٧٦٩١۔ طبراني كبير، عن مقسم عن ابن عباس : ١٢١٠٢۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي : ٤٩٦/٢، ح : ٤٦١٥ و قال الإمام البيهقي "تفرد به أبو شيبة إبراهيم بن عثمان العبسي الكوفي وهو ضعيف"]

''بے شک رسول اللہ ﷺ رمضان میں بیس رکعات تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔''

اس مرفوع حدیث کی سند پر اگر مفصل بحث ہو اور اس پر محدثین کرام کے اقوال کو پیش کیا جائے تو بات طویل ہو جائے گی، لہٰذا میں اس کے بارے میں صرف حنفی محققین کے اقوال پیش خدمت کرتا ہوں۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

① علامہ زیلعی حنفی لکھتے ہیں: ''یہ روایت امام ابوبکر بن ابی شیبہ کے دادا ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان کی وجہ سے معلول (علت والی) ہے، کیونکہ اس کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے اور ابن عدی نے ''الکامل'' میں اسے لین (کمزور) قرار دیا ہے۔ پھر یہ روایت اس صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے (جس میں ہے کہ ابوسلمہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا اور اسے ہم نے آٹھ رکعات کی پہلی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے)۔'' [نصب الرایہ شرح الھدایہ]

② ابن الہمام حنفی نے فتح القدیر شرح الہدایہ میں یہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: ''یہ روایت ابوشیبہ کی وجہ سے ضعیف ہے، تمام محدثین اس کے ضعف پر متفق ہیں اور پھر یہ ایک صحیح حدیث (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا) کی مخالف بھی ہے۔''

③ علامہ عینی حنفی نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے: ''امام ابن ابی شیبہ کے دادا قاضی واسط ابوشیبہ کی امام شعبہ نے تکذیب کی ہے اور امام احمد، ابن معین، بخاری اور نسائی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور امام ابن عدی نے اس کی بیان کردہ اس روایت کو اس کی مناکیر میں سے قرار دیا ہے۔''

④ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

" لَمْ يَثْبُتْ رِوَايَةُ عِشْرِيْنَ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا هُوَ الْمُتَعَارِفُ اِلَّا فِيْ رِوَايَةِ ابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ وَهُوَ ضَعِيْفٌ وَقَدْ عَارَضَهُ حَدِيْثُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَهُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ " [فتح سر المنان]

''جو بیس تراویح مشہور و معروف ہیں رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں اور جو ابن ابی شیبہ میں بیس رکعات والی روایت ہے وہ ضعیف ہے اور یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح حدیث کے بھی مخالف ہے۔''

ان کے علاوہ مذکورہ روایت کو علامہ عبدالحیٔ لکھنوی، انور شاہ کشمیری اور محمد زکریا کاندھلوی جیسے علمائے احناف نے بھی ضعیف قرار دیا ہے۔ [نماز تراویح : ۳۶، ۳۷]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

علمائے احناف کے مندرجہ بالا بیانات سے واضح ہوگیا کہ مذکورہ روایت سخت ضعیف اور استدلال کے لائق نہیں ہے۔

اس کے علاوہ سنن ابی داؤد کی ایک روایت پیش کی جاتی ہے:

«اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّيْ لَهُمْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً، وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ اِلَّا فِي النِّصْفِ الْبَاقِيْ، فَإِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ تَخَلَّفَ فَصَلّٰى فِيْ بَيْتِهٖ، فَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اُبَيٌّ اَبَقَ» [أبو داود، كتاب الصلاة، باب القنوت في الوتر: ١٤٢٩]

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر جمع کیا اور وہ لوگوں کو بیس راتیں تراویح پڑھاتے تھے اور دعائے قنوت صرف نصف اخیر میں کرتے تھے اور جب آخری عشرہ شروع ہوتا تو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ امامت چھوڑ کر گھر میں نماز پڑھتے اور لوگ کہتے کہ ابی (رضی اللہ عنہ) بھاگ گئے ہیں۔''

اس روایت میں محل استشہاد یہ ہے کہ بعض نسخوں میں '' عِشْرِيْنَ لَيْلَةً '' کی جگہ ''عِشْرِيْنَ رَكْعَةً'' ہے۔ جیسے جامع المسانید والسنن (۱/۵۵) اور سیر اعلام النبلاء (۱/۴۰۰، ۴۰۱) میں ''عِشْرِيْنَ رَكْعَةً'' ہے۔ لیکن یہ روایت قابل عمل نہیں ہے۔ اس میں انقطاع ہے، کیونکہ حسن بن ابی الحسن البصری نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہی نہیں پایا۔ [جامع المسانيد والسنن: ١٨/ ٤٨]

② صحابہ وتابعین کے آثار:

مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ نے اپنی کتاب ''نماز تراویح'' میں بیس رکعات تراویح والوں کے دلائل کے طور پر صحابہ وتابعین کے دس (۱۰) آثار تحریر کیے ہیں اور ہر ایک کی اسنادی حیثیت بھی واضح کی ہے اور آخر پر سب کی مجموعی حیثیت بیان فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''انفرادی حیثیت سے تو بیس تراویح سے متعلقہ تمام آثار کی حالت ذکر کی جاچکی ہے کہ وہ ضعیف اور ناقابل حجت واستدلال ہیں، جبکہ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی حدیث یا اثر ایک سند

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

سے تو ضعیف ہو لیکن اس کی بعض دیگر اسناد یا طرق ایسے بھی ہوں جن سے اس کی سند میں پایا جانے والا ضعف زائل ہو سکتا ہو، یا ضعف کا سبب ختم ہو سکتا ہو تو پھر ان احادیث یا آثار کی مجموعی حیثیت باہم مل کر تقویت اختیار کر جاتی ہے، لیکن بیس تراویح سے متعلقہ آثار باہم تقویت کی افادیت سے بھی عاری ہیں۔ چنانچہ علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ، جو دور حاضر میں بلاشبہ فن حدیث کے صف اول کے ماہر ہیں، وہ اپنی کتاب " صلوة التراويح " میں زیر عنوان: " هٰذِهِ الرِّوَايَاتُ لَا يُقَوِّيْ بَعْضُهَا بَعْضًا " لکھتے ہیں: ''(سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے، یا ان کے عہد خلافت سے متعلقہ) سابقہ روایات اپنی کثرت کے باوجود ایک دوسرے سے مل کر بھی تقویت اختیار نہیں کرتیں'' پھر آگے تفصیل سے وجوہات بیان کی ہیں۔'' [نماز تراویح : ٦٦، ٦٧]

③ اجماع امت:

بعض علماء کے حوالے سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بیس رکعات پر اجماع امت ہو چکا ہے۔ صحیح حدیث کے مقابلے میں اجماع ہو ہی نہیں سکتا۔ اجماع کا اصول ہی یہ ہے کہ جہاں کتاب وسنت سے کوئی دلیل نہ ملے وہاں اجماع کیا جاتا ہے، جبکہ تراویح کی تعداد کے متعلق صحیح احادیث موجود ہیں، جیسا کہ ہم نے ذکر کی ہیں۔

حافظ ابن حجر، علامہ عینی، امام شوکانی اور علامہ عبد الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ نے اپنی اپنی کتابوں میں عہد خلافت راشدہ کے بعد والے مختلف لوگوں سے پندرہ مختلف اعداد پر عمل کرنا ثابت کیا ہے۔ اگر علمائے امت کا مختلف پندرہ اعداد پر عمل ہوتا رہا ہے تو اجماع کہاں اور کب ہوا؟

رکعاتِ تراویح کی تعداد علمائے احناف کی نظر میں:

① علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اگر آپ سوال کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز تراویح تین راتوں میں پڑھائی تھی اس میں تعداد کا ذکر نہیں تو میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نے ہمیں رمضان میں وتر کے علاوہ آٹھ تراویح پڑھائی تھیں۔" [عمدة القاری : ٥٩٧/٣]

② امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد امام محمد رحمہ اللہ نے مذکورہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو موطأ امام محمد میں" باب قیام شهر رمضان" کے تحت ذکر کیا ہے اور اس کے آخر پر فرمایا: "ہمارا ان تمام احادیث پر عمل ہے۔"

اس پر مستزاد یہ کہ بیس رکعات کا ذکر تک نہیں کیا اور مولانا عبد الحیٔ حنفی لکھنوی نے "تعلیق الممجد شرح موطأ امام محمد" میں اس حدیث کے بارے میں فرمایا:

"یہ حدیث بہت صحیح ہے۔"

③ امام ابن ہمام حنفی فرماتے ہیں: "ان تمام (دلائل) کا خلاصہ یہ ہے کہ رمضان کا قیام (تراویح) سنت ہے، جو وتر سمیت گیارہ رکعات با جماعت رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے۔" [فتح القدير شرح الهدايه]

④ علامہ ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں: "دراصل تراویح جو رسول اللہ ﷺ نے پڑھی، وہ (وتروں سمیت) گیارہ رکعات ہی ثابت ہے۔" [مرقاة شرح مشكوة : ١٧٥/٢]

⑤ علامہ عبد الحیٔ حنفی لکھنوی نے اپنی تین کتابوں میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے حوالے سے آٹھ رکعات تراویح ہی کو سنت قرار دیا ہے۔ [التعليق الممجد على موطأ إمام محمد : ١٣٨۔ عمدة الرعاية على شرح الوقاية : ٢٠٧/١۔ تحفة الأخيار : ٢٨۔ حاشية هداية : ١٥١/١]

⑥ محمد زکریا کاندھلوی (فضائل اعمال کے مصنف) نے لکھا ہے: "محدثین کے اصول کے مطابق بیس رکعات تراویح کی تعداد نبی ﷺ سے ثابت نہیں۔" [أوجز المسالك شرح موطأ إمام مالك : ٣٩٠/١]

⑦ علامہ انور شاہ کشمیری اپنی تین کتابوں میں آٹھ رکعات تراویح کو سنت قرار دیتے ہیں، بلکہ بیس رکعات والی روایت کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "یہ بات تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے آٹھ رکعات تراویح پڑھی ہے۔" [العرف الشذی : ٣٠٩۔ فیض الباری : ٤٢٠/١۔ کشف الستر : ٢٧]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⑧ بانی دار العلوم دیوبند محمد قاسم نانوتوی نے لکھا ہے: ''جیسا کہ آج کل بیس رکعات تراویح کو سنت بتایا جا رہا ہے، یہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں ان کے حکم کے بموجب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر عمل رہا، جیسا کہ بخاری شریف میں موجود ہے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے حال سے خوب واقف تھیں۔'' [فتح سر المنان فی تائید مذهب النعمان : ٣٢٧۔ الحق الصریح للقاسمی]

⑨ علامہ نجم الدین نے لکھا ہے: ''ہمارے مشائخ کے اصول کے مطابق آٹھ رکعات تراویح سنت ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ سے وتر سمیت گیارہ رکعات تراویح ہی ثابت ہے۔'' [بحر الرائق : ٧٢/٢]

⑩⑪⑫ علامہ طحطاوی ''حاشیہ در المختار (۲۹۵/۱)'' میں، ابو السعود ''شرح کنز الدقائق (۲۶۵)'' میں اور مولانا محمد حسن نانوتوی حاشیہ کنز الدقائق میں لکھتے ہیں: ''نبی اکرم ﷺ نے بیس تراویح نہیں پڑھیں، بلکہ آٹھ رکعات پڑھی ہیں۔''

⑬ شیخ عبدالحق دہلوی نے تین کتابوں میں لکھا ہے: ''صحیح یہی ہے کہ نبی ﷺ نے گیارہ رکعات تراویح پڑھی ہیں، جیسا کہ قیام اللیل میں ان کی عادت مبارکہ تھی۔'' [ما ثبت بالسنة : ٢٩٢۔ مدارج النبوة : ٤٦٥/١۔ نفحات رشید بحواله مسلك الختام: ٢٨٩/١]

⑭ احمد علی سہارنپوری نے لکھا: ''صحیح حدیث کی رو سے وتر سمیت نماز تراویح کی صرف گیارہ رکعات ہی ثابت ہیں۔'' [عین الهدایه : ٥٦٢۔ حاشیه بخاری شریف : ١٥٤/١]

⑮ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ کے عمل سے (تراویح کی) گیارہ رکعات ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔'' [مصفی شرح موطأ مع مسوی : ١٧٧/١]

تراویح کے مسائل:

⌘ جب یہ ثابت ہو گیا کہ تراویح اور تہجد ایک ہی نماز ہے، تو تراویح کے مسائل وہی ہیں جو تہجد کے ضمن میں بیان ہوئے ہیں۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نمازِ وتر کا بیان

اس نماز کو وتر اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ ہمیشہ طاق ہوتی ہے، یہ قیام اللیل کا حصہ ہے اوراس کے آخر پر پڑھی جاتی ہے، اسی نسبت سے قیام اللیل کو بھی وتر کہا جاتا ہے۔

نماز وتر کی اہمیت:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اَلْوِتْرُ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ »[أبو داؤد، كتاب الوتر، باب كم الوتر ؟ : ١٤٢٢ـ نسائى : ١٧١١ـ ابن ماجه : ١١٩٠ـ صحيح]

’’وتر ادا کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔‘‘

⌘ اور آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ اَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ، وَهِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ، وَهِيَ الْوِتْرُ »[أبو داؤد، كتاب الصلاة، باب استحباب الوتر : ١٤١٨ـ ترمذى : ٤٥٢ـ ابن ماجه : ١١٦٨ـ صحيح]

’’اللہ تعالیٰ نے (نیکیاں حاصل کرنے میں) ایک نماز کے ذریعے تمھاری مدد فرمائی ہے، وہ نماز تمھارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے اور وہ نماز وتر ہے۔‘‘

⌘ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« اَلْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَهَيْئَةِ الْمَكْتُوبَةِ، لٰكِنَّهُ سُنَّةٌ سَنَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »[نسائى، كتاب قيام الليل، باب الأمر بالوتر : ١٦٧٧ـ

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

ابن ماجه : ١١٦٩ـ صحيح]

''وتر فرض نماز کی طرح لازمی نہیں ہے، بلکہ یہ سنت ہے، جسے رسول اللہ ﷺ نے مقرر کیا ہے۔''

⌘ وتر سفر و حضر ہر دو حال میں پڑھنے چاہئیں۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''نبی ﷺ سفر میں نفل نماز سواری پر پڑھتے تھے،اسی طرف کو جدھر سواری کا رخ ہوتا، (رکوع و سجود) اشارہ سے کرتے تھے،لیکن فرض نماز سواری پر نہیں پڑھتے تھے، وتر بھی سواری پر پڑھتے تھے۔'' [بخاري، كتاب الوتر، باب الوتر في السفر : ١٠٠٠ـ مسلم : ٣٩/ ٧٠٠]

نماز وتر کی فضیلت:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ)) [ترمذى، كتاب الصلاة، باب ما جاء أن الوتر ليس بحتم : ٤٥٣ـ أبوداؤد : ١٤١٦ـ صحيح]

''اللہ تعالیٰ وتر (اکیلا) ہے اور نماز وتر کو پسند فرماتا ہے۔''

نماز وتر کا وقت:

⌘ وتر قیام اللیل کا حصہ ہے، نماز عشاء کا حصہ نہیں ہے، جیسا کہ ہمارے ہاں سمجھا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْوِتْرُ جَعَلَهُ اللّٰهُ لَكُمْ فِيْمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ اِلٰى اَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ)) [ترمذى، كتاب الوتر، باب ما جاء فى فضل الوتر : ٤٥٢ـ أبوداؤد : ١٤١٨ـ صحيح]

''اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے نماز وتر کا وقت نماز عشاء سے طلوع فجر تک مقرر کیا ہے۔''

⌘ وتر عشاء کے بعد سے فجر تک کسی وقت بھی ادا کیے جا سکتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

« كُلَّ اللَّيْلِ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَهٰى وِتْرُهُ اِلَى السَّحَرِ » [بخاري، كتاب الوتر، باب ساعات الوتر : ٩٩٦ـ مسلم : ٧٤٥]

''رسول ﷺ نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھے ہیں اور اخیر میں آپ کا وتر پڑھنا صبح کے قریب پہنچا۔''

✱ تہجد نہ بھی ادا کرنی ہو تو بھی وتر پڑھنے چاہییں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''نبی اکرم ﷺ تہجد پڑھتے اور میں بستر پر آپ کے سامنے سوئی ہوتی، جب آپ وتر کا ارادہ کرتے تو مجھے جگا دیتے تو میں بھی وتر پڑھتی۔'' [بخاری، کتاب الوتر، باب إيقاظ النبي ﷺ أهله بالوتر : ٩٩٧ـ مسلم : ٥١٢/٢٦٨]

✱ نماز وتر کا افضل وقت رات کا آخری پہر ہے، لیکن آخری پہر بیدار نہ ہونے والے کو سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی اجازت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ خَافَ اَنْ لَا يَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ اَوَّلَهُ [ثُمَّ لْيَرْقُدْ] وَ مَنْ طَمِعَ اَنْ يَقُوْمَ آخِرَهُ، فَلْيُوْتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ فَاِنَّ صَلَاةَ آخِرَ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ، وَذٰلِكَ اَفْضَلُ »[مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب من خاف أن لا يقوم ...... الخ : ٧٥٥، ١٦٣/ ٧٥٥]

''جسے رات کے آخری حصہ میں بیدار ہونے کی امید نہ ہو، وہ پہلے حصہ میں وتر پڑھ کر سو جائے اور جسے لالچ ہو کہ وہ رات کے آخری حصہ میں قیام کرے تو وہ رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھے، کیونکہ رات کے آخری حصے کی نماز میں (فرشتے) حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔''

✱ تہجد پڑھنے والے کو سب سے آخر میں وتر پڑھنے چاہییں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِجْعَلُوْا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا » [بخاری، کتاب الوتر، باب ليجعل آخر صلاته وترًا : ٩٩٨ـ مسلم : ٧٥١/١٥١]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

''نماز تہجد کے آخر پر وتر پڑھو۔''

✱ کسی مجبوری کی وجہ سے وتر رہ جائیں تو نماز فجر سے پہلے وتر پڑھے جا سکتے ہیں۔ محمد بن المنتشر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: ''کیا اذان کے بعد وتر پڑھنا جائز ہے؟'' تو انھوں نے فرمایا: ''ہاں! اور اقامت کے بعد بھی (یعنی جماعت کے بعد، کیونکہ اقامت کے بعد نماز جائز نہیں)۔'' [نسائی، کتاب قیام اللیل، باب الوتر بعد الأذان : ١٦٨٦۔ صحیح]

وتر کے بعد نماز:

✱ کوئی شخص رات کو وتر پڑھ کر سو گیا، پھر اسے صبح تہجد کے وقت جاگ آ گئی تو وہ دو رکعت نماز پڑھ سکتا ہے، کیونکہ وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر نماز پڑھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نو رکعات (وتر سمیت) پڑھتے تھے...... پھر سلام پھیرنے کے بعد دو رکعات بیٹھ کر ادا کرتے تھے۔'' [مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب جامع صلاۃ اللیل ومن...... الخ : ٧٤٦]

✱ وتر کے بعد نماز جائز ہے، لیکن اس کے بعد دوبارہ وتر پڑھنا جائز نہیں۔ قیس بن طلق فرماتے ہیں: ''رمضان میں ایک دن سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ ملنے کے لیے ہمارے پاس تشریف لائے اور افطاری ہمارے ساتھ کی، پھر ہمیں رات کو تراویح اور وتر پڑھائے، پھر مسجد کی طرف گئے اور اپنے ساتھیوں کو بھی تراویح پڑھائی، جب وتر باقی رہ گیا تو دوسرے آدمی کو آگے کرتے ہوئے فرمایا: ''اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھاؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں۔'' [أبو داؤد، کتاب الوتر، باب فی نقض الوتر : ١٤٣٩۔ نسائی : ١٦٨٠۔ ترمذی : ٤٧٠۔ صحیح]
اس روایت میں اگرچہ وتر کے بعد دو رکعتوں سے زیادہ نماز پڑھنے کا جواز ہے، لیکن یہ روایت موقوف ہے، رسول اللہ ﷺ سے دو رکعت پڑھنا ہی ثابت ہے، اس لیے دو رکعت پر اکتفا کرنے ہی میں خیر ہے۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

رکعاتِ وتر کی تعداد:

- نماز وتر کی مختلف رکعات صحیح احادیث سے ثابت ہیں، یعنی ایک رکعت، تین رکعات، پانچ رکعات، سات رکعات اور نو رکعات۔ انھیں پڑھنے کا طریقہ درج ذیل ہے۔

ایک رکعت پڑھنے کا طریقہ:

- ایک رکعت وتر کا طریقہ یہ ہے کہ ایک رکعت پڑھیں اور سلام پھیر دیں۔
- بعض لوگ ایک رکعت وتر کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، جبکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی نے رات کی نماز کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيَ اَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوْتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى» [بخاری، کتاب الوتر، باب ما جاء فی الوتر: ۹۹۰]

”رات کی نماز دو دو رکعت ہے، پھر جب کوئی صبح ہو جانے سے ڈرے تو وہ ایک رکعت پڑھ لے، وہ ایک رکعت اس کی ساری نماز کو طاق بنا دے گی۔“

بعض لوگ ایک عجب اعتراض کرتے ہیں کہ نبی ﷺ تو تہجد کے ساتھ ایک وتر پڑھتے تھے، تہجد کے بغیر ایک وتر ثابت کرو، تو سیدنا ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد صرف ایک رکعت وتر پڑھا اور وہاں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا غلام بھی موجود تھا، اس نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آ کر انھیں یہ واقعہ بتایا، تو انھوں نے فرمایا: ”انھیں چھوڑ دو، وہ صحابی رسول ہیں (اور ایک روایت میں ہے) اور وہ فقیہ ہیں۔“

[بخاری، کتاب المناقب، باب ذکر معاویة رضی الله عنه: ۳۷٦٤، ۳۷٦٥]

تین رکعات پڑھنے کا طریقہ:

- تین رکعات وتر پڑھتے ہوئے مغرب کی مشابہت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

((لَا تُوتِرُوْا بِثَلَاثٍ، وَلَا تَشَبَّهُوْا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ)) [مستدرك حاكم : ٣٠٤/١، ح : ١١٣٨۔ ابن حبان : ٢٤٢٩۔ اس حدیث کو امام حاکم اور الذہبی نے بخاری ومسلم کی شرط پر، جبکہ شعیب الارؤوط نے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے]

”تین رکعات وتر نہ پڑھو اور نماز مغرب کی مشابہت نہ کرو۔“

⌘ مغرب کی مشابہت سے دو طریقوں سے بچا جا سکتا ہے، ایک یہ کہ تین رکعات اکٹھی پڑھی جائیں، بیچ میں تشہد نہ بیٹھا جائے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پانچ رکعات وتر ادا کیے اور بیچ میں کوئی تشہد نہیں کیا۔ [مسلم، کتاب صلوة المسافرین، باب صلوة اللیل ...... الخ : ٧٣٧]

لہٰذا تین رکعات بھی اس طرح پڑھی جائیں کہ بیچ میں تشہد نہ بیٹھا جائے۔ دوسرا طریقہ یہ کہ دو رکعات الگ پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے، پھر ایک رکعت الگ پڑھی جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”رات کی نماز دو دو رکعات پڑھو، جب ختم کرنے لگو تو ایک رکعت پڑھ لو۔“

[بخاری، کتاب الوتر، باب ما جاء فی الوتر : ٩٩٣۔ مسلم : ٧٤٩]

پانچ رکعات وتر پڑھنے کا طریقہ:

⌘ پانچ رکعات وتر میں صرف آخری رکعت میں تشہد بیٹھیں اور سلام پھیر دیں، بیچ میں ہرگز تشہد نہ بیٹھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”رسول اللہ ﷺ پانچ رکعات وتر پڑھتے، تو صرف آخری رکعت میں تشہد بیٹھتے تھے۔“ [مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب صلاة اللیل ...... الخ : ٧٣٧]

سات رکعات وتر پڑھنے کا طریقہ:

⌘ سات رکعات وتر پڑھنے کے دو طریقے بیان ہوئے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((صَلّٰى سَبْعَ رَكَعَاتٍ، لَا يَقْعُدُ اِلَّا فِيْ آخِرِهِنَّ)) [نسائی، کتاب قیام اللیل، باب کیف الوتر بسبع ؟ : ١٧١٩۔ صحیح]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

''رسول اللہ ﷺ سات رکعات وتر پڑھتے، صرف آخر پر تشہد بیٹھتے تھے۔''

⌘ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ سات رکعات وتر اس طرح پڑھتے کہ چھٹی رکعت پر تشہد بیٹھتے لیکن سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے، پھر ساتویں رکعت ادا کرتے، پھر سلام پھیرتے۔'' [نسائی، کتاب قیام اللیل، باب کیف الوتر بسبع ؟ : ١٧٢٠۔ صحیح]

نو رکعات پڑھنے کا طریقہ:

⌘ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نو رکعات وتر پڑھتے اور صرف آٹھویں رکعت پر تشہد بیٹھتے، اللہ کا ذکر کرتے، اس کی تعریف کرتے اور اس سے دعا کرتے، پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے، پھر نویں رکعت ادا کرتے، پھر بیٹھتے، اللہ کا ذکر کرتے، اس کی تعریف کرتے اور اس سے دعا کرتے، پھر سلام پھیرتے۔'' [مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب جامع صلاۃ اللیل...... الخ : ٧٤٦]

وتروں میں قراءت:

⌘ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ وتروں (کی پہلی رکعت) میں سورۃ الاعلیٰ، (دوسری رکعت میں) سورۃ الکافرون اور (تیسری رکعت میں) سورۃ الاخلاص پڑھا کرتے تھے۔'' [ابن ماجہ، کتاب إقامة الصلوات، باب ما جاء فيما يقرأ في الوتر : ١١٧١، ١١٧٢۔ أبو داوٗد : ١٤٢٣۔ نسائی : ١٧٣٠۔صحیح]

قنوتِ وتر کب کرنی چاہیے؟:

⌘ نماز وتر میں قنوت رکوع سے پہلے کرنی چاہیے۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ»

[ابن ماجه، كتاب إقامة الصلوات، باب ما جاء في القنوت قبل الركوع و بعدهٗ : ١١٨٢۔ صحیح۔ بخاری : ١٠٠٢۔ مسلم : ٣٠١/٦٧٧]

''رسول اللہ ﷺ نماز وتر میں قنوت رکوع سے پہلے کیا کرتے تھے۔''

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

قنوتِ وتر کی دعائیں:

✱ قنوت وتر کے لیے مندرجہ ذیل دعائیں ثابت ہیں:

① « اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِیْمَنْ هَدَیْتَ، وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ، وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ، وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ، وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ، فَاِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ، وَ اِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ » [أبو داوٗد، کتاب الوتر، باب القنوت فی الوتر : ١٤٢٥۔ نسائی : ١٧٤٦۔ ترمذی : ٤٦٤۔ ابن ماجه : ١١٧٨۔ بیهقی : ٢٠٩/٢۔ صحیح]

”اے اللہ ! مجھے ہدایت دے کر ان لوگوں میں شامل کر لے جنھیں تو نے ہدایت سے نوازا ہے اور مجھے عافیت دے کر ان لوگوں میں شامل کر لے جنھیں تو نے عافیت بخشی ہے اور مجھے اپنا دوست بنا کر ان لوگوں میں شامل کر لے جنھیں تو نے اپنا دوست بنایا ہے اور جو کچھ تو نے عطا فرمایا ہے اس میں میرے لیے برکت ڈال دے اور اس شر سے مجھے محفوظ رکھ جس کا تو نے فیصلہ فرمایا ہے، بلاشبہ تو ہی فیصلے صادر کرتا ہے، تجھ پر کسی کا حکم نہیں چلتا، وہ کبھی ذلیل نہیں ہو سکتا جس کا تو والی بن جائے اور وہ کبھی عزت نہیں پا سکتا جس کا تو دشمن بن جائے۔ اے ہمارے رب! تو ہی برکت والا اور بلند و بالا ہے۔“

② قنوتِ وتر میں یہ دعا بھی ثابت ہے:

« اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ، اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ » [أبو داوٗد، کتاب الوتر، باب القنوت فی الوتر : ١٤٢٧۔ نسائی : ١٧٤٨۔ ترمذی : ٣٥٦٦۔ ابن ماجه : ١١٧٩۔ صحیح]

اے اللہ! میں تیری رضا کے ساتھ تیری ناراضی سے پناہ طلب کرتا ہوں اور تیری

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

بخشش کے ساتھ تیری پکڑ سے اور میں پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ تجھ سے، میں تیری مکمل ثنا بیان نہیں کر سکتا، تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تو نے اپنی ثنا بیان کی ہے۔"

- سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ دعائے قنوت کے آخر میں نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے تھے۔[صحیح ابن خزیمة : ۱/۴٦۸، ح : ۱۱۰۰۔ إسناده صحيح]

وتروں کے بعد کی دعا:

- رسول اللہ ﷺ نماز وتر سے جب سلام پھیرتے تو تین مرتبہ یہ کلمات پڑھتے:

« سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ »

"پاک ہے بادشاہ، نہایت پاک۔"

تیسری مرتبہ ذرا لمبا کر کے اور بلند آواز سے پڑھیں۔[أبو داؤد، كتاب الوتر، باب في الدعاء بعد الوتر : ۱۴۳۰۔ نسائي : ۱۷۳۵، ۱۷۳۴۔ صحيح]

وتر کی قضا:

- اگر رات کو وتر رہ جائیں تو بعد میں پڑھ لینے چاہییں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِهِ أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّهِ إِذَا ذَكَرَهُ »

[أبو داؤد، كتاب الوتر، باب في الدعاء بعد الوتر : ۱۴۳۱۔ صحيح]

"جو شخص وتروں کے لیے بیدار نہ ہو سکا، یا وتر پڑھنا بھول گیا، تو جب اسے یاد آئے ضرور پڑھے۔"

- رات کو نیند کی وجہ سے وتر وغیرہ رہ جائیں تو طلوع آفتاب کے بعد ادا کر لے۔ تو یہ بھی ٹھیک ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ، أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ، فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ »[مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه أو مرض : ۷۴۷]

"جس شخص کا رات کا کوئی ورد یا کوئی اور چیز سونے کی وجہ سے رہ جائے، تو وہ

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نماز فجر اور نماز ظہر کے درمیان پڑھ لے، تو اس کے لیے ایسے ہی شمار ہوگا جیسے اس نے وہ عمل رات ہی میں کیا۔"

* جس آدمی کی نماز تہجد رہ جائے اور وہ دن کے وقت بارہ رکعتیں ادا کر لے تو یہ بھی جائز ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

« إِذَا نَامَ مِنَ اللَّيْلِ أَوْ مَرِضَ، صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً »

[مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه أو مرض : ٧٤٦/١٤١]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی جاگ نہ آتی، یا آپ بیمار ہوتے تو دن میں بارہ رکعات پڑھ لیتے۔"

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نمازِ اشراق

اس نماز کے مختلف اوصاف کی وجہ سے مختلف تین نام ہیں:

اشراق: سورج طلوع ہونے کا وقت۔

ضحیٰ : روشنی ہونے کی وجہ سے۔

اوابین: وہ وقت جب اونٹوں کے بچوں کے پاؤں جلنے لگ جائیں۔

اشراق کی اہمیت:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، فَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ، وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى» [مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى...... الخ : ٧٢٠]

''جب کوئی آدمی صبح کرتا ہے تو اس کے لیے ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ کرنا ضروری ہوتا ہے، پس ''سبحان اللہ'' کہنا صدقہ ہے، ''الحمد للہ'' کہنا صدقہ ہے، ''لا الہ الا اللہ'' کہنا صدقہ ہے، ''اللہ اکبر'' کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے نماز اشراق کی دو رکعات کافی ہیں۔''

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا إِلَى صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ، وَ مَنْ خَرَجَ إِلَى تَسْبِيحِ الضُّحَى لَا يَنْصِبُهُ إِلَّا إِيَّاهُ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْمُعْتَمِرِ» [أبو داؤد، كتاب الصلاة، باب ما جاء فى فضل المشى إلى الصلاة : ٥٥٨۔ حسن]

''جو شخص گھر سے باوضو فرض نماز کے لیے نکلے اسے احرام باندھ کر حج کو جانے والے کے برابر ثواب ملتا ہے اور جو باوضو نماز ضحیٰ کے لیے نکلتا ہے اور صرف اسی مقصد کے لیے نکلا تو اسے عمرہ کے لیے جانے والے کی مانند ثواب ملتا ہے۔''

⌘ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«أَوْصَانِي خَلِيلِي بِثَلَاثٍ لَا أَدَعُهُنَّ حَتَّى أَمُوتَ : صَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلَاةِ الضُّحَى، وَنَوْمٍ عَلَى وِتْرٍ» [بخارى، كتاب التهجد، باب صلاة الضحى فى الحضر : ١١٧٨۔ مسلم : ٧٣١]

''میرے دوست (رسول اللہ ﷺ) نے مجھے تین کاموں کی وصیت فرمائی، جنھیں میں مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا، وہ یہ کہ ہر ماہ تین روزے رکھوں، نماز اشراق کا اہتمام کروں اور سونے سے پہلے وتر پڑھوں۔''

⌘ نماز ضحیٰ اور اشراق ہی نماز اوابین ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا يُحَافِظُ عَلَى صَلَاةِ الضُّحَى إِلَّا أَوَّابٌ، قَالَ وَهِيَ صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ»

[ابن خزيمة : ١/٥٢٥، ح : ١٢٢٤۔ مستدرك حاكم : ١/٣١٤، ح : ١١٨٢۔ امام حاکم اور امام الذہبی نے اسے "صحيح على شرط مسلم" کہا اور علامہ الالبانی نے حسن کہا ہے]

''بہت زیادہ نیک آدمی ہی نماز اشراق کی حفاظت کر سکتا ہے اور یہی نماز اوابین ہے۔''

اشراق کا وقت:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

«صَلَاةُ الْاَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ»[مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الأوابين حين ترمض الفصال : ٧٤٨]

''نماز اوابین (اشراق) کا وقت وہ ہے جب اونٹوں کے بچوں کے پاؤں جلنے لگتے ہیں۔''

نماز اشراق کا وقت مکمل طلوع آفتاب سے لے کر زوال تک ہے۔

نمازِ اشراق کی رکعات:

⌘ نماز اشراق کی دو، چار، چھ اور آٹھ رکعات ثابت ہیں، جتنی چاہیں پڑھ لیں۔[مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى...... الخ : ٧١٩، ٣٣٦، بعد الحديث : ٧١٩، ٧٢١۔ إرواء الغليل : ٤٦٣۔ صحيح]

سفر میں نمازِ اشراق:

⌘ سفر میں بھی نماز اشراق ادا کرنی چاہیے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میرے دوست (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے تین کاموں کی وصیت فرمائی، جنھیں میں مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا، وہ یہ کہ ہر ماہ تین روزے رکھوں، نماز اشراق کا اہتمام کروں اور سونے سے پہلے وتر پڑھوں۔''[بخاری، كتاب التهجد، باب صلاة الضحى فى الحضر: ١١٧٨۔ مسلم : ٧٢١]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نماز تسبیح کا بیان

⌘ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''اے عباس! اے میرے چچا جان! کیا میں آپ کو کچھ عطا نہ کروں؟ کیا میں آپ کو کچھ عنایت نہ کروں؟ کیا میں آپ کو کوئی تحفہ پیش نہ کروں؟ کیا میں آپ کو دس اچھی خصلتوں والا نہ بنا دوں؟ کہ جب آپ یہ عمل کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کے پہلے اور پچھلے، پرانے اور نئے، خطاً اور عمداً کیے گئے تمام چھوٹے اور بڑے، پوشیدہ اور ظاہر گناہ معاف فرما دے؟ (وہ عمل یہ ہے کہ) جب آپ چار رکعات نفل ادا کریں گے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھیں اور جب آپ قراءت سے فارغ ہو جائیں تو قیام ہی کی حالت میں یہ کلمات پندرہ (۱۵) بار پڑھیں: «سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ» پھر آپ رکوع میں جائیں (اور رکوع کی تسبیحات سے فارغ ہو کر) رکوع ہی میں ان کلمات کو دس بار پڑھیں، پھر آپ رکوع سے اٹھ کر (سمع اللہ لمن حمدہ وغیرہ سے فارغ ہو کر) ان کلمات کو دس بار دہرائیں، پھر سجدہ میں جائیں (اور تسبیحات سے فارغ ہو کر) ان کلمات کو دس بار پڑھیں، پھر سجدہ سے سر اٹھائیں (اور جلسہ کی دعا پڑھ کر) دس بار انھی کلمات کو پڑھیں اور پھر دوسرے سجدہ میں چلے جائیں پھر دس بار یہ تسبیح پڑھیں، پھر سجدہ سے سر اٹھائیں (اور جلسۂ استراحت میں) دس بار یہ تسبیح

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

دہرائیں۔ یہ ایک رکعت میں کل پچھتر (۷۵) تسبیحات ہوئیں، اسی طرح ان چاروں رکعات میں یہ دہرائیں۔ اگر آپ طاقت رکھتے ہوں تو یہ نماز تسبیح روزانہ ایک بار پڑھیں، اگر آپ ایسا نہ کر سکیں تو ہر جمعہ میں (یعنی ہر ہفتہ میں) ایک بار ادا کر لیں، یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینے میں ایک بار پڑھیں، یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک بار، اگر سال میں بھی ایک بار ادا نہ کر سکتے ہوں تو زندگی میں ایک بار ضرور پڑھیں۔'' [أبو داؤد، کتاب التطوع، باب صلاۃ التسبیح : ۱۲۹۷۔ ترمذی : ۴۸۲۔ ابن ماجہ : ۱۳۸۶۔ صحیح]

- ان چار رکعتوں میں درمیانہ تشہد بھی کیا جائے گا اور تشہد میں تسبیحات تشہد کے بعد پڑھنی چاہئیں۔
- نماز تسبیح کی جماعت سنت سے ثابت نہیں ہے، لہٰذا اسے فرداً فرداً ہی ادا کرنا چاہیے۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

سبھی نمازیں

نماز استخارہ کا بیان:

⌘ کوئی بھی اہم کام کرنا ہو تو اس سے پہلے لازمی طور پر استخارہ کرنا چاہیے۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام کاموں میں استخارہ کرنے کی تعلیم اس طرح دیتے جس طرح ہمیں قرآن کی سورت کی تعلیم دیتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

«إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلْ»

[بخاري، كتاب التهجد، باب ما جاء في التطوع مثنى مثنى: ۱۱۶۲، بعد الحديث : ۱۱۷۱]

”تم میں سے کوئی شخص جب کسی اہم کام کا ارادہ کرے تو وہ فرض کے علاوہ دو رکعات پڑھے، پھر یہ (استخارہ کی) دعا پڑھے۔“

⌘ استخارہ یہ ہے کہ گویا بندہ اپنے کسی کام میں اللہ تعالیٰ، جو علام الغیوب ہے، اس سے مشورہ کر رہا ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام نکاح ملنے پر زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

«مَا أَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتّٰى أُوَامِرَ رَبِّي، فَقَامَتْ إِلٰى مَسْجِدِهَا» [مسلم، كتاب النكاح، باب زواج زينب بنت جحش : ۳۵۰۲]

”میں اپنے رب سے مشورہ کیے بغیر کچھ نہیں کروں گی۔“ پھر وہ (استخارہ کے لیے) نماز پڑھنے لگیں۔“

⌘ اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز نفل پڑھ کر مندرجہ ذیل دعا پڑھ لیں:

« اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ، وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ فَاقْدُرْهُ لِيْ، وَ يَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ، وَ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهِ ﴾ [بخاری، کتاب التهجد، باب ما جاء فی التطوع مثنی مثنی : ۱۱۶۲، بعد الحدیث: ۱۱۷۱]

''اے اللہ ! میں تجھ سے تیرے علم کے ذریعے خیر مانگتا ہوں اور تجھ سے تیری قدرت کے ذریعے طاقت مانگتا ہوں اور میں تجھ سے تیرا عظیم فضل مانگتا ہوں، بلاشبہ تو قدرت رکھتا ہے میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے میں نہیں جانتا اور تو ہی تمام غیبوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ ! تیرے علم کے مطابق اگر یہ کام (اپنے کام کا نام لے) میرے لیے میرے دین، میری معاش اور میرے کام کے انجام میں بہتر ہے تو اسے میرا مقدر بنا دے اور اسے میرے لیے آسان کر دے، پھر میرے لیے اس میں برکت ڈال دے اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے میرے دین، میری معاش اور میرے کام کے انجام میں برا ہے تو اسے مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے دور کر دے اور بھلائی کو جہاں بھی ہو میرے مقدر میں کر دے، پھر مجھے اس پر راضی کر دے۔''

اس دعا کے آخر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور اپنے کام کا نام لے۔''

- استخارہ دن اور رات کے کسی وقت بھی کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جب ضرورت پڑی تو فوراً استخارہ کے لیے کھڑی ہوگئیں۔
- بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب آدمی سونے لگے تو دو رکعت نماز پڑھے اور استخارہ کی مخصوص دعا پڑھے اور قبلہ رخ ہو کر سو جائے، اگر ایک روز میں دل مطمئن نہ ہو تو مسلسل سات روز تک ایسا ہی کرے، حدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

- استخارہ ضرورت مند آدمی کو خود کرنا چاہیے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی شخص جب کسی اہم کام کا ارادہ کرے تو وہ فرض کے علاوہ دو رکعات پڑھے، پھر یہ (استخارہ کی) دعا پڑھے۔" [بخاری، کتاب التھجد، باب ما جاء فی التطوع مثنی مثنی : ۱۱۶۲، بعد الحدیث : ۱۱۷۱]

- بعض لوگوں نے یہ عقیدہ بنالیا ہے کہ فلاں بزرگ سے استخارہ کروائیں گے تو ہمیں کوئی پکی بات مل جائے گی۔ اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض لوگوں نے استخارہ کو کاروبار بنالیا ہے اور جگہ جگہ اس کے اڈے بن گئے ہیں۔ ان کے استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ کچھ دعائیں پڑھ کر آنکھیں بند کر لیتے ہیں، کچھ دیر کے بعد سائل کو جواب دے دیتے ہیں اور انھوں نے اسے مکاشفہ کا نام دے رکھا ہے۔ بعض ٹیلی ویژن چینل اس کی تشہیر کر رہے ہیں۔ جاہل اور کمزور عقیدہ لوگوں کی اکثریت اس فراڈ کا شکار ہو رہی ہے۔ اسے شیطانی کھیل کے علاوہ کوئی نام نہیں دیا جا سکتا اور یہ لوگوں کے ایمان کے لیے زہر ہلاہل سے زیادہ خطرناک ہے۔
- بعض لوگوں نے یہ عقیدہ بنالیا ہے کہ استخارہ کرنے سے آدمی کو رات خواب میں صحیح صورتحال نظر آجاتی ہے، صحیح بات یہ ہے کہ استخارہ کرنے سے اللہ تعالیٰ آدمی کا سینہ کھول دیتا ہے اور کسی ایک جانب اس کی توجہ مبذول کر دیتا ہے اور جو چیز اس کے لیے بہتر ہوتی ہے اس کے لیے آسانیاں پیدا ہوتی جاتی ہیں اور رہی بات خواب کی تو خواب بھی آسکتا ہے، لیکن یہ ضروری نہیں۔
- استخارہ ایک کام کے لیے ایک سے زیادہ دفعہ بھی کیا جا سکتا ہے۔
- استخارہ کے ساتھ ساتھ اصحاب الخیر سے مشورہ بھی کرتے رہنا چاہیے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ﴾ [آل عمران : ۱۵۹]

"اپنے کام میں ان (اپنے اصحاب) سے مشورہ کیجیے، پھر جب آپ پختہ عزم کر لیں تو اللہ پر بھروسا (کر کے کام) کیجیے۔"

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نمازِ استسقاء کا بیان

قحط سالی کیوں ہوتی ہے؟:

⌘ قحط سالی، یعنی بارش نہ ہونا عذاب الٰہی ہے، اس کے اسباب میں سے ماپ تول میں کمی کرنا اور زکاۃ ادا نہ کرنا ہے۔

⌘ گناہوں کے باوجود بارش حیوانات کی وجہ سے ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِينَ وَشِدَّةِ الْمَؤُونَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يَمْنَعُوا الزَّكَاةَ إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرُ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا» [مستدرك حاكم: ٤/٥٤٠، ح: ٨٦٢٣- إسناده حسن لذاته، حفص بن غيلان صدوق، ثقة، حسن الحديث، وثقه الجمهور]

"جب کوئی قوم ماپ تول میں کمی کرتی ہے تو اسے قحط سالی، سخت محنت اور سلطان کے جبر وستم کے ذریعے عذاب دیا جاتا ہے اور جب لوگ زکاۃ ادا نہ کریں تو بارش روک دی جاتی ہے اور اگر حیوانات نہ ہوتے تو (ایسے لوگوں پر) قطعاً بارش نہ ہوتی۔"

قحط سالی کے وقت کرنے کے کام:

⌘ شریعت نے ایسے کام بھی بتائے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کا غصہ ختم ہو جاتا ہے، اس کی رحمت جوش میں آتی ہے اور بارش برستی ہے، مثلاً:

① گناہوں کی معافی مانگنا اور استغفار کرنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

﴿ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ﴾

[نوح : ١٠، ١١]

''پس میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگ لو، بلاشبہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے، تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا۔''

② اللہ کا ڈر اور تقویٰ اختیار کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ﴾

[الأعراف : ٩٦]

''اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرتے، تو ہم ان پر آسمان وزمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔''

③ معاشرے میں قرآن وسنت کا نفاذ کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ﴾ [المائدة : ٦٦]

''اگر یہ (یہود ونصاریٰ) تورات، انجیل اور دوسری کتب کو جو ان پر ان کے رب کی طرف سے نازل ہوئی تھیں، انھیں نافذ کرتے، تو ضرور اپنے اوپر کی جانب سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے کھاتے۔''

④ زیادہ سے زیادہ صدقہ کرنا چاہیے، کیونکہ صدقہ اللہ کے غصہ کو ختم کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا واقعہ بیان فرمایا جو اپنے باغ کے پھل کے تین حصے کرتا تھا، ایک باغ پر خرچ کرتا، دوسرا گھر کے اخراجات کے لیے رکھتا اور تیسرا حصہ اللہ کے راستے میں دے دیتا تھا، اسی وجہ سے خاص اس کے باغ کو سیراب کرنے کے لیے بادل بارش برساتا تھا۔ [مسلم، کتاب الزهد، باب فضل الإنفاق على المساكين وابن السبيل : ٢٩٨٤]

⑤ پھر عجز وانکسار کے ساتھ اللہ سے بارش کی دعا مانگنی چاہیے۔ آج مسلمان بارش کے لیے دعا کرتے ہیں، نماز استسقاء ادا کرتے ہیں لیکن بارش نہیں ہوتی، اس کی وجہ یہ ہے کہ

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

ہم دعا تو کرتے ہیں لیکن خود کو بدلنے اور گناہ چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ضروری ہے کہ سب سے پہلے مرض کے اصل اسباب کو دور کیا جائے۔

بارش طلب کرنے کے طریقے:

⌘ بارش طلب کرنے کے دو طریقے ہیں، ایک دعا کرنا اور دوسرا نماز ادا کرنا اور اسی کو نماز استسقاء کہا جاتا ہے۔

بارش کے لیے دعا کرنے کے مواقع:

⌘ اگر مسلمانوں کو بارش کی ضرورت ہو تو اس کے لیے اللہ سے دعا کرنی چاہیے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک دیہاتی آدمی جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا (اور آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے)، اس نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! جانور ہلاک ہو گئے، اہل و عیال تباہ ہو گئے اور لوگ مصیبت میں پڑ گئے (لہٰذا آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہم پر بارش برسائے)۔'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگے اور لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگے۔'' [بخاري، كتاب الاستسقاء، باب رفع الناس أيديهم مع الإمام في الاستسقاء : ١٠٢٩، ١٠١٤۔ مسلم : ٨٩٧]

⌘ ضرورت کے وقت کسی بھی وقت بارش کی دعا کی جا سکتی ہے۔ سیدنا کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا: ''اے اللہ کے رسول! اللہ سے بارش کی دعا کریں۔'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگے۔'' [ابن ماجه، كتاب إقامة الصلوات، باب ما جاء في الدعاء في الاستسقاء : ١٢٦٩۔ مستدرك حاكم : ٣٢٨/١، ح : ١٢٢٦]

⌘ بارش کی دعا خطبہ جمعہ میں کی جائے تو بہتر ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے کہنے پر خطبہ جمعہ کے درمیان دعا کی۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

دعائے استسقاء کا طریقہ:

⌘ بارش کے لیے انفرادی طور پر دعا مانگنا بھی جائز ہے، جیسا کہ اوپر حدیث گزر چکی ہے کہ ایک آدمی کے کہنے پر رسول اللہ ﷺ نے بارش کی دعا مانگی تھی۔

⌘ بارش کی دعا اجتماعی طور پر کرنا بھی جائز ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ کے دوران میں منبر پر دعا فرمائی اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ دعا کی۔

⌘ بارش کی دعا کسی نیک آدمی سے بھی کروائی جا سکتی ہے، جیسا کہ ایک صحابی کے کہنے پر رسول اللہ ﷺ نے دعا کی۔

⌘ دعائے استسقاء میں اس قدر ہاتھ اٹھانے چاہییں کہ آدمی کی بغلیں نظر آنے لگیں، سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ، حَتّٰى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ »[مسلم، كتاب الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء : ٨٩٥]

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اس قدر ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے تھے کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آ رہی تھی۔''

استسقاء کی دعائیں:

⌘ استسقاء کے لیے درج ذیل دعائیں ثابت ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی دعا پڑھی جا سکتی ہے:

① « اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا »[بخاري، كتاب الاستسقاء، باب الاستسقاء في المسجد الجامع : ١٠١٣]

''اے اللہ! ہمیں پانی پلا، اے اللہ! ہمیں پانی پلا، اے اللہ! ہمیں پانی پلا۔''

② « اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مَرِيْئًا مَرِيْعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ »
[أبو داوٗد، كتاب صلوة الاستسقاء، باب رفع اليدين في الاستسقاء : ١١٦٩۔ صحيح]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

''اے اللہ! ہمیں پانی پلا، ہمارے اوپر ایسی بارش نازل کر جو ہماری تشنگی ختم کر دے، ہلکی پھوار بن کر غلہ اگانے والی، نفع بخش ہو، نقصان دینے والی نہ ہو، جلدی آنے والی ہو نہ کہ دیر لگانے والی۔''

③ « اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ »

[أبو داؤد، كتاب صلوة الاستسقاء، باب رفع اليدين في الاستسقاء : ١١٧٦۔ حسن]

''اے اللہ! اپنے بندوں اور جانوروں کو پانی پلا اور اپنی رحمت پھیلا دے اور اپنے مردہ (بنجر) شہروں کو زندہ (آباد) کر دے۔''

④ « اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ، اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ »

[أبو داؤد، كتاب صلوة الاستسقاء، باب رفع اليدين في الاستسقاء : ١١٧٣۔ حسن]

''تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے، بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے، قیامت کے دن کا مالک ہے، اے اللہ! تو اللہ ہے، تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں، تو غنی ہے اور ہم فقیر و محتاج ہیں، ہمارے اوپر بارش برسا اور جو بارش تو برسائے اسے ہمارے لیے ایک مدت تک قوت اور (مقاصد تک) پہنچنے کا ذریعہ بنا۔''

نماز استسقاء کا وقت:

⌘ نمازِ استسقاء کا وقت طلوع آفتاب کے فوراً بعد ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قحط سالی کی شکایت کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے عیدگاہ میں منبر رکھ دیا گیا اور آپ نے لوگوں کے نکلنے کے لیے ایک دن مقرر کر دیا، اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نکلے جب سورج طلوع ہو چکا تھا،

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

پس آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے، پھر اللہ کی کبریائی اور حمد وثنا کی...... پھر یہ دعا کرنے لگے:

«اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ، اَللّٰهُمَّ! اَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَ نَحْنُ الْفُقَرَاءُ، اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا إِلٰى حِيْنٍ»

''تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے، بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے، قیامت کے دن کا مالک ہے، اے اللہ! تو اللہ ہے، تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں، تو غنی ہے اور ہم فقیر ومحتاج ہیں، ہمارے اوپر بارش برسا اور جو بارش تو برسائے اسے ہمارے لیے ایک مدت تک قوت اور (مقاصد تک پہنچنے کا) ذریعہ بنا۔''

پھر آپ نے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی، پھر لوگوں کی طرف پیٹھ پھیر کر کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر کو پلٹایا، پھر لوگوں کی طرف چہرہ کیا، پھر نیچے اتر کر دو رکعات نماز پڑھائی۔'' [أبو داود، کتاب صلوة الاستسقاء، باب رفع الیدین فی الاستسقاء: ۱۱۷۳۔ حسن]

نماز استسقاء کہاں ادا کرنی چاہیے؟:

⌘ نمازِ استسقاء آبادی سے باہر کھلے میدان میں ادا کرنی چاہیے، جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے۔

نماز استسقاء کے آداب:

⌘ نمازِ استسقاء کے لیے تمام لوگوں کو جمع ہونا چاہیے۔ [أبو داود، کتاب صلاة الاستسقاء، باب رفع الیدین فی الاستسقاء: ۱۱۷۳]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

- پرانے کپڑوں میں، عجز و انکسار کی حالت میں جانا چاہیے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:
((خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَبَذِّلًا مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا))
[أبو داؤد، كتاب صلوة الاستسقاء، باب جُمّاع أبواب صلاة الاستسقاء وتفريعها : ١١٦٥۔ ترمذی : ٥٥٨۔ نسائی : ١٥٠٧۔حسن]
''رسول اللہ ﷺ نماز استسقاء کے لیے پرانے کپڑوں میں اور عجز و انکسار کی حالت میں باہر گئے۔''
- نماز استسقاء کے لیے اذان اور اقامت نہیں ہے۔ [بخاری، كتاب الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء قائما : ١٠٢٢]
- سب سے پہلے امام منبر پر بیٹھ کر خطبہ دے، جس میں اللہ کی تعریفیں ہوں اور اپنی کمزوری اور بے بسی کا اعتراف ہو، جیسا کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے۔
- پھر قبلہ رخ ہو کر امام (اوپر لی ہوئی) اپنی چادر پلٹے، جیسا کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے۔
- امام کے ساتھ لوگ بھی اپنی چادریں الٹ دیں۔[مسند أحمد : ٤١/٤، ح : ١٦٥٧٩۔ إرواء الغليل : ٦٧٦۔حسن]

چادر پلٹنے کے دو طریقے ہیں، ایک یہ کہ دائیں ہاتھ سے کمر کے پیچھے سے چادر کا نیچے والا بایاں کنارہ پکڑیں اور بائیں ہاتھ سے کمر کے پیچھے سے چادر کا نیچے والا دایاں کنارہ پکڑ کر اس طرح پلٹیں کہ چادر کا دایاں کنارہ بائیں طرف، بایاں کنارہ دائیں طرف، اوپر والا نیچے اور نیچے والا اوپر ہو جائے۔ اگر یہ مشکل ہو تو دوسرا طریقہ اختیار کر لیں۔ وہ یہ کہ دائیں ہاتھ سے گردن کے اوپر سے چادر کا بایاں کنارہ پکڑ لیں اور بائیں ہاتھ سے گردن کے اوپر سے چادر کا دایاں کنارہ پکڑ لیں۔ اس طرح پلٹیں کہ دایاں بائیں کندھے پر اور بایاں دائیں کندھے پر آ جائے۔[أبو داؤد، كتاب صلاة الاستسقاء، باب جُمّاع أبواب صلاة الاستسقاء و تفريعها : ١١٦٣، ١١٦٤۔ صحيح]

چادر پلٹنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اس طرح ہمارے حالات پلٹ دے۔

- پھر امام دعا کرائے، تفصیل اوپر موجود ہے۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ رسول اللہ ﷺ استسقاء میں ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف کر کے دعا کرتے تھے۔
[مسلم، كتاب الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء : ٨٩٦]

⌘ دعا قبلہ رخ کھڑے ہو کر کرنی چاہیے، جیسا کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے۔

نمازِ استسقاء کا طریقہ:

⌘ پھر دو رکعات نماز استسقاء ادا کی جائے۔

⌘ نمازِ استسقاء میں قراءت جہری ہوگی، عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں:
((صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، يَجْهَرُ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ)) [بخاري، كتاب الاستسقاء، باب الجهر بالقراءة في الاستسقاء : ١٠٢٤]
"آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعات نماز پڑھائی اور اس میں جہری قراءت کی۔"

⌘ نمازِ استسقاء نمازِ عید کی طرح دو رکعت ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:
((صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّي فِي الْعِيدِ)) [أبو داؤد، كتاب الاستسقاء، باب جُمّاع أبواب صلاة الاستسقاء وتفريعها : ١١٦٥۔ ترمذی : ٥٥٨۔ نسائی : ١٥٠٩۔حسن۔ هشام بن اسحاق صدوق، حسن الحديث وثقه الترمذی و ابن خزيمة و ابن حبان و ابن الجارود بتصحيح حديثه۔ ابن حبان : ٢٨٦٢۔ ابن خزيمة : ٢/٣٣١۔ المنتقى لابن الجارود : ٢٥٣]
"رسول اللہ ﷺ نے نماز استسقاء کی دو رکعات عید کی طرح پڑھائیں۔"

بارش ہوتے وقت کی دعا:

⌘ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بارش دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:
((اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا)) [بخاري، كتاب الاستسقاء، باب ما يقال إذا أمطرت : ١٠٣٢]
"اے اللہ! اس بارش کو (ہمارے لیے) نفع بخش بنا دے۔"

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

بارش میں نہانا:

⌘ بارش کا پانی بابرکت ہے، اس میں نہانا مسنون ہے۔انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک دفعہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ بارش ہونے لگی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اوپر کا کپڑا اتار دیا، یہاں تک کہ آپ پر بارش پڑنے لگی، ہم نے پوچھا: ''آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لِأَنَّهُ حَدِيثُ عَهْدٍ بِرَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ »[مسلم، كتاب الاستسقاء، باب الدعاء فى الاستسقاء : ٨٩٨]

''اس لیے کہ یہ پانی اللہ تعالیٰ کے پاس سے ابھی ابھی آ رہا ہے۔''

بارش روکنے کی دعا:

⌘ بارش ضرورت سے زیادہ ہونے لگے کہ زحمت بننے لگے، تو یہ دعا پڑھنا مسنون ہے:

«اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، اَللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ »[بخارى، كتاب الاستسقاء، باب الاستسقاء فى خطبة الجمعة غير مستقبل القبلة : ١٠١٤۔ مسلم : ٨٩٧]

''اے اللہ! اب ہمارے ارد گرد بارش برسا، ہم سے اسے روک دے، ٹیلوں، پہاڑوں، پہاڑی وادیوں اور باغوں کو سیراب کر۔''

آندھی سے اللہ کی پناہ مانگنا:

⌘ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''جب آندھی وغیرہ کے آثار پیدا ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ بدل جاتا، نہایت پریشانی میں کبھی اندر آتے اور کبھی باہر جاتے، جب بارش برسنے لگتی تو آپ خوش ہو جاتے۔ ایک دفعہ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: ''(میں اس لیے پریشان ہوتا ہوں) کہیں یہ بادل قوم عاد کی طرح نہ ہو جائے کہ جب انھوں نے بادل کو اپنی طرف آتا دیکھا تو کہنے لگے یہ بادل ہم پر بارش برسائے گا (حالانکہ وہ ان کے لیے عذاب کا باعث بن گیا)۔''[مسلم : ٨٩٩]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ اور آندھی کو دیکھ کر آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے:

«اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا، وَخَيْرَ مَا فِيهَا، وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ، وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا، وَ شَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ »[مسلم، كتاب الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤية الريح...... الخ : ۸۹۹]

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کی خیر کا اور جو اس میں ہے اس کی خیر کا اور اس کے ذریعے جو بھیجا جائے اس کی خیر کا اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے اور اس شر سے جو اس میں ہے اور اس شر سے جو اس کے ذریعے بھیجا جائے۔''

کافروں کے لیے بارش نہ ہونے کی دعا:

⌘ چونکہ قحط سالی اللہ کا عذاب ہے، لہٰذا کافروں اور دین کے دشمنوں کے لیے قحط سالی کی دعا کی جا سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ دین کے دشمنوں کے لیے قحط سالی کی دعا ان الفاظ میں کرتے تھے:

«اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰی مُضَرَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ»
[بخاري، كتاب الاستسقاء، باب دعاء النبي ﷺ ...... الخ : ۱۰۰۶]

''اے اللہ! مضر قبیلہ کو سختی سے پکڑ لے۔ اے اللہ! ان کے سال یوسف علیہ السلام کے سے سال بنا دے (یعنی ان پر ایسا قحط نازل فرما، جیسا اس وقت نازل فرمایا تھا)۔''

مضر قبیلہ کی جگہ اپنے موجودہ دشمن کا نام لینا چاہیے۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نمازِ خسوف کا بیان

نمازِ خسوف اس وقت ادا کی جاتی ہے جب سورج یا چاند کو گرہن لگے۔ خسوف کے لیے کسوف کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے، بعض نے ان میں فرق کیا ہے کہ سورج گرہن کے لیے کسوف اور چاند گرہن کے لیے خسوف کا لفظ استعمال ہوتا ہے، لیکن قرآن و حدیث میں دونوں لفظ ایک ہی چیز کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔

نمازِ خسوف کی اہمیت:

⌘ سورج اور چاند کو کسی کی پیدائش یا موت کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، ان کے ذریعے وہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((اِنَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ، وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنْ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهٗ)) [بخاری، کتاب الکسوف، باب قول النبی ﷺ ...... الخ : ۱۰۴۸۔ مسلم : ۹۰۱]

’’شمس و قمر اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، انھیں کسی کی موت یا پیدائش پر گرہن نہیں لگتا، دراصل اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے (کہ جو ذات انھیں عارضی طور پر بے نور کر سکتی ہے وہ انھیں مستقل طور پر بھی بے نور کرنے پر قادر ہے)۔‘‘

گرہن کے وقت کے اعمال:

⌘ گرہن لگے تو فوراً ذکر، نماز، صدقہ، دعا اور استغفار میں مصروف ہو جانا چاہیے۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

فرمان نبوی ﷺ ہے:

«فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوْا وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا » وَ فِي رِوَايَةٍ : « فَافْزَعُوْا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ »[بخاری، کتاب الکسوف، باب الصدقة فی الکسوف : ۱۰۴۴، ۱۰۵۹۔ مسلم : ۲۱۱۷]

''جب تم گرہن دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو، تکبیرات کہو، نماز ادا کرو اور صدقہ دو۔'' اور ایک دوسری روایت میں ہے: ''اللہ کے ذکر، دعا اور توبہ و استغفار میں مصروف ہو جاؤ۔''

⌘ گرہن ختم ہونے تک نماز اور دعا میں مشغول رہنا چاہیے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

«فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهَا فَصَلُّوْا وَادْعُوا اللّٰهَ حَتّٰى يُنْكَشِفَ مَا بِكُمْ »[بخاری، کتاب الکسوف، باب الصلاة فی کسوف الشمس : ۱۰۴۰۔ مسلم : ۹۱۱]

''جب گرہن دیکھو تو نماز ادا کرو اور اللہ سے دعائیں کرو، حتیٰ کہ گرہن ختم ہو جائے۔''

نماز خسوف کی جماعت:

⌘ گرہن لگے تو نماز باجماعت کا اعلان کیا جائے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کے عہد میں سورج کو گرہن لگا تو نماز باجماعت کا اعلان کیا گیا۔'' [بخاری، کتاب الکسوف، باب النداء بـ« الصلاة جامعة » فی الکسوف : ۱۰۴۵۔ مسلم : ۹۰۱/۵]

⌘ نمازِ کسوف میں مرد، عورتیں اور بچے، سب کو جمع ہونا چاہیے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''سورج کو گرہن لگا تو میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی، دیکھا کہ لوگ نماز ادا کر رہے ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا بھی نماز پڑھ رہی ہیں۔'' [بخاری، کتاب الکسوف، باب صلاة النساء مع الرجال فی الکسوف : ۱۰۵۳۔ مسلم : ۹۰۵]

نماز خسوف کا طریقہ:

⌘ نماز خسوف کی دو رکعات ہیں، جنھیں پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ''اللہ اکبر'' کہہ کر کھڑے

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

ہوں اور لمبا قیام کریں، سورۂ بقرہ کے مساوی قراءت کریں، پھر لمبا رکوع کریں، پھر (دوسری مرتبہ) قیام کریں، جو پہلے قیام سے ذرا چھوٹا ہو، پھر رکوع کریں، جو پہلے رکوع سے ذرا چھوٹا ہو، پھر کھڑے ہوں، پھر دو سجدے کریں (یہ ایک رکعت ہوئی) اسی طرح دوسری رکعت پوری کریں۔ [بخاری، کتاب الکسوف، باب الصدقة فی الکسوف : ۱۰۴۴، ۱۰۵۲۔ مسلم : ۹۰۱]

⌘ نماز خسوف میں جہری قراءت کی جائے گی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خسوف میں جہری قراءت کی۔'' [بخاری، کتاب الکسوف، باب الجهر بالقراءة فی الکسوف : ۱۰۶۵۔ مسلم : ۹۰۱/۵]

⌘ ہر رکعت میں تین اور چار رکوع کرنا بھی جائز ہے۔ [مسلم، کتاب الکسوف، باب ما عرض علی النبی ﷺ فی صلاة...... الخ : ۹۰۴/۱۰، ۹۰۸، ح : ۲۱۱۱]

⌘ نماز تب ختم کرنی چاہیے جب گرہن ختم ہو جائے۔ [بخاری : ۱۰۴۰۔ مسلم : ۹۱۱]

⌘ نماز خسوف میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بھی ثابت ہے۔ عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«فَاَتَيْتُهُ وَهُوَ قَائِمٌ فِي الصَّلَاةِ، رَافِعٌ يَدَيْهِ، فَجَعَلَ يُسَبِّحُ وَيَحْمَدُ وَ يُهَلِّلُ وَ يُكَبِّرُ وَ يَدْعُوْ »[مسلم، کتاب الکسوف، باب ذکر النداء بصلاة الکسوف ...... الخ : ۹۱۳/۲۶]

''میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز خسوف پڑھ رہے تھے، آپ ہاتھ اٹھائے اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید بیان کر رہے تھے، لا الہ الا اللہ کہہ رہے تھے، اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کر رہے تھے اور دعا کر رہے تھے۔''

⌘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز خسوف کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے، اس میں تقویٰ کی نصیحت، اللہ کے عذاب کا خوف، گناہوں کا ڈر، ذکر اور صدقہ وغیرہ کی ترغیب دیتے تھے۔ [بخاری، کتاب الکسوف، باب الصدقة فی الکسوف : ۱۰۴۴، ۱۰۵۲۔ مسلم : ۹۰۱]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نماز آفات

⌘ آفات اس لیے آتی ہیں کہ انسان اپنی اصلاح کرلیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴾

[السجدة : ۲۱]

''ہم انھیں (قیامت کے) بڑے عذاب سے پہلے ہلکے عذاب کا مزا بھی ضرور چکھائیں گے، تاکہ وہ پلٹ آئیں۔''

⌘ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((هٰذِهِ الْآيَاتُ الَّتِي يُرْسِلُ اللّٰهُ لَا تَكُونُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلٰكِنْ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهَا عِبَادَهُ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ)) [بخاری، کتاب الکسوف، باب الذکر فی الکسوف : ۱۰۵۹۔ مسلم : ۹۱۲]

''جو اللہ کی طرف سے یہ نشانیاں (آفات) ظاہر ہوتی ہیں، یہ کسی کے مرنے یا پیدائش کی وجہ سے نہیں آتیں، بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، لہٰذا جب تم ان میں سے کوئی چیز دیکھو تو فوراً ذکر و اذکار، دعا اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگو۔''

⌘ زلزلہ وغیرہ کے موقع پر ادا کی جانے والی نماز دو رکعات ہے اور ہر رکعت میں تین رکوع کیے جائیں۔ عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ صَلّٰى فِي الزَّلْزَلَةِ بِالْبَصْرَةِ فَأَطَالَ الْقُنُوتَ ثُمَّ

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقُنُوتَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقُنُوتَ ثُمَّ رَكَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ قَامَ فِي الثَّانِيَةِ فَفَعَلَ كَذٰلِكَ، فَصَارَتْ صَلَاتُهُ سِتَّ رَكَعَاتٍ وَ أَرْبَعَ سَجَدَاتٍ...... ثُمَّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰكَذَا صَلَاةُ الْآيَاتِ »[السنن الكبرىٰ للبيهقي : ۳/۳٤۳، ح : ٦۳۸۲ و إسناده صحيح۔ مصنف عبد الرزاق : ۳/۱۰۱، ح : ٤۲۲۹۔ الأوسط لابن المنذر : ٥/۳۱٤، ۳۱٥]

’’سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے زلزلہ کے موقع پر بصرہ میں نماز پڑھائی، لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا، پھر قیام کیا، پھر رکوع کیا، پھر سجدے کیے، پھر اسی طرح دوسری رکعت پڑھائی۔ تو ان کی (دو رکعت نماز میں چھ رکوع اور چار سجدے ہوئے۔ پھر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ’’نماز آفات ادا کرنے کا یہ طریقہ ہے۔‘‘

امام عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ دونوں رکعات میں چھ رکوع پر اتفاق ہے، یعنی ہر رکعت میں تین رکوع ہیں۔

- باقی طریقہ وہی ہے جو نماز کسوف کا ہے۔
- آفات کے ظاہر ہونے پر صرف سجدہ کرنا بھی جائز ہے۔ تفصیل سجود کے باب میں ’’سجدۂ آفات‘‘ کے ضمن میں دیکھیں۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نمازِ سفر کا بیان

نمازِ قصر کی اہمیت:

⌘ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ ﴾

[النساء : ۱۰۱]

''اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ نماز قصر کر لو۔''

⌘ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ))[أبو داؤد، كتاب صلاة السفر، باب صلاة السفر : ۱۱۹۹۔ نسائی : ۱۴۳۴۔ ابن ماجه : ۱۰۶۵۔ صحیح]

''نماز قصر اللہ کی طرف سے تم پر صدقہ ہے، پس اس کے صدقے کو قبول کرو۔''

⌘ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ تُؤْتَى رُخَصُهُ كَمَا يُحِبُّ أَنْ تُؤْتَى عَزَائِمُهُ))

[ابن حبان : ۳۵۴۔ شعیب الارکوط اور علامہ الالبانی نے اسے صحیح کہا ہے]

''اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ تم اس کی دی ہوئی رخصتوں کو قبول کرو، جس طرح وہ پسند کرتا ہے کہ تم اس کے احکام کو قبول کرو۔''

⌘ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((اَلصَّلَاةُ أَوَّلُ مَا فُرِضَتْ رَكْعَتَيْنِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَأُتِمَّتْ

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

صَلَاةُ الْحَضَرِ »[بخاری، کتاب الجمعة، باب يقصر ...... الخ : ١٠٩٠۔ مسلم : ٦٨٥/٣]

”ابتدا میں نماز (سفر وحضر میں) دو دو رکعات فرض کی گئی تھی، پھر سفر کی نماز کو (پہلی حالت میں) باقی رکھا گیا اور حضر کی نماز مکمل کر دی گئی۔“

⌘ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

« اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ الصَّلَاةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ عَلَى الْمُسَافِرِ رَكْعَتَيْنِ »

[مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة المسافر وقصرها : ٦٨٦/٦]

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے مسافر پر دو رکعات فرض کی ہیں۔“

⌘ مزید فرمایا:

«صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ لَا يَزِيْدُ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ »[بخاری، كتاب التقصير، باب من لم يتطوع في السفر دبر الصلاة : ١١٠٢۔ مسلم : ٦٨٩]

”میں (ہمیشہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں، آپ نے کبھی سفر میں نماز دو رکعات سے زیادہ نہیں پڑھی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کو قبض کر لیا۔“

⌘ سفر میں قصر کرنا واجب نہیں، افضل ہے، کیونکہ سفر میں پوری نماز پڑھنا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند سے ثابت ہے۔

⌘ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْصُرُ فِي السَّفَرِ وَ يُتِمُّ » [سنن الدارقطنی : ١٨٨/٢، ح : ٢٢٦٦۔ السنن الكبرىٰ للبيهقی : ١٤١/٣، ح : ٥٤٢٢۔ امام دارقطنی نے اسے صحیح کہا ہے]

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں نماز قصر بھی کرتے تھے اور پوری بھی پڑھتے تھے۔“

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

یہ حدیث صحیح ہے، اس کی مفصل تحقیق کے لیے دیکھیں احکام و مسائل از مبشر احمد ربانی ﷾ (۱/۴۱۵ تا ۴۱۶)

⌘ اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے سفر میں مکمل نماز پڑھنا ثابت ہے۔
[مسلم، كتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة المسافرين وقصرها : ۶۸۵/۳۔ بخاری : ۱۰۹۰]

⌘ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نماز قصر کے لیے سفر کے ساتھ خوف بھی ہونا شرط ہے، یہ خیال درست نہیں، بلکہ نماز قصر کا سبب محض سفر ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:
« اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلٰى مَكَّةَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ » [ترمذی، كتاب السفر، باب ما جاء في التقصير في السفر : ۵۴۷۔ نسائی : ۱۴۳۶۔ صحيح]
''نبی اکرم ﷺ نے مدینہ سے مکہ تک سفر کیا اور آپ ﷺ کو اللہ رب العالمین کے سوا کسی کا ڈر نہ تھا، لیکن آپ نے نماز دو رکعات (یعنی قصر) ہی پڑھی۔''

نماز قصر کی رکعات:

⌘ سفر میں چار رکعت والی نماز دو رکعت پڑھی جائے گی۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:
''میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا ہوں، آپ نے کبھی سفر میں نماز دو رکعات سے زیادہ نہیں پڑھی۔'' [بخاری، كتاب التقصير، باب من لم يتطوع في السفر دبر الصلاة : ۱۱۰۲۔ مسلم : ۶۸۹]

⌘ نماز مغرب سفر میں بھی مکمل یعنی تین رکعات ہی پڑھی جائے گی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:
« رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ يُقِيْمُ الْمَغْرِبَ فَيُصَلِّيْهَا ثَلَاثًا »[بخاری، كتاب التقصير، باب تصلى المغرب ثلاثا في السفر : ۱۰۹۲]
''میں نے دیکھا کہ جب نبی اکرم ﷺ کو سفر میں جلدی ہوتی تھی تو نماز مغرب کی تین رکعات پڑھتے تھے۔''

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نماز قصر کب کی جا سکتی ہے؟:

⌘ جہاں شہر یا گاؤں کی حد ختم ہو گی وہاں سے قصر شروع ہو گی اور واپسی پر شہر یا گاؤں کی حد پر پہنچنے تک قصر پڑھتا رہے گا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((صَلَّيْتُ الظُّهْرَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ أَرْبَعًا وَبِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ)) [بخاری، کتاب التقصیر، باب یقصر إذا خرج من موضعه : ١٠٨٩]

"میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ظہر مدینہ میں چار رکعات پڑھی اور ذی الحلیفہ (جو مدینہ سے باہر ایک بستی ہے) میں (پہنچ کر عصر) دو رکعت ادا کی۔"

⌘ سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں:

((خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ فَكَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ)) [بخاری، کتاب تقصیر الصلوٰۃ، باب ما جاء فی التقصیر ...... الخ : ١٠٨١۔ مسلم : ٦٩٣]

"ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف نکلے (تو دوران سفر میں) ہم دو دو رکعات پڑھتے رہے، حتیٰ کہ واپس مدینہ پہنچ گئے۔"

⌘ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ کوفہ سے (سفر کے ارادہ سے) نکلے تو اسی وقت قصر شروع کر دی، جبکہ ابھی وہ کوفہ کے مکانات دیکھ رہے تھے اور جب واپس آئے (تو کوفہ کے نزدیک قصر نماز پڑھی) تو کسی نے ان سے کہا: "سامنے تو کوفہ نظر آ رہا ہے؟" انھوں نے فرمایا: "نہیں! جب تک ہم کوفہ میں داخل نہ ہو جائیں (قصر ہی پڑھیں گے)۔" [بخاری، کتاب التقصیر، باب یقصر إذا خرج من موضعه، تعلیقاً، قبل الحدیث : ١٠٨٩]

⌘ آدمی گھر سے چل پڑا اور وہ شہر یا بستی کی حد ختم ہونے سے قبل نماز ادا کرنا چاہتا ہے تو مکمل ادا کرے گا، کیونکہ اس کا سفر شروع نہیں ہوا۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

کتنے سفر پر نماز قصر ہوگی؟:

⌘ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مَسِيْرَةَ ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةِ فَرَاسِخَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ))[مسلم، كتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة المسافرين وقصرها : ٦٩١]

''رسول اللہ ﷺ تین میل یا تین فرسخ (نو میل) پر نماز قصر کرتے تھے۔''

اس حدیث میں نماز قصر کے لیے سفر کی دو مقداروں کی تعیین ہے، تین میل یا تین فرسخ، تو احتیاطاً تین فرسخ (نو میل) سفر پر نماز قصر کی جائے۔ یہ موجودہ حساب سے تقریباً اکیس کلو میٹر اور سات سو میٹر بنتا ہے۔ [اسلامی اوزان: ۸۱، از فاروق اصغر صارم رحمہ اللہ]

اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کا منیٰ، مزدلفہ اور عرفات میں اہل مکہ کو نماز قصر پڑھانا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔

ایک جگہ کب تک قصر ہو سکتی ہے؟:

⌘ اس مسئلہ میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ وجہ اختلاف یہ ہے کہ شریعت اس مسئلہ میں خاموش ہے، قرآن و حدیث سے مسافر کے لیے قصر تو ثابت ہے، لیکن کوئی حد بندی ثابت نہیں۔ لہٰذا کچھ علمائے کرام دنوں کی قید لگاتے ہیں اور کچھ نہیں۔

⌘ حد بندی نہ کرنے والوں کا موقف دلائل کی رو سے قوی ہے، کیونکہ اگر حد بندی ضروری ہوتی تو شریعت کبھی خاموش نہ رہتی، بلکہ اتنے اہم مسئلہ میں ضرور حد بندی کرتی اور رسول اللہ ﷺ سے اگرچہ سفر میں پوری نماز پڑھنا بھی ثابت ہے، لیکن افضل قصر نماز پڑھنا ہی ہے اور یہی رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں بیسیوں سفر کیے اور ایک جگہ بیس دن تک قیام بھی ثابت ہے، جیسے غزوۂ تبوک میں اور آپ ﷺ قصر کرتے رہے۔ کوئی ایک بھی ایسی دلیل نہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

اگر آپ ﷺ ان ایام سے زیادہ ٹھہرتے تو پوری نماز پڑھتے۔

⌘ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی کئی کئی ماہ تک قصر کرنا ثابت ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آذربائیجان میں برف کے سبب راستے بند ہونے کی وجہ سے چھ ماہ نماز قصر کرتے رہے۔[السنن الکبریٰ للبیہقی : ۳/۱۵۲، ح : ۵٤۷٦۔ إروا الغلیل : ۵۷۷۔ صحیح]

اب یہ بات معلوم ہے کہ برف کی وجہ سے راستے بند ہوں تو وہ دو چار دن میں نہیں کھلتے، کئی ماہ بھی لگ جاتے ہیں، جیسے اس واقعہ میں چھ ماہ لگ گئے، جب راستے بند ہوئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کو معلوم ہو گیا تھا کہ انھیں کئی ماہ تک یہاں رکنا پڑے گا، لیکن اس کے باوجود وہ نماز قصر پڑھتے رہے، کیونکہ وہ مسافر تھے، مقیم نہیں۔

⌘ مختصر یہ کہ اگر کوئی آدمی کسی وقتی ضرورت کے تحت سفر پر نکلے تو وہ گھر لوٹنے تک قصر کر سکتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کسی جگہ چھ ماہ بھی رکنا پڑے تو وہ قصر کر سکتا ہے، لیکن اگر مستقل قیام کا ارادہ ہے، جیسے طالب علم و ملازم وغیرہ تو وہ پوری نماز پڑھے گا۔ (واللہ اعلم)

سفر میں اذان و جماعت:

⌘ سفر میں اذان، اقامت اور جماعت ایسے ہی ضروری ہے جیسے حضر میں۔ نبی ﷺ نے سفر پر جانے والے دو آدمیوں سے فرمایا:

((إِذَا أَنْتُمَا خَرَجْتُمَا فَأَذِّنَا ثُمَّ أَقِيمَا، ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا))[بخاری، کتاب الأذان، باب الأذان للمسافر إذا کانوا جماعۃ......الخ : ٦٣٠۔ مسلم : ٦٧٤/٢٩٣]

''جب تم سفر پر نکلو تو راستے میں اذان کہنا، پھر اقامت کہنا، پھر تم دونوں میں سے بڑا جماعت کروائے۔''

کیا مسافر مقیم لوگوں کی امامت کروا سکتا ہے؟:

⌘ مسافر آدمی مقیم لوگوں کی امامت نہ کروائے، مگر ان کی اجازت سے جائز ہے۔ رسول

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَا يَؤُمَّهُمْ وَلْيَؤُمَّهُمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ »[أبو داوٗد، كتاب الصلاة، باب إمامة الزائر : ٥٩٦ـ ترمذی :٣٥٦ـ نسائی : ٧٨٨ـ صحيح ـ مسلم : ٦٧٣]

”جو شخص مہمان جائے تو وہاں امامت نہ کروائے، بلکہ ان کا آدمی انھیں جماعت کروائے۔“

⌘ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِي بَيْتِهِ وَلَا فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يُجْلَسُ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ »[أبو داوٗد، كتاب الصلاة، باب من أحق بالإمامة؟ : ٥٨٢ـ ترمذی : ٢٣٥ـ نسائی : ٧٨١ـ ابن ماجه : ٩٨٠ـصحيحـ مسلم : ٦٧٣]

”کسی آدمی کے گھر میں امامت نہ کروائی جائے، نہ اس کی حکومت کی جگہ میں اور نہ اس کی مسند خاص پر بیٹھا جائے، مگر اس کی اجازت سے۔“

مسافر امام کے پیچھے مقیم کی نماز:

⌘ مقیم آدمی مسافر امام کے پیچھے نماز پڑھے تو وہ اپنی نماز مکمل ادا کرے، جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں قصر نماز پڑھائی، پھر فرمایا:

« يَا أَهْلَ مَكَّةَ ! أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ، فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ » [الموطأ، كتاب قصر الصلاة، باب صلاة المسافر إذا كان إمام أو كان وراء الإمام : ١٩ـ صحيح]

”اے اہل مکہ! تم اپنی نماز مکمل کر لو، ہم مسافر لوگ ہیں۔“

مقیم امام کے پیچھے مسافر کی نماز:

⌘ موسیٰ بن سلمہ الہذلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا: ”جب میں مکہ میں (مسافر) ہوتا ہوں اور میں امام کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکوں تو میں (تنہا) کتنی نماز پڑھوں؟“ انھوں نے جواب دیا: ”دو رکعتیں (یعنی قصر نماز) اور یہی ابو القاسم ﷺ کی

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

سنت ہے (کہ مسافر جب مقیم امام کے ساتھ پڑھے تو پوری پڑھے اور جب تنہا پڑھے تو قصر پڑھے گا)۔" [مسلم، کتاب صلوة المسافرین، باب صلاة المسافرین و قصرھا : ٦٨٨]

⌘ نافع بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مکہ میں دس دن قیام کیا اور نماز قصر کرتے تھے اور امام کے ساتھ پڑھتے تو پوری پڑھتے۔ [الموطأ إمام مالك، كتاب قصر الصلوة في السفر : ١٧]

لہٰذا جب مسافر مقیم امام کے ساتھ نماز پڑھے گا تو پوری پڑھے گا، چاہے وہ آخری رکعت میں ہی شامل ہوا ہو، کیونکہ بخاری (٩٠٨) اور مسلم (٦٠٣) میں مطلق حکم ہے: "جو نماز تم (امام کے ساتھ) پالو وہ پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے پورا کر لو۔"

سفر میں نمازیں جمع کرنے کا مسئلہ:

⌘ اصل یہ ہے کہ ہر نماز اپنے وقت پر فرض ہے، لیکن دورانِ سفر میں مسافر کے لیے جمع تقدیم و تاخیر کی رخصت ہے، یعنی وہ ظہر کے ساتھ عصر اور عصر کے ساتھ ظہر ملا سکتا ہے، یہی معاملہ مغرب اور عشاء کا ہے۔

⌘ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کے سفر میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کر کے ادا کیا کرتے تھے۔" [بخاری، کتاب التقصیر، باب الجمع فی السفر بین المغرب والعشاء : ١١٠٧۔ مسلم : ٧٠٥/٥١]

⌘ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ فرماتے تو ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر فرماتے، پھر اترتے اور ان دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے اور اگر سفر شروع کرنے سے پہلے ہی سورج ڈھل جاتا تو ظہر پڑھتے اور سوار ہو جاتے۔" [بخاری، کتاب التقصیر، باب إذا ارتحل بعدھا ...... الخ : ١١١٢۔ مسلم : ٧٠٤۔ أبو داؤد : ١٢١٨]

⌘ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: "نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں جب سورج ڈھلنے

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کو مؤخر کرتے، حتیٰ کہ عصر کے ساتھ جمع کر کے پڑھتے اور جب سورج ڈھلنے کے بعد کوچ کرتے تو ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھتے، پھر سفر شروع کرتے۔ اسی طرح جب مغرب سے پہلے روانہ ہوتے تو مغرب کو مؤخر کرتے، حتیٰ کہ عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھتے اور جب مغرب کے بعد کوچ کرتے تو عشاء کو جلدی کر کے مغرب کے ساتھ پڑھ لیتے۔'' [أبو داؤد، کتاب صلوۃ السفر، باب الجمع بین الصلاتین : ۱۲۲۰۔ ترمذی : ۵۵۳۔ صحیح]

⌘ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''میں نے دیکھا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو سفر میں چلنے کی جلدی ہوتی تو آپ ﷺ مغرب کو مؤخر کرتے، یہاں تک کو (شفق غائب ہو جاتی اور) مغرب اور عشاء کو اکٹھا کر کے پڑھتے۔'' [بخاری، کتاب التقصیر، باب تصلی المغرب ثلاثا فی السفر : ۱۰۹۱۔ مسلم : ۷۰۳۔ أبو داؤد : ۱۲۰۷۔ ترمذی : ۵۵۵۔ صحیح]

⌘ اوپر مذکور جمع و تقدیم کے دونوں طریقے مسافر کے لیے دورانِ سفر ہیں، لیکن اگر وہ منزل پر پہنچ جاتا ہے اور اس کا سفر ختم ہو جاتا ہے، تو پھر اس کے لیے یہ جائز نہیں۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض لوگ منزل پر پہنچ کر، جہاں انھوں نے ایک دو دن قیام کرنا ہوتا ہے، وہاں ظہر کے ساتھ عصر اور مغرب کے ساتھ عشاء پڑھ لیتے، اسی طرح ظہر کو عصر کے ساتھ اور مغرب کو عشاء کے ساتھ پڑھنا جائز سمجھتے ہیں، لیکن سنت سے یہ چیز ثابت نہیں۔ ہاں اگر وہ مقیم کی طرح جمع کرنا چاہیں تو جائز ہے اور اس کا طریقہ آگے آ رہا ہے۔

⌘ بعض لوگ اپنے گاؤں یا شہر ہی میں سفر شروع کرنے سے پہلے ظہر کے ساتھ عصر اور مغرب کے ساتھ عشاء پڑھ لیتے ہیں، یہ بھی جائز نہیں۔ یہ طریقہ مسافر کے لیے تو جائز ہے جو حالت سفر میں ہے، مقیم کے لیے نہیں، جو ابھی اپنے گاؤں اور شہر کی حدود میں موجود ہے، ہاں گاؤں اور شہر کی حدود سے باہر نکل جائے تو پھر جائز ہے۔

⌘ ظہر و عصر اور مغرب و عشاء ہی کی نمازیں جمع کی جا سکتی ہیں، عصر و مغرب یا فجر و ظہر وغیرہ کو جمع کرنا جائز نہیں۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

سفر میں سنن کا مسئلہ:

- سفر میں صرف فرض ادا کیے جائیں گے، سنن معاف ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

«صَحِبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اَرَهُ يُسَبِّحُ فِي السَّفَرِ» [بخاری، کتاب التقصیر، باب من لم يتطوع فى السفر دبر الصلاة : ١١٠١۔ مسلم : ٦٨٩/٩]

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں، لیکن کبھی آپ کو سفر میں سنتیں پڑھتے نہیں دیکھا۔''

- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ان کے بھتیجے حفص نے کہا: ''اگر آپ سفر میں سنتیں بھی پڑھ لیں تو کیا حرج ہے؟'' تو انھوں نے فرمایا: ''اگر میں نے سنن پڑھنا ہوتیں تو میں فرض ہی پورے (مقیم والے) پڑھ لیتا۔'' [مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها : ٦٨٩]
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں فجر کی سنتیں لازمی طور پر ادا کرتے تھے۔ [مسلم، كتاب المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها : ٦٨١]

حضر میں نمازیں جمع کرنے کا مسئلہ:

- مقیم آدمی دو نمازیں جمع کر سکتا ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں رہ کر سات رکعات (ایک ساتھ) اور آٹھ رکعات (ایک ساتھ) پڑھیں، یعنی ظہر و عصر (کی آٹھ رکعات) اور مغرب و عشاء (کی سات رکعات)۔'' [بخاری، کتاب مواقيت الصلوة، باب تأخير الظهر إلى العصر : ٥٤٣]
- بعض علماء حضر میں بغیر عذر کے دو نمازیں جمع کرنے کو کبیرہ گناہ شمار کرتے ہیں، ایسی کوئی بات نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضر میں بغیر عذر کے دو نمازیں جمع کرنا ثابت ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں بغیر خوف

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

اور بغیر سفر کے ظہر و عصر کو اکٹھا کر کے پڑھا۔'' ابو زبیر کہتے ہیں کہ میں نے سعید سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ انھوں نے جواب دیا کہ یہی سوال میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کیا تھا تو انھوں نے فرمایا: '' آپ ﷺ چاہتے تھے کہ میری امت میں سے کوئی شخص مشکل میں نہ پڑے۔'' [مسلم، كتاب صلوة المسافرين، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر : ٧٠٥/٥٠]

- اور مسلم ہی کی ایک حدیث (۷۰۵/۵۴) میں سفر کی جگہ بارش کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ میں بارش اور خوف کے بغیر نمازیں جمع کیں۔ ایک حدیث میں ہے: ((مِنْ غَيْرِ مَرَضٍ وَلَا عِلَّةٍ)) [طبراني كبير : ١٣٧/١٢، ح : ١٢٨٠٧، إسناده حسن لذاته، حلية الأولياء لأبي نعيم : ٩٠/٣۔ محمد بن مسلم صدوق حسن الحديث، وثقه الجمهور۔] ''بغیر کسی مرض اور علت کے (دو نمازیں جمع کیں)۔''
- تو ثابت ہوا کہ بغیر کسی علت کے حضر میں دو نمازیں جمع کی جا سکتی ہیں، لیکن انھیں معمول بنانا قطعاً جائز نہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا معمول نمازوں کو اول وقت میں ادا کرنا تھا۔
- جب بغیر کسی علت کے کبھی کبھار دو نمازیں جمع کرنا جائز ہے تو پھر بیماری، بارش، یا کسی اور علت کی وجہ سے دو نمازیں جمع کرنا بھی جائز ہوا، لیکن طریقہ وہی ہو گا جو مقیم کے لیے حدیث سے ثابت ہے اور وہ آگے بیان ہو رہا ہے۔

حضر میں دو نمازیں جمع کرنے کا طریقہ:

- مقیم آدمی اگر دو نمازیں جمع کرنا چاہتا ہے تو وہ ظہر کو لیٹ کرے گا اور عصر کو مقدم، اسی طرح مغرب کو لیٹ کرے گا اور عشاء کو مقدم۔ عبد اللہ بن شقیق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (بصرہ میں) عصر کے بعد خطبہ دینا شروع کیا، حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اور ستارے چمکنے لگے، تو لوگ کہنے لگے، نماز، نماز۔ پھر بنی تمیم کا ایک شخص آیا، وہ بغیر کسی وقفہ کے مسلسل کہنا شروع ہوا نماز، نماز۔ تب ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''کیا تو مجھے سنت سکھاتا ہے؟ تیری ماں مرے!'' پھر فرمایا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کر کے پڑھا۔" (اور انھوں نے مغرب و عشاء کو جمع کر کے پڑھا) عبد اللہ بن شقیق رحمہ اللہ کہتے ہیں: "میرے دل میں خلش رہی تو میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: "ابن عباس رضی اللہ عنہما سچ کہتے ہیں۔" [مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، باب الجمع بین الصلاتین فی الحضر : ۷۰۵/۵۷۔ نسائی : ۵۹۱]

⌘ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک عورت کو استحاضہ کا مرض لاحق ہوا تو اسے حکم دیا گیا کہ وہ نماز عصر کو جلدی اور ظہر کو لیٹ کرے اور ان دونوں نمازوں کے لیے ایک غسل کرے اور مغرب کو مؤخر کرے اور عشاء کو جلدی کرے اور ان دونوں کے لیے ایک غسل کرے اور فجر کی نماز کے لیے ایک غسل کرے۔ [أبو داؤد، کتاب الطھارۃ، باب من قال تجمع بین الصلاتین و تغتسل لھما غسلا : ۲۹۴۔ نسائی : ۲۱۴۔ صحیح]

⌘ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے ابو الشعثاء جابر بن زید سے کہا: "اے ابو الشعثاء! میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے ظہر کو لیٹ کیا اور عصر کو جلدی کیا اور مغرب کو لیٹ کیا اور عشاء کو جلدی کیا۔" تو انھوں نے کہا: "میرا بھی یہی خیال ہے۔" [مسلم : ۷۰۵/۵۵]

⌘ بعض کا خیال ہے کہ مطلق جمع کرنا جائز ہے، یعنی جمع تقدیم و تاخیر، لیکن ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے، مقیم کے لیے دو نمازیں جمع کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے جو اوپر بیان ہوا، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مغرب کو لیٹ اور عشاء کو جلدی کر کے پڑھا اور فرمایا کہ ہم زمانۂ نبوی میں بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی تائید کی ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے حضر میں سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا کو دو نمازیں جمع کرنے کا جو طریقہ بتایا وہ بھی یہی ہے، یعنی حضر میں اگر کوئی عذر ہو تو بھی طریقہ ایک ہی ہے۔ لہٰذا سنت سے صرف تاخیر و تعجیل والا طریقہ ثابت ہے، اس کے علاوہ کچھ ثابت نہیں۔

⌘ اور بعض کا خیال ہے کہ مقیم کے لیے صرف جمع صوری جائز ہے، وہ اس طرح کہ ظہر کو

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

اس کے آخری وقت میں اور عصر کو اس کے اول وقت میں ادا کیا جائے، تا کہ دونوں نمازیں جمع بھی ہو جائیں اور اپنے اپنے وقت میں بھی پڑھی جائیں۔ ایک تو اس میں مشقت ہے جس سے جمع کا مقصد فوت ہو جاتا ہے، کیونکہ جمع کا مقصد رفع حرج ہے جبکہ جمع صوری باعث حرج ہے اور پھر اس کی بھی قرآن و حدیث میں کوئی دلیل نہیں۔ (واللہ اعلم)

سفر میں نوافل کا مسئلہ:

- تمام اقسام کے نوافل سفر میں ادا کیے جا سکتے ہیں۔ (ان کی تفصیل ان کے متعلقہ ابواب میں ملاحظہ فرمائیں)

سفر میں فوت شدہ نماز حضر میں قصر یا پوری:

- اگر کسی کی کوئی نماز سفر میں رہ گئی تو وہ حضر میں فوت شدہ نماز پوری پڑھے گا، کیونکہ اب وہ مسافر نہیں اور قصر کی رخصت دوران سفر میں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
  ''اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ نماز قصر کرلو۔'' [النساء : ١٠١]
- اور اسی طرح اگر کسی کی حضر میں کوئی نماز رہ گئی ہے اور اس نے سفر شروع کر دیا ہے تو وہ قصر کر سکتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مطلق فرمایا ہے کہ مسافر قصر کر لے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، لیکن اگر وہ پوری پڑھنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے۔ کیونکہ سفر میں پوری نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ احتیاط اسی میں ہے کہ وہ پوری پڑھے، بہر حال اس کے لیے قصر کرنا جائز ہے۔ (واللہ اعلم)

سفر میں نوافل سواری پر ادا کرنا:

- نوافل سواری پر ادا کیے جا سکتے ہیں۔ (اس کی تفصیل نفل نمازوں کے باب میں ''نفل سواری پر'' کے عنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیں)

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

نمازِ خوف کا بیان

✽ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا ﴾ [النساء : ۱۰۱]

''جب تم سفر کرو تو نماز قصر (مختصر) کر لینے میں تم پر کوئی حرج نہیں، اگر تمھیں خوف ہو کہ کفار تم پر چڑھ آئیں گے۔''

✽ نمازِ خوف دو موقعوں پر ادا کی جاتی ہے، ایک حالتِ جنگ میں کہ جب عام حالت والی نماز ادا کرنے کا موقع نہ ہو اور دوسرا موقع یہ کہ کسی بھی جگہ جہاں نماز پڑھنے سے خطرہ ہو، مثلاً کوئی آدمی کافروں کی سرزمین میں ان کی جاسوسی کی غرض سے گیا ہو۔ اگر وہ عام حالت والی نماز پڑھتا ہے تو اس کی اصلیت ظاہر ہونے کا خدشہ ہے، جو خطرہ سے خالی نہیں، یا کسی جگہ مسلمانوں کے خلاف ہنگامہ برپا ہو، جیسے ہندوستان اور مغربی ممالک وغیرہ۔

✽ نمازِ خوف کا حکم غزوۂ احزاب کے بعد کا ہے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''جنگ خندق کے موقع پر مشرکوں نے ہمیں نماز ظہر ادا کرنے سے روکے رکھا، حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اور یہ واقعہ قتال کے بارے میں (سورۂ بقرہ: ۲۳۹ میں) جو نازل ہوا ہے اس سے پہلے کا ہے۔'' [نسائي، كتاب الأذان، باب للفائت من الصلوات : ٦٦٢۔ مسند أحمد : ٢٥/٣، ح : ١١٢٠٤۔ صحيح]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نمازِ خوف کی رکعات:

⌘ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

« إِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ الصَّلَاةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ عَلَى الْمُسَافِرِ رَكْعَتَيْنِ وَعَلَى الْمُقِيمِ أَرْبَعًا وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً »[مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة المسافر وقصرها : ٦٨٧/٦]

''اللہ تعالیٰ نے تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے مسافر پر دو رکعات، مقیم پر چار رکعات اور حالت خوف میں ایک رکعت نماز فرض کی ہے۔''

⌘ دو رکعات بھی جائز ہیں۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيِ الْخَوْفِ »
[بخاري، كتاب المغازي، باب غزوة ذات الرقاع : ٤١٢٧ـ مسلم : ٨٣٩]

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف کی دو رکعات پڑھائیں۔''

نماز خوف کی جماعت:

⌘ خوف میں جماعت ممکن ہو تو نماز با جماعت ہی ادا کرنی چاہیے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ ﴾ [النساء : ١٠٢]

''اور جب تو ان میں موجود ہو، پس ان کے لیے نماز کھڑی کرے۔''

⌘ اگر جماعت ناممکن ہو تو تنہا نماز پڑھنا جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ، فَأَدْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيقِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نُصَلِّي حَتّٰى نَأْتِيَهَا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّي »
[بخاري، كتاب الخوف، باب صلاة الطالب والمطلوب راكبا و إيماء : ٩٤٦]

''تم میں سے کوئی بنو قریظہ میں پہنچے بغیر نماز عصر نہ پڑھے۔'' تو بعض لوگوں نے راستے ہی میں عصر کا وقت پالیا، بعض نے کہا ہم تو بنو قریظہ میں پہنچ کر نماز پڑھیں گے اور بعض نے کہا کہ ہم تو ابھی پڑھیں گے۔''

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نمازِ خوف ادا کرنے کا طریقہ:

* جنگ اور خوف کے حالات مختلف جگہوں میں مختلف ہوتے ہیں، لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف کے کئی طریقے بتائے ہیں، حالات کے مطابق ایسے طریقے کا انتخاب کیا جاسکتا ہے جو ممکن اور آسان ہو، چند طریقے حسب ذیل ہیں:

① اگر سب مسلمانوں کا ایک جماعت سے نماز پڑھنا ممکن ہو تو ایک ہی جماعت سے نماز ادا کرنی چاہیے۔ [النساء : ۱۰۲]

② اگر ایک جماعت سے نماز ادا کرنا ممکن نہ ہو تو حالات کے اعتبار سے مسلمانوں کی مختلف جماعتیں بن جائیں اور الگ الگ جماعت کروالیں۔

③ اگر امام ایک ہے تو وہ سب کو علیحدہ علیحدہ جماعت کرا دے۔ فرائض کے علاوہ باقی اس کے نفل ہو جائیں گے۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر وہ پیچھے چلے گئے اور دوسرے گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں اور (اس طرح) نبی کریم ﷺ کی چار اور لوگوں کی دو دو رکعتیں ہوگئیں۔'' [بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ ذات الرقاع : ۴۱۳۶۔ مسلم : ۱۹۴۹]

④ اگر جماعت ممکن نہ ہو تو جو شخص جہاں اور جس حالت میں ہے اسی حالت میں نماز ادا کر لے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ﴾ [البقرۃ : ۲۳۹]

''اگر تم حالت خوف میں ہو تو پیدل ہو یا سوار (جیسے ممکن ہو نماز ادا کرو)۔''

⑤ اگر ایک جگہ ٹھہر کر نماز ادا نہیں کی جا سکتی تو ہر آدمی جس حال میں ہو، نماز ادا کر لے، یعنی سوار ہو یا پیدل، چلتا پھرتا، دوڑتا۔ اس میں قبلہ رخ ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور رکوع و سجود اشارے سے کر لے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے فرماتے ہیں:

''اگر خوف اس سے زیادہ ہو تو کھڑے کھڑے، یا سواری پر (چلتے ہوئے) اشارے سے نماز ادا کر لو، رخ قبلہ کی طرف ہو یا غیر قبلہ کی طرف۔'' [بخاری، کتاب

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

التفسیر، باب قولہ ﴿ فإن خفتم فرجالا أو رکبانا ﴾ ...... الخ : ٤٥٣٥ـ مسلم : ٣٠٦/ ٨٣٩]

⑥ آپ ایسے علاقے میں ہیں جہاں نماز پڑھنے ہی سے خطرہ ہے تو اشارے سے نماز ادا کر لیں، مندرجہ بالا حدیث اس کی دلیل ہے، مزید یہ کہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خالد بن سفیان الہذلی کے تعاقب میں عُرنہ اور عرفات کی طرف روانہ کیا اور فرمایا: ''جاؤ اور اسے قتل کر دو۔'' جب میں نے اسے دیکھا تو نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا، میں نے خیال کیا کہ اگر میں نے نماز مؤخر کی تو میرے اور اس کے درمیان کچھ ہو جائے گا۔ تو میں اس کی طرف چلنے لگا اور ساتھ ساتھ اشاروں سے نماز پڑھنے لگا۔'' [أبو داوٗد، کتاب صلاۃ السفر، باب صلاۃ الطالب : ١٢٤٩ـ صحیحہ ابن خزیمۃ : ٣/ ٩١، ٩٢، ح : ٩٨٢ـ ابن حبان : ٧١٦٠ـ عبد اللہ بن عبد اللہ بن أنیس صدوق حسن الحدیث، وثقہ ابن خزیمۃ و ابن حبان بتصحیح حدیثہ، و ذکرہ ابن حبان فی الثقات : ٥/ ٣٧]

✱ امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''نماز خوف کے مختلف طریقے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف ایام میں مختلف صورتوں سے نماز ادا کی، لہٰذا ہر وہ طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے جو نماز کے لیے زیادہ احتیاط والا اور پہرے (دفاع) کے لیے زیادہ سود مند ہو۔'' [معالم السنن : ٢٦٩]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

سجود کا بیان

* اس باب میں ان مواقع کو بیان کیا جا رہا ہے کہ جہاں شریعت نے ہمیں صرف سجدہ کرنے کی ہدایت کی ہے، نماز ادا کرنے کی نہیں۔
* سجدہ چونکہ نماز نہیں ہے، لہٰذا اس کے لیے نماز کے احکام ومسائل اور شرائط کی پابندی ضروری نہیں۔
* سجدہ کے لیے وضو ضروری نہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْوُضُوءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ »[أبو داوٗد، کتاب الأطعمة، باب فی غسل الیدین عند الطعام : ۳۷۶۰۔ ترمذی: ۱۸۴۷۔ نسائی: ۱۳۲۔ صحیح]

''مجھے صرف نماز کے لیے وضو کا حکم دیا گیا ہے۔''

یعنی وضو نماز کے لیے شرط ہے۔

سجدۂ تلاوت کا بیان:

* رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ، اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي، يَقُولُ يَا وَيْلِي! أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ »[مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان إطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ : ۸۱]

''جب آدمی سجدہ والی آیت تلاوت کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے، تو شیطان علیحدہ ہو کر روتا ہے اور کہتا ہے: ''ہائے میری ہلاکت! آدم کے بیٹے کو سجدہ کرنے کا حکم

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

دیا گیا تو اس نے سجدہ کیا، لہٰذا اسے جنت ملے گی، جبکہ مجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو میں نے نافرمانی کی اور میرے لیے آگ ہے۔''

⌘ نماز میں قرآن مجید کی سجدہ والی آیت تلاوت کی جائے تو سجدہ کرنا چاہیے۔

⌘ امام نماز میں آیت سجدہ پر سجدہ کرے تو مقتدی بھی سجدہ کریں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

« كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَيْنَا السُّوْرَةَ فِيْهَا السَّجْدَةُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ »[بخاری، کتاب سجود القرآن، باب من سجد لسجود القارئ : ۱۰۷۵]

''نبی اکرم ﷺ ہمارے سامنے کوئی سجدہ والی سورت پڑھتے تو سجدہ کرتے اور ہم بھی سجدہ کرتے تھے۔''

⌘ سجدۂ تلاوت میں مندرجہ ذیل دعا پڑھنی چاہیے:

« اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا، وَضَعْ عَنِّيْ بِهَا وِزْرًا وَاجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَ تَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ عَبْدِكَ دَاوٗدَ » [ترمذی، کتاب الجمعة، باب ما جاء ما يقول في سجود القرآن : ۵۷۹۔ ابن ماجه : ۱۰۵۳۔ صحيح]

''اے اللہ! اس سجدہ کی وجہ سے میرے لیے اپنے پاس ثواب لکھ اور اس کی وجہ سے مجھ سے گناہوں کا بوجھ اتار دے اور اسے میرے لیے اپنے ہاں ذخیرہ بنا دے اور اس سجدے کو میری طرف سے قبول فرما، جس طرح تو نے اپنے بندے داؤد (علیہ السلام) سے قبول فرمایا ہے۔''

دوسری دعا، جو مشہور ہے: « سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ » یہ عام سجدوں کی دعا ہے اور جس روایت میں سجدۂ تلاوت کا ذکر ہے، جیسے ابو داؤد (۱۴۱۴) وہ ضعیف ہے، اس میں ایک راوی ''رجل'' مجہول ہے۔

⌘ سجدۂ تلاوت فرض نہیں، یعنی چھوڑ دینے پر گناہ نہیں۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَالنَّجْمِ﴾ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيْهَا »
[بخاری، کتاب سجود القرآن، باب من قرء السجدة ولم يسجد : ۱۰۷۳۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

مسلم : ٥٧٧]

”میں نے نبی ﷺ کے سامنے سورۃ النجم کی تلاوت کی تو آپ نے سجدہ نہیں کیا۔“

سجدۂ آیات (آفات) کا بیان:

⌘ کوئی بھی آفت ظاہر ہو تو فوراً سجدہ میں گر جانا چاہیے۔ عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خبر دی گئی کہ رسول اللہ ﷺ کی فلاں بیوی فوت ہو گئی ہیں تو آپ سجدے میں گر گئے، ان سے کہا گیا کہ آپ اس موقع پر سجدہ کیوں کر رہے ہیں؟ تو انھوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا رَاَیْتُمْ آیَةً فَاسْجُدُوْا وَ اَیُّ آیَةٍ اَعْظَمُ مِنْ ذَهَابِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ))[أبو داوٗد، کتاب الصلاة، باب السجود عند الآیات : ١١٩٧۔ ترمذی : ٣٨٩١۔ حسن]

”جب تم کوئی آفت دیکھو تو فوراً سجدہ میں گر جاؤ اور بھلا زوجۂ نبی ﷺ کی وفات سے بڑھ کر بھی کوئی حادثہ ہوگا۔“

سجدۂ شکر کا بیان:

⌘ جب آدمی کو کوئی نعمت یا خوشخبری ملے تو اسے فوراً سجدہ میں گر جانا چاہیے۔ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں:

((اَنَّهُ كَانَ اِذَا جَاءَ اَمْرُ سُرُوْرٍ اَوْ بُشِّرَ بِهٖ خَرَّ سَاجِدًا شَاكِرًا لِلّٰهِ))

[أبوداوٗد، کتاب الجهاد، باب فی سجود الشکر : ٢٧٧٤۔ ترمذی : ١٥٧٨۔ ابن ماجه : ١٣٩٢۔حسن]

”نبی اکرم ﷺ کو جب کوئی نعمت میسر آتی، یا کوئی خوشخبری ملتی تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ میں چلے جاتے۔“

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

عیدین کا بیان

⌘ عیدین اسلام کے شعائر میں سے ہیں اور انھیں کسی صورت ترک نہیں کیا جا سکتا۔

⌘ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كَانَ لَكُمْ يَوْمَانِ تَلْعَبُوْنَ فِيْهِمَا وَقَدْ اَبْدَلَكُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْاَضْحٰى)) [نسائی، کتاب صلاۃ العیدین، (باب) : ۱۵۵۷۔ أبو داؤد : ۱۱۳۴۔ صحیح]

''(دور جاہلیت میں) تمھارے کھیلنے کودنے کے لیے دو دن مخصوص تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں تمھیں ان سے بہتر دو دن عطا فرمائے ہیں، یعنی یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ۔''

عیدین کے دن روزہ رکھنا:

⌘ عیدین کے دن روزہ رکھنا جائز نہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ الْعِيْدَيْنِ)) [بخاری، کتاب الأضاحی، باب ما یؤکل من لحوم الأضاحی ...... الخ : ۵۵۷۱۔ مسلم : ۱۱۳۷]

''رسول اللہ ﷺ نے تمھیں عیدین کے دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔''

عید کی تیاری کرنا:

⌘ رسول اللہ ﷺ عید کے دن خوبصورت اور خاص لباس پہنتے تھے۔ [بخاری، کتاب

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

العیدین، باب فی العیدین والتجمل فیہ : ۹۴۸]

⌘ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے عید الفطر والے دن فرمایا: ''دو عیدیں ایک ہی دن میں اکٹھی ہوگئی ہیں۔'' [أبو داؤد، کتاب الجمعة، باب إذا وافق یوم الجمعة یوم عید: ۱۰۷۲۔ صحیح]

لہٰذا عید کے لیے ان تمام آداب کا خیال رکھنا چاہیے جو جمعہ کے ضمن میں بیان ہوئے ہیں۔

عید کے دن کھیل کود:

⌘ عید کے دن خوشی کے دن ہیں، ان میں کھیلنا کودنا جائز ہے، تاکہ خوشی کا اظہار ہو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''عید الفطر یا عید الاضحیٰ کا دن تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی میرے پاس تشریف فرما تھے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور میرے پاس دو بچیاں جنگ بعاث کے وہ اشعار پڑھ رہی تھیں جو انصار کے شعراء نے اپنے فخر میں کہے تھے، تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یہ شیطانی مزامیر!'' انھوں نے یہ جملہ دو دفعہ دہرایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابو بکر! انھیں چھوڑ دے، ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور ہماری عید آج کا یہ دن ہے۔'' [بخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم و أصحابه المدينة : ۳۹۳۱۔ مسلم : ۸۹۲]

⌘ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''عید کے دن حبشی صحابہ اپنے سپر اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے۔'' [بخاری، کتاب الجهاد، باب الدرق : ۲۹۰۷۔ مسلم : ۱۷/ ۸۹۲]

عید کے دن ملاقات کرنا:

⌘ ثقہ و صدوق محدث امام علی بن ثابت الجزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے ''تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَ مِنْكَ'' (اللہ تعالیٰ ہماری اور تمھاری نیکیاں قبول فرمائے) کے متعلق پوچھا، جو کلمہ لوگ عید کے دن ایک دوسرے سے کہتے ہیں، تو انھوں

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نے فرمایا: ”ہمارے ہاں (مدینہ میں) لوگ ہمیشہ ہی سے ایسا کرتے آ رہے ہیں اور ہم اس میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے۔“ [الثقات ابن حبان : ۹/۹۰، ت : ۱۵۳۴۸۔ إسناده صحیح]

⌘ ثقہ وصدوق تابعی امام مکحول رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ عید والے دن جب کوئی شخص ان سے ملتا تو وہ اسے یہ دعا دیتے: ” بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ “ کہ اللہ تعالیٰ تیرے اعمال میں برکت دے۔ [تاریخ ابن معین، روایة الدوری : ۲/۳۳۶، ت : ۵۱۶۷ إسناده حسن لذاته، حجوة و عثمان هما صدوقان وثقهما الجمهور]

⌘ عیدین کے دن معانقہ کرنے یعنی گلے ملنے کی کوئی دلیل میرے علم میں نہیں ہے۔ [تفصیل کے لیے دیکھیں هداية التجدين في حكم المعانقة والمصافحة بعد العيدين لمحدث علامة شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ : ۱۱۶ تا ۱۲۵]

تکبیراتِ عید:

⌘ تکبیرات کہنا عید کا حصہ ہے، لازمی طور پر کہنی چاہییں، ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾ [البقرة : ۱۸۵]

”اور تم ایک ماہ کی گنتی پوری کرو اور پھر اللہ کی بڑائی کرو کہ جو اس نے تمھیں ہدایت دی ہے، تاکہ تم شکر گزار بنو۔“

⌘ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

« اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ فِي الْعِيْدَيْنِ...... رَافِعًا صَوْتَهُ بِالتَّهْلِيْلِ وَالتَّكْبِيْرِ » [ابن خزيمة: ۲/۶۱۲، ح : ۱۴۳۱۔ السلسلة الصحيحة : ۱۷۱]

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کے دنوں میں باہر نکلتے تو بلند آواز سے تکبیر و تہلیل پڑھتے ہوئے نکلتے۔“

⌘ ثقہ تابعی امام نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد سے سویرے سویرے ہی عید گاہ کی طرف نکل جاتے تھے اور عید گاہ میں پہنچنے تک بلند آواز میں تکبیرات کہتے

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

رہتے اور وہاں امام کے آنے تک بھی تکبیرات کہتے رہتے۔" [السنن الکبریٰ للبیھقی : ۲۷۹/۳، ح : ۶۱۲۹، إسناده حسن لذاته۔ سنن الدارقطنی : ۴۴/۲، ح : ۱۶۹۸]

⌘ خواتین بھی عید گاہ کو جاتے ہوئے اور عید گاہ میں نماز تک آہستہ آواز سے تکبیرات کہیں۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: " (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے) ہمیں عید کے دن عید گاہ جانے کا حکم ہوتا، یہاں تک کہ کنواری لڑکی بھی اپنے پردے والی جگہ سے باہر نکلتی اور حیض والی عورتیں بھی نکلتیں، وہ لوگوں کے پیچھے رہتیں، مردوں کے ساتھ تکبیرات کہتیں، ان کے ساتھ دعا میں شریک ہوتیں اور اس دن کی برکت اور پاکیزگی حاصل کرنے کی امید رکھتیں۔" [بخاری، کتاب العیدین، باب التکبیر أیام منًی وإذا غدا إلى عرفة : ۹۷۱۔ مسلم : ۱۱/ ۸۹۰]

⌘ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تکبیرات کے مختلف الفاظ ثابت ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں:

① عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تکبیرات کے الفاظ یوں پڑھا کرتے تھے:

«اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ اَجَلُّ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، عَلٰى مَا هَدَانَا» [السنن الکبریٰ للبیھقی : ۳۱۵/۳، ح : ۶۲۸۰، و إسناده صحیح]

" اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لیے تمام تعریفیں ہیں۔ اللہ سب سے بڑا اور جلالت والا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، (اس کی یہ سب تعریفیں) اس وجہ سے کہ اس نے ہمیں ہدایت دی۔"

② اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ الفاظ بھی ثابت ہیں:

«اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَجَلُّ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ» [مصنف ابن أبي شيبة : ۴۸۹/۱، ۴۹۰، ح : ۵۶۴۵، ۵۶۵۴، و إسناده صحیح]

" اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا، اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا، اللہ سب سے

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

بڑا اور سب سے زیادہ جلالت والا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں۔"

③ سیدنا سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ سے تکبیرات کے الفاظ یوں منقول ہیں:

«اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ أَعْلٰى وَ اَجَلُّ مِنْ اَنْ تَكُوْنَ لَكَ صَاحِبَةٌ، اَوْ يَكُوْنَ لَكَ وَلَدٌ، اَوْ يَكُوْنَ لَكَ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ، اَوْ يَكُوْنَ لَكَ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا» [السنن الكبرى للبيهقي : ٣١٦/٣، ح : ٦٢٨٢ و إسناده صحيح]

"اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا، اے اللہ! تو اس سے اعلیٰ و اجل ہے کہ تیری کوئی بیوی ہو، یا تیری اولاد ہو، یا بادشاہی میں تیرا کوئی شریک ہو، یا عاجزی و کمزوری کی وجہ سے تیرا کوئی مددگار ہو، اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے رہو، اے اللہ! ہمیں معاف فرما، اے اللہ! ہم پر رحم فرما!"

④ ثقہ تابعی ابراہیم نخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ یوم عرفہ کو یہ تکبیرات پڑھتے تھے:

«اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ» [ابن أبي شيبة : ١٦٧/٢، ح : ٥٦٤٩۔ صحيح]

"اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں۔"

تکبیرات عید کے یہ الفاظ دارقطنی میں مرفوع بھی مروی ہیں، لیکن اس کی سند سخت ضعیف ہے اور یہی الفاظ علی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے ابن ابی شیبہ میں مروی ہیں، لیکن وہ سند بھی ضعیف ہے۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نمازِ عید کا بیان

⌘ نماز عیدین کا ایک لازمی جز ہے، یہ مردوں اور عورتوں (جو شرعی احکام کے مکلف ہیں) سب پر فرض عین ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِيْ يَوْمِنَا هٰذَا اَنْ نُصَلِّيَ» [بخاری، کتاب العیدین، باب سنة العیدین لأهل الإسلام : ۹۵۱]

''ہم اپنے اس (عید کے) دن کی ابتدا نماز سے کریں گے۔''

⌘ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«اَمَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُخْرِجَ الْعَوَاتِقَ ذَوَاتِ الْخُدُوْرِ» [بخاری، کتاب العید، باب خروج النساء والحیض إلی المصلی : ۹۷۴۔ مسلم : ۸۹۰]

''ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم جوان پردے والی خواتین کو بھی عید گاہ میں لے کر جائیں۔''

نمازِ عید میں خواتین کی شرکت:

⌘ عید گاہ میں عورتوں کی شرکت لازمی ہے، اگرچہ وہ حیض یا نفاس کے دن گزار رہی ہوں۔

⌘ حیض ونفاس والی عورتیں نماز سے علیحدہ رہیں لیکن دعا، تکبیرات (اور خطبہ) میں ضرور شرکت کریں۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«اَمَرَنَا اَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيْدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ، فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ، وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ،

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

قَالَتِ امْرَأَةٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا » [بخاری، کتاب الصلاة، باب وجوب الصلاة فی الثياب : ۳۵۱۔ مسلم : ۸۸۳/۱۲]

''ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم عید کے دن حیض والی اور پردہ دار خواتین کو بھی لے کر آئیں، تاکہ وہ مسلمانوں کے اجتماع اور دعا میں شامل ہوں، ہاں حیض والی عورتیں جائے نماز سے دور رہیں۔ ایک عورت کہنے لگی: ''اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کسی کے پاس اوڑھنی نہیں ہوتی؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی سہیلی اسے اپنی اوڑھنی میں سے ایک حصہ اوڑھا دے۔''

بعض لوگوں نے ان تمام احادیث کے باوجود عورتوں کے لیے عید گاہ میں جانے پر پابندی لگا رکھی ہے اور یہ مشہور کر رکھا ہے کہ عورتوں کے لیے عید گاہ میں جانا ممنوع ہے، یہ سراسر زیادتی اور احادیث کا مقابلہ ہے۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ الشوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عورتوں کے عید کے لیے نکلنے کو مطلق طور پر مکروہ کہنا صحیح احادیث کا فاسد آراء کے ذریعے رد کرنا ہے اور اگر تو جوان لڑکیوں کو خاص طور پر روکا جائے تو متفق علیہ صریح حدیث اس کا انکار کرتی ہے، یعنی یہ متفق علیہ حدیث کے صراحتاً خلاف ہے۔'' [نیل الأوطار : ۳۴۲/۳۔ والنسخۃ الأخری : ۳۰۶/۳]

نمازِ عید میں بچوں کی شرکت:

⌘ بچوں کو بھی نمازِ عید میں شرکت کرنی چاہیے، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں بچے تھے، فرماتے ہیں:

« خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحٰى فَصَلَّى الْعِيْدَ »[بخاری، کتاب العیدین، باب خروج الصبیان إلی المصلی : ۹۷۵۔ مسلم : ۸۸۴]

''میں نبی ﷺ کے ساتھ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن نکلا اور نماز عید ادا کی۔''

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ بڑوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے خاندان کے تمام افراد (چھوٹے، بڑے اور مرد و عورت سب) کو لے کر جائیں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (گھر کے افراد) فضل بن عباس، عبد اللہ، عباس، علی، جعفر، حسن، حسین، اسامہ بن زید، زید بن حارثہ اور ایمن بن ام ایمن رضی اللہ عنہم سب کو لے کر عیدین (کی نماز) کے لیے نکلتے۔''
[ابن خزيمة : ٢/٦١٢، ح : ١٤٣١۔ السلسلة الصحيحة : ١٧١]

عیدگاہ جانے کے آداب:

⌘ نمازِ عید کے لیے جانے کے وہی آداب ہیں جو عام نماز کے لیے جانے کے ہیں، لہٰذا ''جماعت کے لیے جانے کے آداب'' ملاحظہ فرمائیں ان کے علاوہ یہ کہ عیدگاہ کو جاتے ہوئے اور عیدگاہ میں نماز تک بلند آواز سے تکبیرات کہنا مسنون ہے۔[إرواء الغليل : ٦٥٠۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي : ٣/٢٧٩، ح : ٦١٢٩، إسناده حسن لذاته]

دوسری روایت میں ہے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ فِي الْعِيْدَيْنِ ...... رَافِعًا صَوْتَهٗ بِالتَّهْلِيْلِ وَالتَّكْبِيْرِ))[ابن خزيمة : ٢/٦١٢، ح : ١٤٣١۔ السلسلة الصحيحة : ١٧١]

''بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کے لیے نکلتے تو بلند آواز سے لا الہ الا اللہ اور تکبیر کہتے تھے۔''

نمازِ عید کے اوقات:

⌘ نماز عید کا وقت سورج طلوع ہو کر ذرا بلند ہونے پر ہے۔

⌘ نماز عید جلدی ادا کر لینی چاہیے۔ یزید بن خمیر الرحبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''صحابی رسول عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ لوگوں کے ساتھ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن نکلے، امام کی تاخیر پر ناراضی کا اظہار کیا اور فرمایا: ''(دور نبوی میں) اس وقت تو ہم نماز سے فارغ ہو جایا کرتے تھے'' اور ...

www.ircpk.com www.ahluthadeeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

إلى العيد: ١١٣٥۔ ابن ماجه : ١٣١٧۔ صحيح]

⌘ نمازِ عید کا آخری وقت زوال سے پہلے تک ہے، جیسا کہ ایک قافلہ دن کے آخری حصہ میں آیا اور انھوں نے نبی ﷺ کے سامنے گواہی دی کہ انھوں نے گزشتہ کل چاند دیکھا ہے، تو آپ ﷺ نے اعلان کر دیا کہ روزہ افطار کر دو اور کل عید کی نماز کے لیے آ جانا۔ [ابن ماجه، كتاب الصيام، باب ما جاء في الشهادة على رؤية الهلال : ١٦٥٣۔ أبوداوٗد : ١١٥٧۔ نسائي : ١٥٥٨۔ صحيح]

نمازِ عید کے لیے اذان و اقامت:

⌘ عید کی نماز کے لیے اذان اور اقامت نہیں ہے۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ عید میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے خطبہ سے پہلے نماز سے آغاز کیا، بغیر اذان اور اقامت کے۔'' [مسلم، كتاب صلاة العيدين، باب صلاة العيدين : ٨٨٥/٤]

⌘ لیکن سپیکر وغیرہ میں نمازِ عید کا وقت وغیرہ بتانا جائز ہے، جیسا کہ ایک قافلہ والوں نے نبی ﷺ کے سامنے گزشتہ کل چاند دیکھنے کی گواہی دی تو آپ ﷺ نے روزہ افطار کرنے اور کل عید کرنے کا اعلان کروایا۔ [ابن ماجه : ١٦٥٣]

نمازِ عیدین کا طریقہ:

⌘ عید والے دن سب سے پہلے عید کی نماز پڑھنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِيْ يَوْمِنَا هٰذَا اَنْ نُصَلِّيَ))[بخاري، كتاب العيدين، باب سنة العيد لأهل الإسلام : ٩٥١]

''ہم اپنے اس (عید کے) دن کی ابتدا نماز سے کریں گے۔''

⌘ عید کی نماز دو رکعت ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ))

[بخاري، كتاب العيدين، باب الصلاة قبل العيد وبعدها: ٩٨٩۔ مسلم : ٨٨٤]

''نبی اکرم ﷺ عید الفطر کے دن نکلے اور دو رکعت نماز ادا کی۔''

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ عید کی نماز ادا کرنے کا طریقہ وہی ہے جو عام نماز کا ہے، فرق صرف یہ ہے کہ نماز عید میں بارہ تکبیرات زائد ہیں۔ پہلی رکعت میں دعائے استفتاح کے بعد سات زائد تکبیرات (ٹھہر ٹھہر کر) کہیں، پھر قراءت کریں اور دوسری رکعت میں کھڑے ہو کر پانچ زائد تکبیرات کہیں، پھر قراءت کریں۔ سیدنا عمرو بن عوف المزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَبَّرَ فِی الْعِیْدَیْنِ فِی الْاُوْلٰی سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَۃِ، وَ فِی الْآخِرَۃِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَۃِ »[ترمذی، کتاب العیدین، باب ما جاء فی التکبیر فی العیدین : ٥٣٦۔ أبوداوٗد : ١١٥١۔ ابن ماجه : ١٢٧٧۔ صحیح]

’’نبی اکرم ﷺ عیدین کی نمازوں میں پہلی رکعت میں سات تکبیرات کہتے، پھر قراءت کرتے اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیرات کہتے، پھر قراءت کرتے تھے۔‘‘

⌘ احناف کے نزدیک چھ تکبیرات زائد ہیں، تین پہلی رکعت میں اور تین دوسری رکعت میں، لیکن اس کی دلیل والی روایت ضعیف ہے۔ [ملاحظہ ہو معالم السنن : ٢٥٢/١۔ نیل الأوطار : ٣٥٦/٣]

⌘ ہر زائد تکبیر کہتے ہوئے رفع الیدین کرنا چاہیے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

« کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلَاۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی تَکُوْنَا حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ ثُمَّ کَبَّرَ...... وَیَرْفَعُھُمَا فِیْ کُلِّ تَکْبِیْرَۃٍ یُکَبِّرُھَا قَبْلَ الرُّکُوْعِ »[أبو داوٗد، کتاب الصلاۃ، باب رفع الیدین فی الصلاۃ : ٧٢٢۔ صحیح]

’’رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو کندھوں کے برابر تک ہاتھ اٹھاتے، پھر تکبیر کہتے...... اور رکوع سے پہلے جتنی بھی تکبیرات کہتے ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے۔‘‘

یہ حدیث رکوع سے پہلے کہی جانے والی تمام تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین کو مشروع

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

قرار دیتی ہے، اگرچہ اس میں صراحتاً نمازِ عید کا ذکر نہیں ہے، لیکن امت کا عملی تسلسل یہی ہے، جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ سے عید کی زائد تکبیرات میں رفع الیدین کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: ''ہاں! ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرو، لیکن اس مسئلہ کے حوالے سے میں نے کوئی حدیث نہیں سنی۔'' [إرواء الغليل : ۱۱۳/۳] ان کے علاوہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد، (یعنی ائمہ اربعہ) امام اوزاعی اور عطاء رحمہ اللہ کا یہی مسلک ہے۔ نیز دیکھیے رسالہ ''الحدیث'' حضرو (ص: ٦ تا ١٧، شمارہ نمبر ١٧، اکتوبر ٢٠٠٥ء)

نمازِ عیدین کی قراءت:

⌘ عیدین کی نماز میں قراءت بلند آواز سے کی جائے گی۔

⌘ رسول اللہ ﷺ سے نمازِ عید کی پہلی رکعت میں ''سورۂ قمر'' اور دوسری رکعت میں ''سورۂ ق'' پڑھنا ثابت ہے۔ اس کے علاوہ پہلی رکعت میں ''سورۃ الاعلیٰ'' اور دوسری رکعت میں ''سورۃ الغاشیہ'' پڑھنا بھی ثابت ہے۔ [مسلم، كتاب الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة : ۸۷۸]

عید کا خطبہ:

⌘ عید کا خطبہ ایک ہی ہے جو نماز کے بعد ہوتا ہے اور کھڑے ہو کر دیا جاتا ہے۔

⌘ خطبۂ عید میں وعظ و نصیحت کی جائے اور صدقہ کا حکم دیا جائے۔ ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''نبی اکرم ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ کی طرف جاتے اور سب سے پہلے نماز پڑھاتے، پھر نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے ہوتے، آپ انھیں وعظ و نصیحت کرتے، احکام شریعت بتاتے اور فرماتے: ''صدقہ کرو، صدقہ کرو، صدقہ کرو۔'' [بخاری، كتاب العيدين، باب الخروج إلى المصلى بغير منبر : ۹۵۶۔ مسلم : ۸۸۹]

⌘ عید کے لیے دو خطبوں کی کوئی صحیح دلیل موجود نہیں اور رسول اللہ ﷺ کا خواتین کو علیحدہ

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

خطبہ دینے سے دو خطبوں کا استدلال کرنا قطعاً درست نہیں، کیونکہ صحیح مسلم (۸۸۴/۲) میں اس کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ دور ہونے کی وجہ سے انھوں نے خطبہ نہیں سنا تھا۔

⌘ رسول اللہ ﷺ عید کا خطبہ دینے کے لیے عید گاہ میں منبر نہیں لے جاتے تھے، بلکہ بغیر منبر کے کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔ [بخاری، کتاب العیدین، باب الخروج إلی المصلی بغیر منبر : ۹۵۶۔ مسلم : ۸۸۹]

⌘ اگر لوگوں کی تعداد زیادہ ہو اور امام کی آواز لوگوں تک نہ پہنچ رہی ہو تو امام اونچی جگہ کھڑا ہو کر خطبہ دے سکتا ہے۔ ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ يَوْمَ الْعِيْدِ عَلٰى رَاحِلَتِهِ »
[ابن حبان : ۲۸۲۵۔ شعیب الارنؤوط نے اسے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے]
”رسول اللہ ﷺ نے عید کے دن سواری پر بیٹھ کر خطبہ دیا۔“

⌘ عید کا خطبہ سننا سنت ہے، اس لیے ضرورت کے تحت کوئی شخص بغیر خطبہ سنے بھی جا سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے نماز عید کے بعد فرمایا:

« إِنَّا نَخْطُبُ ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَجْلِسَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيَجْلِسْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَذْهَبَ فَلْيَذْهَبْ »[أبو داوٗد، کتاب الصلاة، باب الجلوس للخطبة : ۱۱۵۵۔ نسائی : ۱۵۷۲۔ ابن ماجه : ۱۲۹۰۔ صحیح]
”اب ہم خطبہ دیں گے، جو خطبہ سننے کے لیے بیٹھنا چاہے وہ بیٹھ جائے اور جو جانا چاہتا ہے وہ چلا جائے۔“

عید گاہ میں نوافل:

⌘ نماز عید سے پہلے یا بعد عید گاہ میں نوافل پڑھنا جائز نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

«أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا » [بخاری، کتاب العیدین، باب الصلاة قبل العید و بعدها : ۹۸۹۔ مسلم : ۸۸٤]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

”بے شک نبی ﷺ عید کے دن نکلے اور آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی اور اس سے پہلے یا بعد میں کوئی نماز نہیں پڑھی۔“

گاؤں میں نمازِ عید:

⌘ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نماز عید صرف شہر میں ہو گی، گاؤں میں نہیں، لیکن یہ خیال باطل ہے، کیونکہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام ابن ابی عتبہ کو زاویہ گاؤں میں عید سے متعلق حکم دیا تو اس نے ان کے اہل و عیال اور بیٹوں کو جمع کر کے شہر والوں کی طرح نماز عید پڑھائی اور ان کی طرح تکبیرات کہیں۔ [بخاری، كتاب الصلاة، باب إذا فاته العيد يصلى ركعتين، تعليقاً، قبل الحديث : ٩٨٧]

نماز عید کس جگہ ادا کرنی چاہیے؟:

⌘ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ عید کی نماز عید گاہ میں ادا کرتے تھے۔ سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى إِلَى الْمُصَلّٰى »[بخاری، كتاب العيدين، باب الخروج إلى المصلى بغير منبر : ٩٥٦]

”نبی اکرم ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ کی طرف جاتے تھے۔“

⌘ مجبوری کی صورت میں مسجد یا کسی بھی جگہ نماز عید پڑھی جا سکتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا ﴾ [التغابن : ١٦]

”اپنی طاقت کے مطابق اللہ سے ڈرو، احکام سنو اور اطاعت کرو۔“

اگر عید جمعہ کے دن آ جائے تو......؟:

⌘ ہمارے ہاں بعض لوگ جمعہ کے دن عید آنے کو حکومت کے حق میں بہت برا سمجھتے ہیں، اس کی کوئی حقیقت نہیں، بلکہ یہ خوشی کا موقع ہے کہ دو عیدیں ایک دن جمع ہو گئی ہیں۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ عید اور جمعہ ایک ہی دن اکٹھے ہو جائیں تو عید لازمی پڑھنی چاہیے، لیکن جمعہ ادا کرنے کی رخصت ہے، جبکہ دونوں ادا کرنا افضل ہے۔ ایاس بن ابی رملہ شامی سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، وہ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے دریافت کر رہے تھے: ''کیا تمھارے ہوتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے دور میں کبھی دو عیدیں (جمعہ اور عید) ایک ہی دن میں اکٹھی ہوئی ہیں؟'' انھوں نے کہا: ''ہاں!'' پوچھا: ''تب آپ نے کیسے کیا؟'' انھوں نے جواب دیا: ''نبی اکرم ﷺ نے عید کی نماز پڑھی، پھر جمعہ کے بارے میں رخصت دے دی اور فرمایا:

« فَمَنْ شَاءَ اَنْ يُّصَلِّيَ فَلْيُصَلِّ » [أبو داوٗد، کتاب الجمعة، باب إذا وافق یوم الجمعة یوم عید : ۱۰۷۰۔ ابن ماجه : ۱۳۱۰۔ صحیح]

''جو جمعہ پڑھنا چاہتا ہے وہ جمعہ پڑھ لے۔''

عید گاہ سے واپسی:

⌘ نماز عید سے واپسی پر راستہ تبدیل کرنا مسنون ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ »

[بخاری، کتاب العیدین، باب من خالف الطریق إذا رجع یوم العید : ۹۸۶]

''رسول اللہ ﷺ نماز عید کے لیے آتے جاتے راستہ تبدیل کیا کرتے تھے۔''

عید الفطر کے مخصوص مسائل:

⌘ عید الفطر یکم شوال کو ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اَلْفِطْرُ يَوْمَ يُفْطِرُ النَّاسُ » [ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی الفطر والأضحی متی یکون؟ : ۸۰۲۔ ابن ماجه : ۱۶۶۰۔ صحیح]

''عید الفطر اس دن ہے جب روزے ختم ہو جائیں۔''

⌘ شوال کا چاند نظر نہ آئے تو رمضان کے تیس دن پورے کر لیے جائیں۔ ارشادِ نبوی ہے:

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ [ثَلَاثِيْنَ] »[بخاری، کتاب الصوم، باب قول النبی ﷺ إذا رأيتم الهلال ...... الخ : ١٩٠٦، ١٩٠٧ـ مسلم : ١٠٨٠]
”چاند دیکھے بغیر روزے نہ رکھو اور نہ روزے ختم کرو، حتیٰ کہ (شوال کا) چاند دیکھ لو، اگر بادل چھا جائیں تو (رمضان کے) تیس دن پورے کرلو۔“

⌘ اگر شوال کے چاند کا علم نہ ہو اور روزہ رکھ لیا جائے اور بعد میں علم ہو کہ چاند نظر آ چکا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ چاند کی اطلاع عید کے وقت کے اندر اندر مل گئی ہے تو روزہ کھول کر عید کر لینی چاہیے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ چاند کی اطلاع زوال کے بعد ملی ہے تو روزہ تو کھول دینا چاہیے لیکن عید دوسرے دن کرنی چاہیے۔[ابن ماجه : ١٦٥٣ـ أبو داؤد : ١١٥٧ـ نسائی : ١٥٥٨ـ صحیح]

صدقۂ فطر (فطرانہ) کا مسئلہ:

⌘ عید کی نماز کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے ہر مسلمان پر اپنی طرف سے اور اپنے زیر کفالت افراد کی طرف سے فطرانہ ادا کرنا فرض ہے۔

⌘ فطرانہ کی مقدار ایک فرد کی طرف سے علاقہ کی خوراک کا ایک صاع ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر فرض کیا ہے کھجور کا ایک صاع، یا جو کا ایک صاع مسلمانوں کے غلام و آزاد، مرد و زن اور چھوٹے و بڑے ہر کسی پر اور حکم دیا کہ لوگوں کے نماز عید کے لیے نکلنے سے پہلے ادا کیا جائے۔“[بخاری، کتاب صدقة الفطر، باب فرض صدقة الفطر : ١٥٠٣ـ مسلم : ٩٨٤]

ایک صاع میں چار مد ہوتے ہیں اور ایک مد یہ ہے کہ (درمیانے ہاتھوں والا) آدمی اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور اس میں غلہ بھرے۔[لسان العرب : ١٣/٥٣ـ مجمع بحار الأنوار : ٤/٥٦٨ـ النهاية في غريب الحديث والأثر : ٤/٣٠٨ـ القاموس المحيط : ٤٠٧]

لہٰذا ثابت ہوا کہ ایک صاع درمیانی ہتھیلیوں والے آدمی کی چار لپیں ہوتا ہے۔ [المجموع : ٦/١٢٩ـ مغنی المحتاج : ١/٣٨٢ـ المصباح المنير : ١/٤١٥ـ

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

الایضاح والتبیان فی معرفة المکیال والمیزان :۵۷، ۵۶۔ احکام زکوۃ وعشر:۵۳۔ المیزان فی الأوزان]

صدقۂ فطر دینے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ درمیانے ہاتھوں والا آدمی دونوں ہاتھوں کی لپیں بھر کر چار مرتبہ دے دے۔[فتاویٰ هیئة کبار العلماء]

عید الفطر سے پہلے کھانا:

⌘ عید الفطر کے لیے جانے سے پہلے کچھ کھانا مسنون ہے۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْدُوْ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ وَ يَأْكُلُهُنَّ وِتْرًا »[بخاری، کتاب العیدین، باب الأکل یوم الفطر قبل الخروج : ۹۵۳]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن طاق کھجوریں کھا کر جاتے تھے۔"

عید الاضحیٰ کے مخصوص مسائل:

⌘ عید الاضحیٰ ذوالحجہ کی دس تاریخ کو ہوتی ہے۔[ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی الفطر والأضحی متی یکون؟ :۸۰۲۔ ابن ماجه : ۱۶۶۰]

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت:

⌘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں سے بڑھ کر کسی دن کا عمل اللہ کو زیادہ محبوب نہیں ہے۔" لوگوں نے کہا: "کیا جہاد بھی نہیں؟" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جہاد بھی نہیں، مگر وہ مجاہد جو اپنی جان اور مال کے ساتھ نکلے اور کچھ بھی واپس نہ آئے۔"

[بخاری، کتاب العیدین، باب فضل العمل فی أیام التشریق : ۹۶۹]

تکبیراتِ عشرہ ذی الحجہ:

⌘ ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں میں کثرت سے تکبیرات کہتے رہنا چاہیے۔سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عشرہ ذی الحجہ میں بازاروں میں چلتے اور بلند آواز سے تکبیرات کہتے اور بازار والے لوگ بھی ان کے ساتھ مل کر تکبیرات کہتے۔[بخاری، کتاب العیدین، باب فضل العمل فی أيام التشريق، تعليقًا، قبل الحديث : ٩٦٩]

عرفہ کی فضیلت:

⌘ عرفہ کے دن دین اسلام مکمل ہوا، یعنی یہ تکمیل دین کا دن ہے۔[بخاری، کتاب الإيمان، باب زيادة الإيمان ونقصانه : ٤٥۔ مسلم : ٣٠١٧]

⌘ یوم عرفہ میں اللہ تعالیٰ بندوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے، بندوں کے قریب ہوتا ہے اور فرشتوں پر فخر کرتے ہوئے فرماتا ہے: ''یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟''[مسلم، کتاب الحج، باب فضل يوم عرفة : ١٣٤٨]

یوم عرفہ کی تکبیرات:

⌘ ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں میں ذوالحجہ کی یکم تاریخ سے اور بالخصوص نو (۹) سے تیرہ (۱۳) تاریخ تک تکبیرات کہتے رہنا چاہیے۔سیدنا علی اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم یوم عرفہ کی نماز فجر سے تیرہ ذی الحجہ کی شام تک تکبیرات کہتے تھے،نماز مغرب میں نہیں کہتے تھے۔[مصنف ابن أبي شيبة : ٤٨٨/٢، ح : ٥٦٣٠، ٥٦٤٥۔ مستدرك حاكم : ٢٩٩/١، ٣٠٠، ح : ١١١٣، ١١١٤۔ علامہ الالبانی نے اسے صحیح کہا ہے]

یوم عرفہ کا روزہ:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ، اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِىْ قَبْلَهُ، وَ السَّنَةَ الَّتِىْ بَعْدَهُ »[مسلم، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر ...... الخ : ١١٦٢]

''یوم عرفہ (نو ذوالحجہ) کو روزہ (رکھا جائے تو) مجھے امید ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف کر دیتا ہے

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ یوم عرفہ کے بارے میں بعض علماء نے اختلاف کیا ہے کہ آیا اپنے علاقے کی رؤیت کا اعتبار کرتے ہوئے نو ذی الحجہ کا روزہ رکھا جائے گا، یا پھر مکہ کی رؤیت کا اعتبار کرتے ہوئے اس دن روزہ رکھا جائے گا جس دن حاجی میدان عرفات میں جمع ہوں گے۔ تو صحیح بات یہی ہے کہ اپنے علاقے کی رؤیت کا اعتبار کرتے ہوئے نو ذی الحجہ کو یہ روزہ رکھا جائے گا۔

قربانی کے دن کی فضیلت:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِنَّ اَعْظَمَ الْاَيَّامِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمُ النَّحْرِ ثُمَّ يَوْمُ الْقَرِّ » [أبو داوٗد، كتاب المناسك، باب في الهدى إذا عطب قبل أن يبلغ : ١٧٦٥۔ صحيح]

”اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ فضیلت والا دن قربانی کا دن ہے (یعنی دس ذی الحجہ)، پھر گیارہ ذی الحجہ ہے۔“

نمازِ عید الاضحیٰ کے آداب:

⌘ عید الاضحیٰ کے دن نماز عید کے بعد کھانا سنت ہے۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ، وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الْاَضْحٰى حَتّٰى يُصَلِّيَ » [ترمذى، كتاب العيدين، باب (ما جاء فى) الأكل يوم الفطر قبل الخروج : ٥٤٢۔ ابن ماجه : ١٧٥٦۔ صحيح]

”نبی اکرم ﷺ عید الفطر کے دن کوئی چیز (طاق کھجوریں) کھا کر نکلتے تھے اور عید الاضحیٰ کے دن نماز کے بعد کھانا کھاتے تھے۔“

⌘ بہتر یہ ہے کہ قربانی کے گوشت سے کھائیں، کیونکہ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی دوسری سند سے اس روایت کے الفاظ یوں ہیں:

« وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ النَّحْرِ حَتّٰى يَذْبَحَ »[ابن خزيمة : ٢/ ٦١٠، ٦١١، ح :

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

۱٤۲٦۔ ابن حبان :۲۸۱۲۔ اسے شعیب الارنؤوط اور الاعظمی نے حسن کہا ہے]

”آپ ﷺ عید الاضحیٰ کے دن کچھ نہ کھاتے، یہاں تک کہ قربانی کر لیتے۔“

نمازِ عید کے بعد قربانی:

⌘ قربانی عید الاضحیٰ کی نماز ادا کرنے کے بعد کرنی چاہیے، کیونکہ نماز سے پہلے جانور ذبح کرنے سے قربانی نہیں ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَأُ فِيْ يَوْمِنَا هٰذَا اَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ ، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ نَحَرَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَاِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِاَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ))[بخاری، کتاب العیدین، باب الخطبة بعد العید : ۹٦۵۔ مسلم : ۱۹٦۱/۷]

”اس دن سب سے پہلے ہم نماز ادا کریں گے، پھر واپس جا کر قربانی کریں گے، جس شخص نے ایسا ہی کیا اس نے ہمارے طریقے کو پا لیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی، اس نے اپنے گھر والوں کو گوشت مہیا کیا ہے، وہ قربانی ہرگز نہیں ہے۔“

⌘ اگر کوئی غلطی سے نماز عید سے پہلے قربانی کر لے (تو استطاعت ہو) تو نماز کے بعد اسے دوبارہ قربانی کرنی چاہیے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ اُخْرٰى مَكَانَهَا)) [بخاری، کتاب العیدین، باب کلام الإمام و الناس فی خطبة العید...... الخ : ۹۸۵۔ مسلم : ۱۹٦۰/۳]

”جس شخص نے نماز عید سے پہلے قربانی کر لی، اسے اس کی جگہ (استطاعت ہو تو) دوسری قربانی کرنی چاہیے۔“

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

جنازے کے احکام و مسائل

بیماری گناہوں کا کفارہ:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ بیماری کے ذریعے مسلمان کو اس کے گناہوں سے اس طرح صاف کر دیتا ہے جس طرح آگ سونے اور چاندی کو میل کچیل سے صاف کر دیتی ہے۔"

[أبو داؤد، كتاب الجنائز، باب عيادة النساء: ٣٠٩٢۔ صحيح]

⌘ اور آپ ﷺ نے فرمایا:

"کسی بھی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے اس کے گناہ اس طرح جھاڑ دیتا ہے جس طرح (خزاں میں) درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔"

[بخاري، كتاب المرضى، باب شدة المرض: ٥٦٤٧۔ مسلم: ٢٥٧١]

⌘ اور آپ ﷺ نے فرمایا:

"مسلمان کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے، حتیٰ کہ کانٹا بھی، تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور درجات بلند کر دیتا ہے۔" [بخاري، كتاب المرضى، باب ما جاء في كفارة المرض: ٥٦٤٠۔ مسلم: ٢٥٧٢/٤٩]

حالت مرض میں کرنے کے کام:

⌘ مریض کو بیماری پر صبر کرنا چاہیے، ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"مومن پر تعجب ہے کہ اس کا ہر معاملہ ہی اس کے لیے اچھا ہے اور یہ بھلائی صرف مومن کے لیے ہے، اگر اسے خوشی پہنچتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے تو یہ اس کے لیے بہتر

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے، یہ بھی اس کے لیے بہتر ہے۔" [مسلم، كتاب الزهد، باب المؤمن أمره كله خير : ٢٩٩٩]

⌘ مرض سے تنگ آ کر موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اگر کوئی شخص کسی تکلیف و بیماری میں مبتلا ہے تو اسے اس وجہ سے موت کی تمنا ہرگز نہیں کرنی چاہیے، اگر کوئی دعا کرنی ہی ہے تو اس طرح کہے: "اے میرے اللہ! جب تک زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب موت بہتر ہو تو مجھے موت دے دے۔" [بخاری، كتاب المرضى، باب تمني المريض الموت : ٥٦٧١۔ مسلم : ٢٦٨٠]

⌘ اللہ سے حسن ظن رکھنا چاہیے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

"کوئی آدمی نہ مرے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ سے حسن ظن رکھتا ہو۔" [مسلم، كتاب صفة الجنة، باب الأمر بحسن الظن بالله تعالى عند الموت : ٢٨٧٧]

⌘ رسول اللہ ﷺ ایک نوجوان کے پاس گئے جو حالت نزع میں تھا، آپ ﷺ نے پوچھا: "کیسا محسوس کر رہے ہو؟" اس نے کہا: "اللہ سے رحمت کی امید بھی ہے اور اپنے گناہوں کا ڈر بھی ہے۔" تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کسی بندے کے دل میں موت کے وقت یہ دو چیزیں پیدا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کی امید بر لاتا ہے اور اندیشے سے اسے محفوظ رکھتا ہے۔" [ترمذی، كتاب الجنائز، باب الرجاء بالله ...... الخ : ٩٨٣۔ ابن ماجه : ٤٢٦١۔ حسن]

⌘ کسی کے حقوق اس کے ذمہ ہوں تو انھیں ادا کرے، وگرنہ ان کی وصیت کرے۔

⌘ وصیت تحریری شکل میں ہونی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس مسلمان کو کسی چیز کی وصیت کرنا ہو تو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ دو راتیں بھی اس حال میں گزارے کہ اس کے پاس لکھی ہوئی وصیت موجود نہ ہو۔" [بخاری، كتاب الوصايا، باب الوصايا : ٢٧٣٨۔ مسلم : ١٦٢٧]

⌘ اگر فوت شدہ کو وصیت کرنے کا موقع نہ ملے تو بھی ترکہ سے اس کے قرض کی ادائیگی

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

ورثا پر فرض ہے۔[النساء : ١١] [بخاری، کتاب الوصایا، باب الوصایا : ٢٧٣٨۔ مسلم : ١٦٢٧/٤]

⌘ کوئی شخص اگر اپنی وراثت میں سے کچھ اللہ کی راہ میں دینا چاہتا ہے، تو اس کی وصیت کرے۔[بخاری، کتاب الوصایا، باب أن یترك ورثته أغنیاء ...... الخ : ٢٧٤٢۔ مسلم : ١٦٢٨/٧]

⌘ مال کی وصیت کرنے کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

① ایک تہائی مال تک کی وصیت کی جا سکتی ہے، اس سے زیادہ کی نہیں۔[بخاری، کتاب الوصایا، باب أن یترك ورثته أغنیاء ...... الخ : ٢٧٤٢۔ مسلم : ١٦٢٨/٧]

② کسی وارث کے حق میں مال کی وصیت نہیں کی جا سکتی۔[أبو داؤد، کتاب البیوع، باب في تضمین العاریة : ٣٥٦٥۔ ترمذی : ٢١٢١]

③ کسی وارث کو اس کے شرعی حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔[النساء : ١٢]

⌘ وصیت کرتے وقت دو آدمیوں کو گواہ بنانا چاہیے۔[المائدة : ١٠٦]

وصیت کو تبدیل کرنا:

⌘ کسی کی وصیت کو تبدیل کرنا حرام ہے۔[البقرة : ١٨١]

⌘ اگر وصیت کتاب وسنت کے مطابق نہیں ہے تو اسے کتاب وسنت کے مطابق تبدیل کرنا ورثا پر فرض ہے۔[البقرة : ١٨٢]

⌘ وراثت تقسیم کرنے سے پہلے وصیت پوری کی جائے گی۔[النساء : ١١]

اعمال خیر کی وصیت کرنا:

⌘ مال کے علاوہ کسی دینی کام کرنے کی بھی وصیت کی جا سکتی ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری وقت میں امت کو کئی کاموں کی نصیحت فرمائی۔[مسلم، کتاب الوصیة، باب ترك الوصیة لمن لیس له شيء یوصي فیه : ١٦٣٧]

⌘ اور سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما نے مرتے ہوئے وصیت کی: ''جب میں مر جاؤں تو مجھے تکلیف نہ دینا، مجھے ڈر ہے کہ تم نوحہ کرو گے، بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

آپ نے نوحہ سے منع فرمایا تھا۔'' [ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی کراھیة النعی : ۹۸٦۔ حسن]

عیادت کی اہمیت:

⌘ مسلمان مریض کی عیادت ضرور کرنی چاہیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« عُوْدُوا الْمَرِيْضَ »[بخاری، کتاب المرض، باب وجوب عیادة المریض : ۵٦٤۹]

''مریض کی عیادت کیا کرو۔''

⌘ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا ابْنَ آدَمَ ! مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ؟ قَالَ يَا رَبِّ ! كَيْفَ اَعُوْدُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِيْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ، اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِيْ عِنْدَهُ »[مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل عیادة المریض : ۲۵٦۹]

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو تو نے میری عیادت کیوں نہ کی؟'' وہ کہے گا: ''اے میرے رب! میں تیری عیادت کیسے کرتا، تو تو رب العالمین ہے؟'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''کیا تجھے علم نہ تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے؟ لیکن تو نے اس کی عیادت نہیں کی، کیا تجھے علم نہیں تھا کہ اگر تو اس مریض کی عیادت کرتا تو تو مجھے اس کے پاس پاتا۔''

عیادت کی فضیلت:

⌘ جب آدمی مریض کی عیادت کے لیے جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ مریض کے پاس ہوتا ہے۔
[مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل عیادة المریض : ۲۵٦۹]

⌘ اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو آدمی اپنے مسلمان بھائی کے پاس عیادت کے لیے آتا ہے تو وہ مریض کے

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

پاس آ کر بیٹھنے تک جنت کے پھل چنتا آ تا ہے۔ جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو اس پر رحمت سایہ فگن ہو جاتی ہے۔ اگر (عیادت) صبح کے وقت ہو تو شام تک ستر ہزار فرشتے اسے دعائیں دیتے رہتے ہیں اور اگر شام کے وقت ہو تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اسے دعائیں دیتے رہتے ہیں۔'' [ابن ماجه، أبواب ما جاء في الجنائز، باب ما جاء في ثواب من عاد مريضًا : ١٤٤٢۔ أبو داوٗد : ٣٠٩٨۔ ترمذی : ٩٦٩۔ صحيح]

عیادت کے آداب:

⌘ شرعی حدود میں رہتے ہوئے مرد اور عورت ایک دوسرے کی عیادت کر سکتے ہیں، بشرطیکہ کسی فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ [بخاری، كتاب المرض، باب عيادة النساء الرجال : ٥٦٥٤]

⌘ مریض کو تسلی دینی چاہیے اور صبر کی تلقین کرنی چاہیے۔ [بخاری، كتاب الوصايا، باب الوصية بالثلث : ٢٧٤٤۔ مسلم : ١٦٢٨]

⌘ مریض کو ان کلمات، یا ان جیسے الفاظ سے تسلی دینی چاہیے:

« لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى »[بخاری، كتاب المرض، باب عيادة الأعراب : ٥٦٥٦]

''کوئی بات نہیں ان شاء اللہ تعالیٰ، یہ بیماری گناہوں سے پاک کر دے گی۔''

مریض کو دم کرنے کا طریقہ:

⌘ دم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مریض کے جسم پر یعنی متاثرہ جگہ ہاتھ پھیریں اور ساتھ درج ذیل دعائیں پڑھیں، یا دعائیں پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونک مار کر مریض کے جسم پر ہاتھ پھیریں:

① « لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى »[بخاری، كتاب المرض، باب عيادة الأعراب : ٥٦٥٦]

② « أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ »[أبو داوٗد، كتاب

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

الجنائز، باب الدعاء للمريض عند العيادة : ٣١٠٦ـ ترمذی : ٢٠٨٣ـ صحيح]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا مریض کے پاس سات مرتبہ پڑھیں، اگر اس کی موت کا وقت نہیں آ گیا تو اسے ضرور شفا ہو گی۔

③ « اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ، اِشْفِ وَاَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا » [بخاری، کتاب المرض، باب دعا العائد للمريض : ٥٦٧٥ـ مسلم : ٢١٩١/٤٧]

④ سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھ کر دم کریں۔ [بخاری، کتاب الطب، باب الرقی بالقرآن والمعوذات : ٥٧٣٥ـ مسلم : ٢١٩٢]

⑤ سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا جائے۔ [بخاری، کتاب الطب، باب الرقی بفاتحة الكتاب : ٥٧٣٦ـ مسلم : ٢٢٠١]

⑥ تین مرتبہ « بِسْمِ اللّٰهِ » اور سات مرتبہ « اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ » پڑھیں۔ [مسلم، کتاب السلام، باب استحباب وضع يده على الألم مع الدعاء : ٢٢٠٢]

⑦ « بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ، اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ، بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ » [مسلم، کتاب السلام، باب الطب والمرض والرقی : ٢١٨٦]

قریب الوفات شخص کے پاس کرنے کے کام:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ » [مسلم، کتاب الجنائز، باب تلقين الموتى لا إله إلا الله : ٩١٦، ٩١٧]

"قریب الموت آدمی کو " لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ " کی تلقین کرو۔"

کیونکہ جس کی زندگی کا آخری کلمہ " لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ " ہوا وہ جنت میں جائے گا۔

[أبو داؤد، كتاب الجنائز، باب في التلقين : ٣١١٦ـصحيح]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ مریض کو " لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ " پڑھنے کے لیے کہا جائے نہ کہ صرف خود پڑھا جائے۔
[مسند أحمد : ۱۵۲/۳، ح : ۱۲۵۷۱، ۱۲۵۹۱، ۱۳۸۶۲۔ شعیب الارنؤوط نے اسے صحیح علی شرط مسلم کہا ہے]

⌘ کافر بیمار ہو تو اس کی بھی عیادت کرنی چاہیے اور اسے اسلام کی دعوت دینی چاہیے۔

⌘ اگر کافر قریب الموت دعوت قبول کر لیتا ہے تو اسے مسلمان سمجھا جائے گا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : ''ایک یہودی لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کو تشریف لے گئے، اس کے سر کی طرف بیٹھ کر فرمانے لگے : ''اسلام قبول کر لو!'' اس نے قریب بیٹھے اپنے باپ کی طرف دیکھا، باپ نے کہا، ابوالقاسم (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کر۔ تو اس نے اسلام قبول کر لیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے یہ کہتے ہوئے نکلے : ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اسے آگ سے بچا لیا ہے۔'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب إذا أسلم الصبی فمات...... الخ : ۱۳۵۶]

⌘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ، أَوِ الْمَيِّتَ، فَقُوْلُوْا خَيْرًا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ »[مسلم، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند المریض والمیت : ۹۱۹]

''جب تم مریض کے پاس جاؤ، یا میت کے پاس بیٹھو تو اچھی بات کرو، کیونکہ تمھاری بات پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔''

قریب الوفات شخص کے پاس سورۂ یٰس تلاوت کرنے کے متعلق حدیث بالکل ضعیف ہے، اس پر عمل کرنا مناسب نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ''ارواء الغلیل (۱۵۰/۳، ح : ۶۸۸)''

⌘ قریب الوفات شخص کا چہرہ قبلہ رخ کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، بلکہ اس کے خلاف ثابت ہے، مثلاً سیدنا سعید بن المسیب رحمہ اللہ پر غشی طاری ہوئی تو ابوسلمہ رحمہ اللہ کے

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

کہنے پر ان کا بستر تبدیل کر کے قبلہ رخ کر دیا گیا۔ جب سعید بن المسیب رحمہ اللہ کو ہوش آیا تو فرمایا: ''میرا بستر پہلے کی طرح کردو۔'' [مصنف ابن أبی شیبة : ۲/ ٤٤٧، ح : ۱۰۸۷۷۔ صحیح]

وفات کے بعد حاضرین کی ذمہ داریاں:

⌘ رسول اللہ ﷺ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کے پاس پہنچے تو ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں، تو آپ ﷺ نے انھیں بند کر دیا۔ [مسلم، کتاب الجنائز، باب فی إغماض المیت والدعاء له إذا حضر : ۹۲۰]

اسی طرح میت کا منہ بھی بند کر دینا چاہیے اور ہاتھ اور پاؤں سیدھے کر دیے جائیں، تاکہ اکڑ نہ جائیں۔

⌘ میت کو کپڑے سے ڈھانپ دیا جائے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کو وفات کے بعد یمنی چادر سے ڈھانپا گیا تھا۔'' [بخاری، کتاب اللباس، باب البرود والحبر والشملة : ۵۸۱٤۔ مسلم : ۹٤۲]

⌘ تجہیز و تکفین جلدی کر کے جنازہ کے لیے تیار کر دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ)) [بخاری، کتاب الجنائز، باب السرعة بالجنازة : ۱۳۱۵۔ مسلم : ۹٤٤]

''جنازہ (تیار کر کے) جلدی لے چلو۔''

⌘ میت کے متعلق اچھی بات کہنا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَدْعُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ اِلَّا بِخَیْرٍ، فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ یُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ)) [مسلم، کتاب الجنائز، باب فی إغماض المیت والدعاء له إذا حضر : ۹۲۰]

''اپنے (اور اپنے بھائیوں کے) بارے میں اچھی بات کرو، بلاشبہ فرشتے تمھاری بات پر آمین کہتے ہیں۔''

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ میت کی جدائی سے پہنچنے والے غم پر صبر کرنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ الَّذِينَ إِذَآ أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوٓا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴾ [البقرة : ١٥٦]

"(صبر کرنے والے) وہ ہیں کہ جب انھیں کوئی مصیبت آئے تو کہتے ہیں: "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" (ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف ہمیں لوٹنا ہے)۔"

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَا لِعَبْدِی الْمُؤْمِنِ عِنْدِی جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا، ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةَ »[بخاری، کتاب الرقاق، باب العمل الذی يبتغی به وجه الله تعالی : ٦٤٢٤]

"میرے اس مومن بندے کا، جس کی میں کوئی عزیز چیز دنیا سے اٹھا لوں اور وہ اس پر ثواب کی نیت سے صبر کر لے، تو اس کا بدلہ میرے ہاں صرف جنت ہے۔"

⌘ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"صبر وہی معتبر ہے جو صدمہ کے شروع میں کیا جائے (آہستہ آہستہ تو صبر آ ہی جاتا ہے)۔" [بخاری، کتاب الجنائز، باب زيارة القبور : ١٢٨٣۔ مسلم : ٩٢٦]

وفات کے موقع پر جائز کام:

⌘ میت کو بوسہ دینا جائز ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے حجرہ میں تشریف لائے، نبی ﷺ کو دیکھنے لگے اور آپ کا چہرہ یمنی چادر میں لپیٹا ہوا تھا، انھوں نے چہرۂ انور سے چادر ہٹائی، جھک کر بوسہ دیا اور رونے لگے۔" [بخاری، کتاب الجنائز، باب الدخول على الميت إذا أدرج فی أكفانه : ١٢٤١، ١٢٤٢]

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ میت ناپاک نہیں ہوتی، جیسا کہ بعض جہلاء کا خیال ہے۔

⌘ رونا جائز ہے، لیکن زبان سے اللہ کو ناپسندیدہ الفاظ بولنا حرام ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ کا بیٹا ابراہیم فوت ہونے لگا تو آپ کی آنکھوں سے

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

آنسو بہ نکلے، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ''اللہ کے رسول! کیا آپ بھی (لوگوں کی طرح) روتے ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''اے ابن عوف! یہ تو رحمت ہے۔'' پھر رونے لگے، پھر فرمایا: ''بلاشبہ آنکھیں روتی ہیں، دل غمگین ہے، لیکن ہم وہی کہیں گے جو ہمارے رب کو پسند ہو گا۔'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ ((إنا بك لمحزونون)) : ۱۳۰۳۔ مسلم : ۲۳۱۵]

⌘ جنازے میں شرکت کے لیے لوگوں کو اطلاع کرنا جائز ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ، خَرَجَ اِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ اَرْبَعًا)) [بخاری، کتاب الجنائز، باب الرجل ينعى إلى أهل الميت بنفسه : ۱۲۴۵۔ مسلم : ۹۵۱]

''رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی موت کے دن اس کی وفات کا اعلان کیا، پھر لوگوں کو لے کر جنازہ گاہ میں گئے، صفیں بنائیں اور چار تکبیرات سے نماز جنازہ پڑھائی۔''

⌘ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک کالے رنگ کا شخص یا کالے رنگ کی عورت مسجد کی خدمت کیا کرتی تھی، وہ فوت ہوگئی اور نبی اکرم ﷺ کو اس کی وفات کی خبر کسی نے نہ دی تو ایک دن نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا کہ وہ دکھائی نہیں دیتی تو آپ کو بتایا گیا کہ وہ تو فوت ہو چکی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے مجھے خبر کیوں نہیں دی؟'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب الصلوة على القبر بعد ما يدفن : ۱۳۳۷]

وفات کے موقع پر ناجائز کام:

⌘ نوحہ کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ، وَشَقَّ الْجُيُوْبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ))
[بخاری، کتاب الجنائز، باب ليس منا من ضرب الخدود : ۱۲۹۷۔ مسلم : ۱۰۳]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

''وہ ہم میں سے نہیں ہے جو (اظہار غم کے لیے) منہ پیٹے، گریبان چاک کرے اور منہ سے جاہلانہ باتیں نکالے۔''

- سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ''بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت (یا مرد) سے بری الذمہ ہیں جو (اظہار غم کے لیے) چلائے، سر منڈوائے (بال نوچے) اور کپڑے پھاڑے۔'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب ما ینهی مِنَ الحلق عند المصیبة : ۱۲۹۶۔ مسلم : ۱۰٤]
- اعلان وفات اگرچہ جائز ہے، لیکن جگہ جگہ اعلانات، اشتہارات اور اخبارات وغیرہ کے ذریعے وفات کی تشہیر کرنا جائز نہیں ہے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنِ النَّعْيِ »

[ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی کراهیة النعی : ۹۸٦۔ حسن]

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے وفات کی تشہیر سے منع فرمایا۔''

حسن خاتمہ کی علامات:

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے آخری بات '' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہی وہ جنت میں داخل ہو گا۔''

[أبو داؤد، کتاب الجنائز، باب فی التلقین : ۳۱۱٦۔ صحیح]

- اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مومن پیشانی کے پسینے کے ساتھ مرتا ہے۔'' [نسائی، کتاب الجنائز، باب موت المؤمن : ۱۸۲۹۔ ترمذی : ۹۸۲۔ ابن ماجه : ۱٤۵۲۔ صحیح]

میت کے متعلق اظہار خیال کرنا:

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلٰى مَا قَدَّمُوْا »[بخاری، کتاب الجنائز، باب ما ینهی من سب الأموات : ۱۳۹۳]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

''فوت شدہ لوگوں کے متعلق بری بات نہ کہو، یقیناً وہ اپنے اعمال کا بدلہ پا چکے ہیں۔''

⌘ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ دو جنازے گزرے، ایک کے متعلق لوگوں نے خیر کے کلمات کہے تو آپ نے فرمایا: ''اس کے لیے واجب ہو گئی'' اور دوسری میت کی برائی بیان کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اب بھی یہی فرمایا: ''اس کے لیے واجب ہو گئی۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا:

« هٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَهٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ »[بخاري، كتاب الجنائز، باب ثناء الناس على الميت : ١٣٦٧ ـ مسلم : ٩٤٩]

''جس میت کی تم نے تعریف کی ہے اس کے لیے تو جنت واجب ہو گئی اور جس کی تم نے برائی کی ہے اس کے لیے دوزخ واجب ہو گئی، تم لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔''

⌘ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ اَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ، فَقُلْنَا وَثَلَاثَةٌ ؟ قَالَ وَثَلَاثَةٌ، فَقُلْنَا وَاثْنَانِ ؟ قَالَ وَاثْنَانِ »[بخاري، كتاب الجنائز، باب ثناء الناس على الميت : ١٣٦٨]

''جس مسلمان کے اچھا ہونے کی گواہی چار آدمی دیں، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔'' ہم نے کہا: ''اگر (گواہی دینے والے) تین ہوں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(ہاں)! تین بھی۔'' پھر ہم نے کہا: ''اگر دو ہوں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو بھی (جنت میں داخلے کے لیے کافی ہیں)۔''

⌘ ظالم و جابر کافروں کا تذکرہ برے الفاظ میں کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرعون، ہامان اور قارون وغیرہ کا کیا ہے اور مذکورہ بالا سیدنا انس رضی اللہ عنہ والی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

کسی کے انجام کے متعلق بات کرنا:

⌘ بعض لوگ اپنی نظر میں اچھے انسان کو اپنی طرف سے حتمی طور پر بخشا ہوا، جنتی یا اللہ کا ولی ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیتے ہیں، یہ جائز نہیں ہے۔ ام العلاء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور ان کی تجہیز و تکفین کی گئی تو اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، میں نے کہا: ''اے ابو السائب! (یہ عثمان کی کنیت ہے) آپ پر اللہ کی رحمت ہو، میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ نے تجھے عزت بخشی ہے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تجھے کیسے معلوم ہوا کہ اللہ نے اسے عزت بخشی ہے؟'' میں نے عرض کی: ''اے اللہ کے رسول! میرا باپ آپ پر قربان، تو پھر اللہ کس کو عزت دے گا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے یقیناً موت آ چکی ہے، واللہ! مجھے بھی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا، لیکن اللہ کی قسم! میں اللہ کا رسول ہوں، اس کے باوجود مجھے اپنے بارے میں معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔'' تو سیدہ ام العلاء رضی اللہ عنہا نے کہا: ''اللہ کی قسم! آج کے بعد میں کبھی کسی کے متعلق (اس طرح کی) گواہی نہیں دوں گی۔'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب الدخول علی المیت بعد الموت...... الخ : ۱۲۴۳]

⌘ کسی اچھے انسان کے متعلق اچھائی کی امید ظاہر کرنا جائز ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: ''واللہ! مجھے بھی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا۔'' [بخاری : ۱۲۴۳]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

تجہیز و تکفین کا بیان

تجہیز و تکفین کی اہمیت:

⌘ میت کی تجہیز و تکفین فرض ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوْهُ »[بخاری، کتاب الجنائز، باب الكفن فی ثوبین : ١٢٦٥ ـ مسلم : ١٢٠٦]

"اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو اور اسے کفن دو۔"

تجہیز و تکفین کرنے والوں کی فضیلت:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ غَسَّلَ مُسْلِمًا فَكَتَمَ عَلَيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ اَرْبَعِيْنَ مَرَّةً، وَمَنْ حَفَرَ لَهٗ فَاَجَنَّهٗ أُجْرِيَ عَلَيْهِ كَاَجْرِ مَسْكَنٍ اَسْكَنَهٗ اِيَّاهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ كَفَّنَهٗ كَسَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سُنْدُسٍ وَاِسْتَبْرَقِ الْجَنَّةِ » [السنن الكبرىٰ للبيهقی : ٣٩٥/٣، ح : ٦٦٥٥ ـ مستدرك حاكم : ١/٣٥٤، ٣٦٢، ح : ١٣٠٧، ١٣٤٠ ـ علامہ البانی نے " تلخيص أحكام الجنائز : ٣١ " میں اسے صحیح اور امام حاکم اور امام ذہبی نے اسے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے]

"جس نے کسی مسلمان میت کو غسل دیا اور اس کے عیبوں کو چھپایا، اللہ تعالیٰ اسے چالیس مرتبہ معاف فرماتا ہے اور جس نے قبر کھود کر میت کو دفن کیا، اس کے لیے اتنا ثواب ہے جیسے اس نے کسی کو قیامت تک رہائش فراہم کر دی اور جس نے اسے کفن پہنایا تو اسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت کے ریشم کا لباس پہنائے گا۔"

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

غسل میت کے آداب:

⌘ انگوٹھی اور گھڑی وغیرہ ہوتو وہ اتار لی جائے۔

⌘ میت کے جسم پر ناف سے گھٹنوں تک کوئی کپڑا ڈال دیں، پھر اس کے کپڑے اتار دیں۔ دوران غسل میں سوائے مجبوری کے میت کی شرم گاہ پر نہ نظر پڑے اور نہ کپڑے کے بغیر ہاتھ لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا یَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَۃِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَۃُ اِلٰی عَوْرَۃِ الْمَرْأَۃِ))[مسلم، کتاب الحیض، باب تحریم النظر إلی العورات : ۳۳۸]

''مرد دوسرے مرد کی اور عورت دوسری عورت کی شرمگاہ نہ دیکھے۔''

⌘ سب سے پہلے میت کا پیٹ دو تین دفعہ آہستہ آہستہ دبایا جائے (تاکہ کوئی گندگی ہوتو خارج ہو جائے) پھر ہاتھ پر کپڑے کا دستانہ وغیرہ چڑھا کر پانی سے استنجا کروائیں۔

⌘ ناک، دانت، منہ اور کانوں کی گیلی روئی سے اچھی طرح صفائی کر لی جائے، تاکہ وضو کے دوران میں تین دفعہ سے زیادہ نہ دھونا پڑے۔

⌘ میت کو غسل دیتے وقت دائیں جانب سے اور وضو کے اعضا سے ابتدا کرنی چاہیے۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی کے غسل کے وقت فرمایا:

((اِبْدَأْنَ بِمَیَامِنِھَا وَ مَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْھَا)) [بخاری، کتاب الجنائز، باب یبدأ بمیامن المیت : ۱۲۵۵۔ مسلم : ۹۳۹/۴۲]

''میت کی دائیں جانب سے اور وضو کے اعضا سے غسل شروع کرو۔''

⌘ اس کے علاوہ غسل دیتے ہوئے مندرجہ ذیل چیزوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔

① پانی میں بیری کے پتے ڈال کر ابالا جائے اور اس سے غسل دیا جائے (صابن یا شیمپو وغیرہ استعمال کرنا بھی جائز ہے)۔

② آخری مرتبہ غسل دیتے وقت کچھ خوشبو ملا لینی چاہیے، کافور ہوتو بہتر ہے۔

③ عورت کی مینڈھیاں کھول کر اچھی طرح دھونی چاہییں۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

④ بعد از غسل عورت کے بالوں کی تین مینڈھیاں بنا کر پیچھے ڈال دینی چاہئیں۔

⑤ غسل تین، پانچ، سات یا ضرورت کے تحت اس سے زیادہ بار بھی دیا جا سکتا ہے، لیکن طاق عدد میں۔[بخاری، کتاب الجنائز، باب غسل المیت و وضوءه بالماء والسدر : ۱۲۵۳، ۱۲۶۳۔ مسلم : ۹۳۹]

میت کو غسل کون دے گا؟:

⌘ مردوں کو مرد اور عورتوں کو عورتیں غسل دیں۔[بخاری، کتاب الجنائز، باب غسل المیت ووضوءه بالماء والسدر : ۱۲۵۳۔ مسلم : ۹۳۹]

⌘ میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں، بلکہ یہ زیادہ بہتر ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

« لَوْ كُنْتُ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ نِسَائِهِ »[ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ما جاء في غسل الرجل امرأته وغسل المرأة زوجها : ۱٤٦٤۔ صحيح]

”اگر مجھے اس بات کا پہلے خیال آ جاتا جو بعد میں آیا، تو رسول اللہ ﷺ کو ان کی بیویوں کے سوا کوئی غسل نہ دیتا۔“

ہمارے ہاں یہ سمجھا جاتا ہے کہ بیوی کے مرنے سے خاوند کا اس سے رشتہ ٹوٹ جاتا ہے، اس لیے اس کا چہرہ سب دیکھ سکتے ہیں لیکن خاوند نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح اسے قبر میں دوسرے رشتہ دار اتارتے ہیں، خاوند نہیں۔ یہ نظریہ بالکل غلط اور قرآن و سنت کے قطعاً خلاف ہے، بلکہ خاوند دوسروں کی نسبت زیادہ حقدار ہے۔

⌘ میت کو غسل وہ شخص دے جو زیادہ قریبی رشتہ دار ہو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو قریبی رشتہ داروں ہی نے غسل دیا تھا۔

⌘ ہمارے ہاں عام طور پر امام مسجد یا کسی دوسرے شخص کو غسل دینے کے لیے اجرت پر مقرر کیا ہوتا ہے، یہ درست نہیں۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ میت کو غسل وہ شخص دے جو اس کے مسائل اور طریقہ جانتا ہو، تاکہ صحیح طریقے سے غسل دے سکے۔ مجھے ایک عالم دین نے بتایا کہ انھوں نے خود ایک جگہ دیکھا کہ گاؤں والوں نے ایک عیسائی کو میت کو غسل دینے کے لیے مقرر کیا ہوا ہے۔ یہ جہالت اور دین سے دوری کا نتیجہ ہے، جو قطعاً جائز نہیں۔

غسل دینے والے کے فرائض:

⌘ میت کے عیوب لوگوں میں بیان کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ غَسَّلَ مُسْلِمًا فَكَتَمَ عَلَيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ اَرْبَعِيْنَ مَرَّةً »[السنن الکبریٰ للبیهقی : ۳۹۵/٤، ح : ٦٦٥٥ـ مستدرك حاكم : ۱/ ۳٥٤، ۳٦۲، ح : ۱۳۰۷، ۱۳٤۰ـ امام حاکم اور امام ذہبی نے اسے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے]

''جو شخص میت کو غسل دے اور اس کے عیبوں کو چھپائے ، اللہ تعالیٰ اسے چالیس مرتبہ معاف فرماتا ہے۔''

⌘ میت کو غسل دینے والا غسل کرے، جبکہ اٹھانے والا وضو کرے تو بہتر ہے۔ فرمان نبوی ہے:

«مَنْ غَسَّلَ الْمَيِّتَ فَلْيَغْتَسِلْ، وَمَنْ حَمَلَهٗ فَلْيَتَوَضَّأْ »[أبو داوٗد، كتاب الجنائز، باب فی الغسل من غسل الميت : ۳۱٦۱ـ صحيح]

''میت کو غسل دینے والا غسل اور اسے اٹھانے والا وضو کرے۔''

⌘ اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

« لَيْسَ عَلَيْكُمْ فِيْ غُسْلِ مَيِّتِكُمْ غُسْلٌ اِذَا غَسَّلْتُمُوْهُ ، فَاِنَّ مَيِّتَكُمْ لَيْسَ بِنَجَسٍ، فَحَسْبُكُمْ اَنْ تَغْسِلُوْا اَيْدِيَكُمْ »[مستدرك حاكم : ۱/ ۳۸٦، ح : ۱٤۲٦ـ اسے امام حاکم اور امام الذہبی نے بخاری کی شرط پر صحیح، جبکہ حافظ ابن حجر اور الالبانی نے حسن کہا ہے]

''میت کو غسل دینے والے پر غسل کرنا ضروری نہیں ہے، کیونکہ تمھارے مردے نجس نہیں ہوتے ، بس اپنے ہاتھ دھولو، یہی کافی ہے۔''

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

حاجی کا غسل:

⌘ احرام میں فوت ہونے والے کے جسم یا کفن کو خوشبو نہ لگائی جائے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

« اِغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَ كَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا » [بخاری، کتاب الجنائز، باب الکفن فی ثوبین : ۱۲٦۵۔ مسلم : ۱۲۰٦/۹٤]

''اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو اور اسے دو کپڑوں میں کفن دو، اسے خوشبو نہ لگانا اور نہ اس کے سر کو کفن میں ڈھانپنا، یہ قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا۔''

شہید کا غسل:

⌘ معرکہ کے شہدا کو غسل نہیں دیا جائے گا، بلکہ خون تک صاف نہیں کیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن فرمایا:

« اِدْفِنُوْهُمْ فِيْ دِمَائِهِمْ، يَعْنِيْ يَوْمَ أُحُدٍ، وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ » [بخاری، کتاب الجنائز، باب من لم یر غسل الشہداء : ۱۳٤٦]

''شہدا کو ان کے خون سمیت دفن کر دو۔'' یہ احد کے دن کا واقعہ ہے اور انھیں غسل نہیں دیا گیا۔''

⌘ بعض علماء کا خیال ہے کہ اگر کسی شہید پر غسل جنابت فرض ہو تو اسے غسل دیا جائے گا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حنظلہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: ''تمھارے ساتھی کو فرشتے غسل دے رہے ہیں، اس کی بیوی سے اس کے متعلق دریافت کرو۔'' تو (پوچھنے پر) اس نے کہا: ''یہ اعلان جہاد سنتے ہی نکل گئے تھے، حالانکہ وہ جنبی تھے۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسی لیے فرشتوں نے اسے غسل دیا ہے۔'' [ابن حبان : ۷۰۲۵، إسناده حسن لذاته۔ مستدرک حاکم : ۲۰٤/۳، ۲۰۵، ح : ٤۹۱۷۔ السنن الکبریٰ للبیہقی : ۱۵/٤، ح : ٦۸۱٤]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

ان کی یہ بات درست نہیں، کیونکہ فرشتوں کے غسل دینے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انسان بھی اسے غسل دیں گے۔ پھر صحیح حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''شہداء کو غسل نہ دو، کیونکہ روزِ قیامت ان کے ہر زخم یا (فرمایا زخم سے نکلنے والے) ہر خون سے مشک خوشبو پھوٹ رہی ہوگی۔'' [مسند أحمد : ۲۹۹/۳، ح : ۱٤۱۹۹۔ صحیح]

کفن کون دے گا؟:

⌘ کفن دفن کا انتظام میت کے مال سے کرنا چاہیے۔ [بخاری، کتاب جزاء الصید، باب سنة المحرم إذا مات : ۱۸۵۱۔ مسلم : ۱۲۰٦]

⌘ اگر کوئی شخص اپنی طرف سے میت کو کفن دے، تو بھی جائز ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی کے کفن کے لیے اپنی چادر عطا کی تھی۔ [بخاری، کتاب الجنائز، باب کیف الإشعار للمیت؟ : ۱۲٦۱۔ مسلم : ۹۳۹]

لیکن ہمارے ہاں یہ رواج بن چکا ہے کہ عورت کو اس کے میکے والے ہی کفن دیں گے، یہ رسم غیر اسلامی، بلکہ ظلم ہے، کیونکہ شادی شدہ عورت کے تمام اخراجات اس کے خاوند اور پھر اس کی اولاد کے ذمہ ہیں۔

کفن کے اوصاف:

⌘ کفن اچھا اور جسم کو صحیح طرح چھپانے والا ہونا چاہیے۔ ایک مرتبہ ایک آدمی کو ہلکا کفن دے کر رات ہی کو دفن کر دیا گیا، تو نبی ﷺ نے انھیں ڈانٹتے ہوئے فرمایا:

«اِذَا كَفَّنَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهُ »[مسلم، کتاب الجنائز، باب فی تحسین کفن المیت : ۹٤۳]

''جب تم اپنے مسلمان بھائی کو کفن دو تو اچھا کفن دو۔''

⌘ کفن سفید کپڑے میں دینا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبِيْضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

مَوْتَاكُمْ »[أبو داود، كتاب اللباس، باب في البياض : ٤٠٦١ ـ ترمذی : ١٠١٠ ـ صحیح]

"سفید کپڑا پہنو، یہ تمھارا بہترین لباس ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔"

- کفن میں تین کپڑے ہونے چاہییں، ایک شلوار کی جگہ، ایک قمیص کی جگہ اور ایک بڑی چادر دونوں کے اوپر لپیٹنے کے لیے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، ان میں قمیص اور پگڑی نہیں تھی۔" [بخاری، كتاب الجنائز، باب الثياب البيض للكفن : ١٢٦٤ ـ مسلم : ٩٤١]
- کپڑا کم ہو تو سر کی طرف ڈال دیں، باقی جسم کسی دوسری چیز سے چھپا دیں۔ سیدنا خباب بن الارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شہید ہوئے تو ترکہ میں صرف ایک چادر چھوڑی، جب ہم اس سے ان کا سر چھپاتے تو ان کے پاؤں ننگے ہو جاتے، پاؤں چھپاتے تو سر ننگا ہو جاتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم سر ڈھانپ دیں اور پاؤں پر گھاس ڈال دیں۔" [بخاری، كتاب الجنائز، باب إذا لم يجد كفنا ...... الخ : ١٢٧٦ ـ مسلم : ٢١٧٧]
- کفن زیادہ مہنگا نہیں ہونا چاہیے، یہ فضول خرچی ہے، جو حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ۝ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ﴾ [بنی إسرائيل : ٢٦، ٢٧]

"فضول خرچی نہ کرو، کیونکہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔"

- پرانے کپڑوں میں بھی کفن دیا جا سکتا ہے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پرانے کپڑوں میں کفن دینے کی وصیت فرمائی تھی۔ [بخاری، كتاب الجنائز، باب موت يوم الاثنين : ١٣٨٧]

عورت کا کفن:

- عورت کو بھی مرد والا کفن دیا جائے گا، کیونکہ عورت کے لیے علیحدہ کفن کا ذکر کسی صحیح واضح حدیث سے ثابت نہیں۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

اجتماعی کفن:

⌘ اگر فوت شدگان زیادہ ہوں اور کپڑا کم ہو تو ایک کفن میں زیادہ لوگوں کو بھی کفنایا جا سکتا ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ » [بخاری، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الشهيد : ١٣٤٣]

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کے دو، دو آدمیوں کو ایک ایک کپڑے میں کفن دیا۔“

محرم کا کفن:

⌘ حالت احرام میں فوت ہونے والے کو اس کے احرام والے دو کپڑوں ہی میں کفن دیا جائے گا اور اس کے سر اور چہرے کو ننگا رکھا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«كَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْهِ، وَلَا تُمِسُّوْهُ بِطِيْبٍ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ » وَفِيْ رِوَايَةٍ: « وَلَا تُخَمِّرُوْا وَجْهَهُ »[بخاری، كتاب جزاء الصيد، باب سنة المحرم إذا مات : ١٨٥١۔ مسلم : ١٢٠٦۔ ابن ماجه : ٣٠٨٤۔صحيح]

”اس کے دونوں کپڑوں میں اسے کفن دو، خوشبو نہ لگانا اور نہ اس کے سر کو ڈھانپنا۔“ اور دوسری روایت میں ہے: ”اس کا چہرہ نہ ڈھانپنا۔“

شہید کا کفن:

⌘ شہید کو کفن دینے کی ضرورت نہیں، ان کے کپڑوں میں دفن کیا جائے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« زَمِّلُوْهُمْ فِيْ ثِيَابِهِمْ »[مسند أحمد : ٤٣١/٥، ح : ٢٤٠٥٦۔ شعیب الارنؤوط نے اسے صحیح جبکہ شیخ الالبانی نے حسن کہا ہے]

”انھیں انھی کے کپڑوں میں لپیٹ دو۔“

⌘ اگر کفن میسر ہو تو شہید کو کپڑوں سمیت کفن دیا جا سکتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کے دو آدمیوں کو ایک کپڑے میں کفن دیا۔ [بخاری : ١٣٤٣]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نماز جنازہ کا بیان

نماز جنازہ کی اہمیت:

⌘ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، یعنی ہر مسلمان پر فرض ہے، لیکن کچھ لوگ بھی ادا کر لیں تو باقی مسلمان گناہ گار نہیں ہوں گے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کسی مقروض میت کو لایا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے: ''کیا اس نے قرض کی ادائیگی کے لیے مال چھوڑا ہے؟'' اگر بتایا جاتا کہ اس نے قرض کی ادائیگی کے لیے مال چھوڑا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ پڑھا دیتے، ورنہ مسلمانوں سے فرماتے: ''تم اپنے ساتھی کی نماز ادا کرو۔'' [بخاری، کتاب الکفالة، باب الدين : ۲۲۹۸۔ مسلم : ۱۶۱۹]

اگر نماز جنازہ فرض عین ہوتی تو آپ کبھی نہ چھوڑتے۔

⌘ مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جانا مسلمانوں پر میت کا حق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں۔'' اور ان میں سے ایک اس کے جنازے کے ساتھ جانا ہے۔'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب الأمر باتباع الجنائز : ۱۲٤۰۔ مسلم : ۲۱٦۲]

نماز جنازہ کی اطلاع دینا:

⌘ لوگوں کو نماز جنازہ کی اطلاع دینا جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ حبشہ نجاشی کی وفات پر جنازہ کا اعلان کروایا تھا۔ [بخاری، کتاب الجنائز، باب الرجل ینعی إلی أهل المیت بنفسه : ۱۲٤۵۔ مسلم : ۹۵۱]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ لیکن روتے پیٹتے یا ایسے طریقے سے اعلان کرنا کہ جس کا مقصد میت کی شہرت ہو، یہ جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِيَّاكُمْ وَالنَّعْيَ، فَاِنَّ النَّعْيَ مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ »[ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی کراھیة النعی : ٩٨٤۔صحیح]

''نعی سے بچو، بلاشبہ نعی جاہلیت کے کاموں میں سے ہے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اہل جاہلیت کی نعی سے منع کیا گیا ہے، وہ ہرکاروں کو بھیجتے جو گھروں کے دروازوں پر اور بازاروں میں جا جا کر میت کی موت کا اعلان کرتے تھے۔'' [فتح الباری، کتاب الجنائز، باب الرجل ینعی إلی أھل المیت بنفسه]

⌘ اگر میت کوئی چھوٹا بچہ ہو تو لوگوں کو نماز جنازہ کی اطلاع دینا لازمی نہیں، گھر کے افراد ہی نماز جنازہ ادا کرلیں تو بھی درست ہے۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ان کا بیٹا عمیر بن ابی طلحہ فوت ہوا تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو بلا بھیجا، آپ ﷺ تشریف لائے اور ان کے گھر میں نماز جنازہ ادا کی کہ آگے نبی ﷺ، پیچھے ابوطلحہ اور ان کے پیچھے ام سلیم کھڑی ہوئیں، کوئی اور شامل نہیں تھا۔'' [مستدرک حاکم : ٣٦٥/١، ح : ١٣٥٠۔ امام حاکم نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر، جبکہ الالبانی نے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے]

جنازہ کے ساتھ جانے کی فضیلت:

⌘ جنازے کے ساتھ جانے کی دو صورتیں ہیں، جنازہ پڑھ کر پلٹ آنا، یا دفن تک ساتھ رہنا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰی يُصَلِّيَ فَلَهٗ قِيرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَ حَتّٰی تُدْفَنَ كَانَ لَهٗ قِيرَاطَانِ، قِيْلَ وَمَا الْقِيرَاطَانِ ؟ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ »

[بخاری، کتاب الجنائز، باب من انتظر حتی تدفن : ١٣٢٥۔ مسلم : ٩٤٥]

''جو شخص میت کے ساتھ نماز جنازہ ادا کرنے تک رہے اسے ایک قیراط اجر ملے گا اور جو دفن تک ساتھ رہے اس کے لیے دو قیراط اجر ہے۔'' پوچھا گیا: ''دو قیراط کیا

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

ہیں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "دو بڑے پہاڑوں کے برابر ہیں۔"

⌘ اور آپ ﷺ نے فرمایا:

« عُوْدُوا الْمَرْضٰى، وَاتَّبِعُوا الْجَنَائِزَ، تُذَكِّرُكُمُ الْآخِرَةَ »[ابن حبان : ۲۹۵۵۔ شعیب الارنؤوط نے اسنادہ قوی جبکہ شیخ الالبانی نے حسن کہا ہے]

"مریضوں کی عیادت کرو اور جنازوں کے ساتھ جاؤ، یہ چیزیں تمھیں آخرت یاد دلائیں گی۔"

عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا:

⌘ خواتین کو جنازہ کے ساتھ جانے سے روکا گیا ہے۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

« نُهِيْنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا »[بخاری، کتاب الجنائز، باب اتباع النساء الجنازة : ۱۲۷۸۔ مسلم : ۹۳۸]

"ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے روکا گیا ہے، لیکن سختی کے ساتھ منع نہیں کیا گیا۔"

جنازہ لے جانے کے آداب:

⌘ جنازہ لے کر جلدی چلنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا إِلَيْهِ، وَإِنْ تَكُ سِوَى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ »[بخاری، کتاب الجنائز، باب السرعة بالجنازة : ۱۳۱۵۔ مسلم : ۹۴۴]

"جنازے کو جلدی لے کر چلو، اگر نیک ہے تو بہتر ہے، تم اسے اس کی نیکی کی طرف لے جا رہے ہو اور اگر اس کے علاوہ ہے تو برا ہے، تم اپنی گردن سے اسے اتار رہے ہو۔"

⌘ جنازے کے ساتھ سوار ہو کر جانا جائز ہے، لیکن وہ جنازہ کے پیچھے چلے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

«اَلرَّاكِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ ، وَالْمَاشِيُ حَيْثُ شَاءَ مِنْهَا »[نسائی، کتاب الجنائز، باب مکان الراکب من الجنازة : ۱۹۴۴۔ ترمذی : ۱۰۳۱۔ صحیح]

''سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل جہاں چاہے چل سکتا ہے۔''

جنازے کے ساتھ حرام کام:

⌘ جنازے کے ساتھ مندرجہ ذیل کام حرام ہیں:

① جنازہ کے ساتھ بین ڈالتے ہوئے اور واویلا کرتے ہوئے جانا۔

② جنازہ کے ساتھ آگ (حقہ، سگریٹ، اگربتیاں، چراغ وغیرہ) لے کر جانا۔ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے، تاہم اگر رات کو روشنی کی ضرورت ہو تو پھر ایسا کرنا بامر مجبوری جائز ہے۔[دیکھیے، مستدرك حاکم : ۳۶۸/۱، ح : ۱۳۶۱ و إسناده حسن لذاته، ۳۴۵/۲، ح : ۳۳۱۸ و إسناده حسن لذاته]

③ جنازہ کے ساتھ بالکل خاموشی سے جانا چاہیے۔ باواز بلند ذکر، یا تلاوت قرآن وغیرہ اس موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین سے ثابت نہیں، لہٰذا یہ بدعت ہے، اس عمل سے بچنا چاہیے۔ یہ کام ہندوؤں اور عیسائیوں کی مشابہت ہے، عیسائی اپنے جنازوں کے ساتھ انجیل کی تلاوت کرتے ہیں۔

نماز جنازہ کہاں پڑھنی چاہیے؟:

⌘ جنازہ کی نماز جنازہ گاہ یا میدان میں ادا کرنی چاہیے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی وفات کے دن اس کی وفات کا اعلان کیا، پھر جنازہ گاہ کی طرف گئے، صفیں بنائیں اور چار تکبیرات سے نماز پڑھائی۔''[بخاري، كتاب الجنائز، باب الرجل ينعى إلى أهل الميت بنفسه : ۱۲۴۵۔ مسلم : ۹۵۱]

⌘ نماز جنازہ کی جماعت مسجد میں بھی جائز ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''اللہ کی قسم! یقیناً رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں سہیل اور اس کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

میں ادا کی۔'' [مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الجنازة في المسجد : ۹۷۳/۱۰۱]

⌘ نماز جنازہ کی جماعت گھر میں بھی جائز ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمیر بن ابی طلحہ کی نماز جنازہ ان کے گھر میں ادا کی تھی۔ [مستدرك حاكم : ۳٦۵/۱، ح : ۱۳۵۰۔ امام حاکم نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر جبکہ شیخ الالبانی نے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے]

⌘ قبرستان میں قبروں کے درمیان نماز جنازہ ادا کرنے کا کوئی ثبوت سنت سے نہیں ملتا، ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سیدنا انس رضی اللہ عنہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ قبروں کے درمیان نماز جنازہ ادا کی جائے۔'' [الأوسط لابن المنذر : ۳۰٦/۹، ح : ۳۰۵۳ و إسناده حسن لذاته]

⌘ لیکن دفن کے بعد قبر پر نماز جنازہ ادا کرنا جائز ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

« اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى قَبْرٍ بَعْدَ مَا دُفِنَ »

[مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی القبر : ۹۵٤۔ بخاری : ۱۲٤۷]

''نبی ﷺ نے ایک آدمی کی قبر پر جنازہ پڑھا، جسے دفن کر دیا گیا تھا۔''

نماز جنازہ کے ممنوع اوقات:

⌘ تین اوقات میں نماز جنازہ ادا کرنا اور میت کو دفن کرنا ممنوع ہے: ① جب سورج طلوع ہو رہا ہو، یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔ ② جب سورج بالکل سیدھا ہو، یہاں تک کہ ڈھل جائے۔ ③ اور جب سورج غروب ہونے لگے، یہاں تک کہ مکمل غروب ہو جائے۔ [مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها : ۱۹۲۹]

اگر کسی کے متعلق جنازہ پڑھانے کی وصیت کی گئی ہو:

⌘ اگر میت نے کسی خاص شخص کے متعلق جنازہ پڑھانے کی وصیت کی ہو تو وہی امامت کا مستحق ہے۔ [أبو داود، کتاب الجنائز، باب کیف یدخل المیت قبره؟ : ۳۲۱۱۔ صحیح]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نماز جنازہ کی صف بندی:

⌘ نماز جنازہ میں دو صفیں بھی درست ہیں۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَنَّ اَخًا لَكُمْ قَدْ مَاتَ، فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ، قَالَ فَقُمْنَا فَصَفَّنَا صَفَّيْنِ» [مسلم، كتاب الجنائز، باب فى التكبير على الجنازة : ٦٦/٩٥٢]

''تمھارا بھائی فوت ہو گیا ہے، اٹھو اور اس کی نماز جنازہ پڑھو۔'' راوی کہتا ہے کہ ہم اٹھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری دو صفیں بنوائیں۔''

ہمارے ہاں یہ مشہور ہے کہ لازمی طور پر نماز جنازہ میں طاق صفیں ہونی چاہییں، یہ بات بے دلیل ہے، حدیث میں دو صفیں بھی ثابت ہیں، لہٰذا طاق کی شرط لگانا صحیح احادیث کے خلاف ہے۔

⌘ امام کے علاوہ ایک آدمی ہو تو وہ امام کے پیچھے الگ صف میں کھڑا ہو گا۔ جیسا کہ عمیر بن ابی طلحہ کے جنازہ میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اکیلے مرد ہونے کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔ [مستدرك حاكم : ١/٣٦٥، ح : ١٣٥٠۔ امام حاکم نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر، جبکہ الالبانی نے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے]

امام کہاں کھڑا ہو گا؟:

⌘ مرد کے جنازے میں امام میت کے سر کے برابر کھڑا ہو گا اور عورت کے جنازے میں امام اس کے وسط میں کھڑا ہو گا۔ ابو غالب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مرد کی نماز جنازہ پڑھی تو وہ اس کے سر کے برابر کھڑے ہوئے، پھر ایک قریشی عورت کی میت لائی گئی، تو لوگوں نے کہا: ''اے ابو حمزہ! اس کا نماز جنازہ پڑھا دو۔'' تو وہ چارپائی کے وسط میں کھڑے ہوئے۔'' [ترمذی، كتاب الجنائز، باب ما جاء أين يقوم الإمام من الرجل والمرأة : ١٠٣٤۔ أبو داؤد : ٣١٩٤۔ ابن ماجه : ١٤٩٤۔ صحيح]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نماز جنازہ سری یا جہری:

⌘ نماز جنازہ سری (آہستہ) اور جہری (بلند آواز میں) دونوں طرح جائز ہے۔ سیدنا عوف ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز جنازہ میں یہ دعا سنی...... تو میت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سن کر میں تمنا کرنے لگا کہ کاش! یہ میری میت ہوتی (تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر یہ دعا پڑھتے)۔'' [مسلم، كتاب الجنائز، باب الدعاء للميت في الصلوة : ٨٦/٩٦٣]

⌘ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''سنت یہ ہے کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ آہستہ آواز میں پڑھی جائے۔'' [نسائي، كتاب الجنائز، باب الدعاء : ١٩٩١۔ صحيح۔ المنتقى لابن الجارود : ٢/١٣٤، ح : ٥٤٠]

⌘ سورۂ فاتحہ کی قراءت جہراً کرنا بھی سنت ہے۔ [بخاري، كتاب الجنائز، باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنازة : ١٣٣٥۔ نسائي : ١٩٨٩، ١٩٩٠۔ صحيح]

مقتدیوں کے فرائض:

⌘ مقتدیوں کو بھی اپنی اپنی جگہ وہ تمام کام کرنے چاہییں جو امام کرتا ہے۔ سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((اَلسُّنَّةُ اَنْ يَفْعَلَ مَنْ وَرَائَهُ مِثْلَ مَا فَعَلَ اِمَامُهُ)) [مستدرك حاكم : ١/٣٦٠، ح : ١٣٣١۔ امام حاکم نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر اور علامہ البانی نے اسے "إرواء الغليل (٧٣٤)" میں صحیح کہا ہے]

''سنت یہ ہے کہ مقتدی وہ سب کام کریں جو ان کا امام کرتا ہے۔''

نماز جنازہ کا مسنون طریقہ:

⌘ نماز جنازہ میں چار تکبیرات کہنی چاہییں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے جنازے میں چار تکبیرات کہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ ایک قبر کے پاس آئے، صفیں درست کیں اور (جنازے میں) چار تکبیرات کہیں۔ [بخاري، كتاب الجنائز، باب الصفوف على الجنازة : ١٣١٨، ١٣١٩۔ مسلم : ٩٥١]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ عام طور پر جنازے پر چار تکبیریں کہتے تھے، ایک دفعہ انھوں نے پانچ تکبیریں کہیں اور میں نے اس کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا کیا کرتے تھے۔'' [مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلوة على القبر : ٩٥٧]

⌘ اب ہر تکبیر کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

پہلی تکبیر:

⌘ تکبیر تحریمہ کہتے وقت ہاتھ اٹھائیں اور سینے پر باندھ لیں۔ (اس کے دلائل نماز کے باب میں ملاحظہ فرمائیں)

⌘ پھر دعائے استفتاح پڑھیں، کیونکہ یہ بھی نماز ہے اور کسی بھی صریح وصحیح حدیث میں اس سے منع نہیں کیا گیا۔ تاہم بعض احباب نے ثنا کے الفاظ میں ''وَجَلَّ ثَنَاءُكَ'' کا اضافہ کر دیا ہے۔ یہ الفاظ ثابت نہیں ہیں۔

نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ:

⌘ پھر سورۂ فاتحہ پڑھیں۔ بعض لوگوں نے نماز جنازہ سے سورۂ فاتحہ کا تعلق ہی ختم کر دیا ہے۔ عام نماز کے حوالے سے تو وہ محض امام کے پیچھے (اگرچہ عملاً انفرادی نماز میں بھی) سورۂ فاتحہ پڑھنے کا انکار کرتے ہیں، لیکن نماز جنازہ میں تو سرے سے سورۂ فاتحہ کے وجود کا انکار کر دیتے ہیں، جبکہ احادیث میں کثرت کے ساتھ اس کا تذکرہ ہے۔ عام نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کی فرضیت کے دلائل ہی کافی ہیں، کیونکہ یہ بھی نماز ہے، جو نماز باجماعت کے باب میں گزر چکے ہیں۔ یہاں صرف ان احادیث کا تذکرہ کروں گا جن میں نماز جنازہ کے دوران میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کی صراحت ہے اور وہ درج ذیل ہیں:

① سیدنا ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ تو سوائے تکبیر اولیٰ کے اور کسی تکبیر میں قراءت نہ کر۔'' [المنتقى لابن الجارود : ١٣٤/٢، ح : ٥٤٠ و إسناده صحيح]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

② طلحہ بن عبد اللہ بن عوف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی، انھوں نے سورۂ فاتحہ پڑھی۔ (بعد میں) فرمایا: ''(میں نے اس لیے جہراً قراءت کی ہے) تاکہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے۔'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنازة : ۱۳۳۵]

③ طلحہ بن عبد اللہ بن عوف رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں: ''میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی، تو انھوں نے سورۂ فاتحہ اور ایک سورت بلند آواز سے پڑھی، یہاں تک کہ ہمیں قراءت سنائی۔ جب فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اس کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: ''یہ سنت اور حق ہے۔'' [نسائی، کتاب الجنائز، (باب) الدعاء : ۱۹۸۹، ۱۹۹۰۔ صحیح]

④ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''نماز جنازہ کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلی تکبیر میں سورۂ فاتحہ آہستہ آواز میں پڑھیں، پھر تین تکبیریں کہیں اور آخر پر سلام پھیر دیں۔'' [نسائی، کتاب الجنائز، (باب) الدعاء : ۱۹۹۱۔ المنتقی لابن الجارود : ۱۳۴/۲، ح : ۵۴۰ صحیح]

⑤ ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز جنازہ کا سنت طریقہ یہ ہے کہ امام پہلی تکبیر کہے، پھر سورۂ فاتحہ دل میں پڑھے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، پھر باقی تکبیرات میں میت کے لیے خلوصِ دل سے دعا کرے اور پہلی تکبیر کے علاوہ کسی تکبیر میں بھی تلاوت نہ کرے، پھر آہستہ آواز سے سلام پھیر دے۔'' [السنن الكبرىٰ للبيهقي : ۳۹/۴، ح : ۶۹۵۹۔ المنتقی لابن الجارود : ۱۳۴/۲، ح : ۵۴۰ و إسناده صحيح]

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ علمائے احناف کی نظر میں:

❀ انصاف پسند اور محققین علمائے احناف نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا اعتراف کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

① حنفی عالم عبد الحی لکھنوی لکھتے ہیں: ''نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا ہی اولیٰ ہے، اس

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

لیے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ ثابت ہے۔"

④ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کرنا سنت ہے، اس لیے کہ یہ تمام دعاؤں سے بہتر اور جامع ہے۔" [حجۃ اللہ البالغۃ : ۳۶/۲]

مذکورہ بالا صحیح احادیث و آثار اور اکابر علمائے احناف کے فتاویٰ سے معلوم ہو گیا ہے کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا نبی ﷺ، صحابہ کرام اور ائمۂ دین کا طریقہ اور معمول ہے، اس کا انکار کرنا، یا اسے مکروہ کہنا صحیح اور درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و سنت پر چلنے کی توفیق دے۔ (آمین!)

فاتحہ کے بعد قراءت:

⌘ سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورت پڑھیں۔ طلحہ بن عبد اللہ بن عوف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی، تو انھوں نے سورۂ فاتحہ اور ایک اور سورت بلند آواز سے پڑھی، یہاں تک کہ ہمیں قراءت سنائی۔ جب فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اس کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: "یہ سنت اور حق ہے۔" [نسائي، کتاب الجنائز، (باب) الدعاء : ۱۹۸۹۔ صحیح]

دوسری تکبیر:

⌘ دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھیں۔ سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابیِ رسول ﷺ نے فرمایا: "نماز جنازہ کا سنت طریقہ یہ ہے کہ امام پہلی تکبیر کہے، پھر سورۂ فاتحہ دل میں پڑھے، پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے، پھر باقی تکبیرات میں میت کے لیے خلوصِ دل سے دعا کرے اور پہلی تکبیر کے علاوہ کسی تکبیر میں بھی تلاوت نہ کرے، پھر آہستہ آواز سے سلام پھیر دے۔" [السنن الکبریٰ للبیهقي : ۳۹/۴، ح : ۶۹۵۹۔ المنتقی لابن الجارود : ۱۳۴/۲، ح : ۵۴۰ و إسنادہ صحیح]

⌘ درودِ ابراہیمی پڑھنا چاہیے، کیونکہ نماز میں وہی درود پڑھنا ثابت ہے۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

تیسری تکبیر:

⌘ تیسری تکبیر کہیں اور خلوص دل سے میت کے لیے دعائیں کریں۔ [السنن الکبریٰ للبیہقی : ۳۹/۴، ح : ۶۹۵۹۔ المنتقی لابن الجارود : ۱۳۴/۲، ح : ۵۴۰ و إسنادہ صحیح]

میت کے لیے دعائیں:

⌘ مندرجہ ذیل دعائیں مسنون ہیں:

① « اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا، وَ شَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَ صَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا، وَ ذَكَرِنَا وَ اُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ »

[ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الدعاء فی الصلوۃ علی الجنازۃ : ۱۴۹۸۔ مسند أحمد : ۳۶۸/۲، ح : ۸۸۳۰۔ أبو داؤد : ۳۲۰۱۔ صحیح]

”اے اللہ! ہمارے زندہ، ہمارے مردہ، ہمارے حاضر، ہمارے غائب، ہمارے چھوٹے، ہمارے بڑے، ہمارے مرد اور ہماری عورتوں کو بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے، اسے اسلام پر زندہ رکھنا اور جسے تو موت دے اس کا خاتمہ ایمان پر کرنا، اے اللہ! اس جانے والے کے اجر سے ہمیں محروم نہ کرنا اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر دینا۔“

② « اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَ ارْحَمْهُ، وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ، وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَ وَسِّعْ مُدْخَلَهٗ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ، وَ اَهْلًا خَيْرًا مِنْ اَهْلِهٖ، وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهٖ، وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ » [مسلم، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت فی الصلوۃ : ۹۶۳]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

"اے اللہ! اسے بخش دے، اس پر رحم فرما، اسے آرام دے اور معاف فرما، اس کی باعزت مہمان نوازی کر، اس کی قبر کشادہ فرما، اسے پانی، برف اور اولوں سے دھو کر اس طرح گناہوں سے پاک اور صاف فرما جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے، اسے اس کے گھر سے بہتر گھر، اس کے اہل وعیال سے بہتر اہل وعیال، اس کے ساتھی سے بہتر ساتھی عطا فرما، اسے جنت میں داخل فرما اور اسے عذاب قبر اور آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔"

③ « اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ، فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ، فَاغْفِرْ لَهُ، وَارْحَمْهُ، اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ »[أبو داود، كتاب الجنائز، باب الدعاء للميت : ٣٢٠٢۔ صحيح]

"اے اللہ! فلاں بن فلاں تیرے سپرد اور تیری حفاظت میں ہے، اسے قبر کی آزمائش اور جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھنا، حق اور وفا صرف تیری ذات میں ہے۔ اس کی بخشش فرما، اس پر رحمت کر، بلاشبہ صرف تیری ذات بخشنے والی اور رحمت کرنے والی ہے۔"

④ « اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ، وَ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ، اِحْتَاجَ اِلٰى رَحْمَتِكَ، وَاَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهِ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ حَسَنَاتِهِ، وَ اِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ »[الموطأ للإمام مالك : ٢٢٨/١، ح : ٥٣٦ و إسناده صحيح۔ مستدرك حاكم : ٣٥٩/١، ح : ١٣٢٨۔ ابن حبان : ٣٠٧٣۔ شعیب الارنؤوط نے اسے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے]

"اے اللہ! یہ تیرا غلام، تیرے غلام کا بیٹا اور تیری باندی کا بیٹا ہے، یہ گواہی دیتا تھا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں اور تو مجھ

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

سے زیادہ اسے جانتا ہے، یہ تیری رحمت کا محتاج ہو کر آیا ہے اور تو اسے عذاب دینے سے بے نیاز ہے، اے اللہ! اگر واقعی یہ نیک ہے تو اس کی نیکیوں میں اضافہ کر اور اگر یہ گناہ گار ہے تو اس کے گناہوں سے درگزر فرما، اے اللہ! اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ رکھنا اور اس کے بعد ہمیں کسی فتنہ میں مبتلا نہ کرنا۔"

چوتھی تکبیر:

⌘ پھر چوتھی تکبیر کہے اور سلام پھیر دے۔ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "نماز جنازہ کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلی تکبیر میں سورۂ فاتحہ آہستہ آواز میں پڑھیں، پھر تین تکبیریں کہیں اور آخر پر سلام پھیر دیں۔" [نسائي، كتاب الجنائز، (باب) الدعاء: ١٩٩١۔ صحيح۔ المنتقى لابن الجارود: ١٣٤/٢، ح: ٥٤٠]

⌘ صرف ایک طرف سلام پھیرنا بھی جائز ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا اَرْبَعًا وَسَلَّمَ تَسْلِيْمَةً وَاحِدَةً» [سنن الدارقطني: ٧٧/٢، ح: ١٨٢٤، ١٧٩٩۔ مستدرك حاكم: ٣٦٠/١، ح: ١٣٣٢۔ حسن]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازے میں چار تکبیریں کہیں اور ایک سلام پھیرا۔"

مذکورہ حدیث کے بعد امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "جنازے میں ایک سلام پھیرنا صحیح ثابت ہے، سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا جابر بن عبداللہ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سب جنازے میں ایک سلام پھیرتے تھے۔"

چار سے زائد تکبیرات:

⌘ اگر چار سے زائد تکبیرات کہنی ہوں تو ان کے درمیان بھی دعائیں ہی پڑھی جائیں گی۔

تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین:

⌘ نماز جنازہ کی تمام تکبیروں کے ساتھ ہاتھ اٹھانا بھی جائز ہے۔ نافع رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق فرماتے ہیں: "بلاشبہ وہ جنازے کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

کرتے تھے۔" [السنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب الجنائز، باب یرفع یدیه فی کل تکبیرة ٦٧٨٤۔ علامہ الالبانی نے اسے تلخیص احکام الجنائز میں صحیح کہا ہے]

⌘ مختلف کبار تابعین عظام رحمہم اللہ سے بھی نماز جنازہ کی تکبیرات میں رفع الیدین کرنا ثابت ہے، جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ (۳/۲۹۷، اسنادہ صحیح) میں محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے، جزء رفع الیدین (۱۲۲، اسنادہ صحیح) میں حسن بصری رحمہ اللہ سے، مصنف ابن ابی شیبہ (۳/۲۹۶، اسنادہ حسن لذاتہ) اور مصنف عبدالرزاق (۳/۴۶۸) میں عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ سے، جزء رفع الیدین (۱۱۶، اسنادہ حسن لذاتہ) میں مکحول رحمہ اللہ سے، جزء رفع الیدین (۱۱۸، اسنادہ صحیح) ہی میں امام الزہری رحمہ اللہ سے، جزء رفع الیدین (۱۱۲، اسنادہ صحیح) اور مصنف ابن ابی شیبہ (۳/۲۹۶) میں قیس ابن ابی حازم رحمہ اللہ سے اور جزء رفع الیدین (۱۱۴، اسنادہ حسن لذاتہ) میں نافع بن جبیر رحمہ اللہ سے۔

⌘ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اور ان کے علاوہ اکثر اہل علم کی یہی رائے ہے کہ جنازے کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کی جائے اور عبداللہ بن مبارک، شافعی، احمد ابن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔" [ترمذی، کتاب الجنائز، باب رفع الیدین علی الجنائز، بعد الحدیث : ۱۰۷۷]

بچہ کی نماز جنازہ:

⌘ بچے کی نماز جنازہ میں اختیار ہے، ادا کریں یا نہ کریں۔

⌘ بچے پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلطِّفْلُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ))[نسائی، کتاب الجنائز، باب مکان الراکب من الجنازة : ١٩٤٤۔ ترمذی : ١٠٣١۔ ابن ماجه : ١٥٠٧۔ صحیح]

"بچے پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔"

⌘ اگر کوئی بچہ نامکمل (یعنی چار ماہ کے بعد اور اصل وقت سے پہلے) پیدا ہو، اس کی نماز جنازہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

« اَلسِّقْطُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ »[أبو داوٗد، كتاب الجنائز، باب المشى أمام الجنائز : ٣١٨٠۔صحیح]

"ناتمام پیدا ہونے والے بچے پر نماز ادا کی جائے گی۔"

مسلم (۲۶۴۳) میں ہے کہ چار ماہ مکمل ہونے پر بچے میں روح پھونکی جاتی ہے، لہٰذا بچہ چار ماہ مکمل ہونے کے بعد ضائع ہو تو اس پر نماز پڑھی جائے گی ورنہ نہیں، کیونکہ اس سے پہلے والے کو بچہ ہی نہیں کہا جاتا۔

⌘ رسول اللہ ﷺ نے اپنے (نابالغ) بیٹے ابراہیم کی نماز جنازہ ادا نہیں کی۔[أبو داوٗد، كتاب الجنائز، باب فى الصلاة على الطفل : ۳۱۸۷۔حسن]

⌘ بچہ کی نماز جنازہ اگر گھر کے افراد خود ہی ادا کر لیں، تو جائز ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے عمیر بن ابوطلحہ کی نماز جنازہ ان کے گھر میں گھر کے افراد ہی کو پڑھائی تھی۔[مستدرك حاكم : ۱/۳٦٥، ح : ۱۳۵۰۔ امام حاکم نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر، جبکہ شیخ الالبانی نے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے]

بچہ کی نماز جنازہ کی دعا:

⌘ بچے کے جنازہ میں اس کے والدین کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کرنی چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اَلسِّقْطُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَيُدْعٰى لِوَالِدَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ »[أبو داوٗد، كتاب الجنائز، باب المشى أمام الجنائز : ۳۱۸۰۔ صحيح]

"ناتمام پیدا ہونے والے بچے پر نماز ادا کی جائے گی اور اس میں اس کے والدین کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی جائے۔"

⌘ بچے کی نماز جنازہ میں یہ دعا پڑھی جائے:

« اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ »[الموطأ للإمام مالك، كتاب الجنائز : ۱۸۔ صحيح]

"اے اللہ! اسے قبر کے عذاب سے بچا۔"

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

✽ حسن بصری رحمہ اللہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

« اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَفَرَطًا وَ اَجْرًا »[بخاری، کتاب الجنائز، باب قراءة فاتحة الكتاب علی الجنازة، تعليقًا، قبل الحديث : ۱۳۳۵]

''اے اللہ! اسے ہمارے لیے پیش رو اور (آخرت میں) ذخیرہ اور اجر بنا دے۔''

شہید کی نماز جنازہ:

✽ شہید پر نماز جنازہ ادا کرنے میں اختیار دیا گیا ہے، ادا کریں یا بغیر نماز کے دفن کر دیں، دونوں صورتیں ثابت ہیں، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (شہدائے احد) کو ان کے خون سمیت غسل اور نماز کے بغیر دفن کرنے کا حکم دیا۔'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الشهيد : ۱۳۴۳]

✽ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر نکلے اور شہدائے احد پر نماز جنازہ ادا کی۔'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الشهداء : ۱۳۴۴۔ مسلم : ۲۲۹۶]

بعض لوگ شہید کی نماز جنازہ کا انکار کرتے ہیں، یہ درست نہیں، کیونکہ کثیر احادیث میں اس کا ذکر ہے۔

غائبانہ نماز جنازہ:

✽ کسی میت کی غائبانہ (یعنی میت سامنے موجود نہ ہو) نماز جنازہ ادا کی جا سکتی ہے۔ شاہ حبشہ نجاشی کی وفات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« قَدْ تُوُفِّيَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ مِنَ الْحَبَشِ فَهَلُمَّ فَصَلُّوْا عَلَيْهِ، قَالَ فَصَفَفْنَا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ »[بخاری، کتاب الجنائز، باب الصفوف علی الجنازة : ۱۳۲۰۔ مسلم : ۹۵۲]

''آج ایک نیک شخص حبشہ میں فوت ہو گیا ہے، لہٰذا آؤ اور اس کی نماز جنازہ پڑھو۔'' صحابی فرماتے ہیں کہ ہم نے صفیں بنائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

پڑھائی۔“

⌘ بعض لوگ غائبانہ نماز جنازہ کے سرے سے منکر ہیں۔ ان کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

① رسول اللہ ﷺ نے جو نجاشی کا نماز جنازہ پڑھا تھا، وہ اس کے ساتھ خاص تھا، لیکن ان کی یہ بات درست نہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ہر کام امت کے لیے نمونہ ہے، سوائے اس کے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص ہو اور اس خاص ہونے کی صراحت قرآن و حدیث میں موجود ہو، جبکہ مذکورہ فعل کے خاص ہونے کی کہیں کوئی صراحت نہیں۔

② نجاشی کی نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے تمام پردے ہٹا دیے گئے اور نجاشی کی میت رسول اللہ ﷺ کے سامنے تھی۔ اس کے متعلق امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ روایت اوہام و خیالات میں سے ہے (یعنی اس کی کچھ حیثیت نہیں)۔“ [المجموع: ۲۵۳/۵]

③ نجاشی کی نماز جنازہ اس لیے پڑھائی گئی تھی کہ حبشہ میں (جہاں نجاشی فوت ہوا) ان کا نماز جنازہ پڑھنے والا کوئی نہیں تھا۔ لیکن یہ بات بعید از قیاس ہے اور اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ تفصیلی بحث کے لیے دیکھیں احکام ومسائل (۵۱۴ تا ۵۲۰) از مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ۔

اجتماعی نماز جنازہ:

⌘ ایک وقت میں زیادہ میتیں ہوں تو سب پر ایک ہی مرتبہ نماز ادا کرنا جائز ہے۔

⌘ مرد کو امام کی طرف اور عورت کو قبلہ کی طرف رکھا جائے گا۔ نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”بچے اور عورت کا جنازہ اکٹھے آ گئے، تو بچے کو لوگوں کی طرف اور عورت کو اس کے پیچھے رکھا گیا اور ان دونوں پر (اکٹھی) نماز ادا کی گئی، لوگوں میں ابوسعید الخدری، ابن عباس، ابو قتادہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم موجود تھے، میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا: ”یہ سنت ہے۔“ [نسائی، کتاب الجنائز، باب اجتماع جنائز صبی و امرأة: ۱۹۷۹۔ صحیح]

⌘ سب پر علیحدہ علیحدہ بھی نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

WWW.IRCPK.COM
www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

نماز جنازہ میں خواتین کی شرکت:

⌘ جنازہ قریب ہو تو عورتیں بھی نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، تو ازواج مطہرات نے پیغام بھیجا کہ اس کے جنازہ کو مسجد میں لاؤ، تا کہ وہ بھی اس پر نماز پڑھ سکیں، پھر ایسا ہی کیا گیا کہ ان کے حجروں کے قریب جنازہ رکھا گیا اور انھوں نے اس پر نماز پڑھی۔" [مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الجنازة في المسجد : ۹۷۳/۱۰۰]

⌘ لیکن (جنازہ پڑھنے کے لیے) عورتیں میت کے ساتھ نہ جائیں۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے منع کیا گیا لیکن سختی سے نہیں۔" [بخاری، کتاب الجنائز، باب اتباع النساء الجنازة :۱۲۷۸۔ مسلم : ۹۳۸]

دوبارہ نماز جنازہ:

⌘ ایک میت کی کئی مرتبہ نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔

⌘ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ دوبارہ جنازہ وہی پڑھ سکتا ہے جس نے پہلے نہ پڑھا ہو، یہ درست نہیں، بلکہ ایک شخص ایک ہی میت پر کئی مرتبہ نماز پڑھ سکتا ہے۔

⌘ کوئی شخص نماز جنازہ سے پیچھے رہ جائے تو وہ بعد میں نماز جنازہ کی جماعت کروا سکتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "ایک آدمی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کرتے تھے، ایک رات وہ فوت ہو گیا تو اسے رات ہی کو دفن کر دیا گیا، جب صبح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی...... تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر تشریف لائے اور اس پر نماز پڑھی۔" [بخاری، کتاب الجنائز، باب الإذن بالجنازة : ۱۲۴۷۔ مسلم : ۹۵۶]

تدفین کے بعد نماز جنازہ:

⌘ میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر نماز جنازہ ادا کی جا سکتی ہے۔ [بخاری، کتاب الجنائز، باب الإذن بالجنازة : ۱۲۴۷]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

طویل مدت کے بعد نماز جنازہ:

⌘ کسی شخص کے فوت ہونے کے سال ہا سال گزر جانے کے بعد بھی نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔ سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد پر آٹھ سال بعد نماز جنازہ پڑھی۔“ [بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة أحد : ٤٠٤٢۔ مسلم : ٢٢٩٦]

گناہ گاروں کی نماز جنازہ:

⌘ گناہ اور حرام کاموں میں مشہور شخص کی نماز عام لوگ ادا کریں، لیکن کسی بڑے عالم کو، جس کی شخصیت کا لوگوں پر اثر ہو، اسے نہیں پڑھنی چاہیے، تاکہ لوگوں کو نصیحت ہو۔

⌘ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔ [مسلم، کتاب الجنائز، باب ترك الصلاة على القاتل نفسه : ٩٧٨]

اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں خیانت کرنے والی کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھائی۔ [نسائی، کتاب الجنائز، باب الصلاة على من غل : ١٩٦١۔ صحیح]

⌘ جو شخص سچے دل سے توبہ کر لے تو اس کی نماز جنازہ کسی بڑے عالم کو پڑھانی چاہیے۔

⌘ جس شخص کو گناہ پر حد لگے اور وہ فوت ہو جائے، کیونکہ وہ توبہ ہی ہے، تو اس پر نماز جنازہ ادا کرنی چاہیے، جیسا کہ ایک عورت سے زنا کا ارتکاب ہو گیا، پھر وہ سزا کی طلب گار ہوئی، اس پر حد جاری کی گئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ [مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى : ١٦٩٦]

مقروض کی نماز جنازہ:

⌘ میت مقروض ہو اور اس کے ورثہ میں ادائیگی کے بقدر مال بھی نہ ہو، تو اس کی نماز جنازہ بڑے عالم کو نہیں پڑھانی چاہیے، لیکن اگر کوئی شخص اس کا قرض اپنے ذمے لے لے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ سیدنا سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی نماز پڑھانے کی گزارش کی گئی، آپ نے پوچھا: ”اس پر قرض ہے؟“ ورثاء نے کہا: ”نہیں۔“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

اس کی نماز پڑھا دی۔ پھر دوسرا جنازہ لایا گیا اور آپ ﷺ سے اس کی نماز پڑھانے کی گزارش کی گئی، آپ نے پوچھا: ''اس پر قرض ہے؟'' ورثاء نے کہا: ''ہاں!'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا اس نے ترکہ چھوڑا ہے؟'' انھوں نے کہا: ''تین دینار۔'' تو آپ ﷺ نے اس کی نماز پڑھا دی۔ پھر ایک تیسرا جنازہ لایا گیا اور آپ ﷺ سے اس کی نماز پڑھانے کی گزارش کی گئی، آپ نے پوچھا: ''اس پر قرض ہے؟'' ورثاء نے کہا: ''ہاں! تین دینار۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے ساتھی کی نماز پڑھو۔'' ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''آپ اس پر نماز پڑھائیں، اس کا قرض میرے ذمہ ہے۔'' تو آپ ﷺ نے اس کی نماز پڑھائی۔'' [بخاری، کتاب الحوالات، باب إذا أحال دین المیت علی رجل جاز : ۲۲۸۹]

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ » [ابن ماجه، كتاب الصدقات، باب التشديد في الدين: ۲٤۱۳۔ ترمذی : ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ صحیح]

''مسلمان کی جان قرض کے عوض میں لٹکی رہتی ہے، یہاں تک کہ اس کی طرف سے قرض ادا کر دیا جائے۔''

- اگر قرض ادا نہ کیا جائے تو قیامت کے دن قرض نیکیوں سے ادا کیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دِيْنَارٌ اَوْ دِرْهَمٌ قُضِيَ مِنْ حَسَنَاتِهِ، لَيْسَ ثَمَّ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ » [ابن ماجه، كتاب الصدقات، باب التشديد في الدين : ۲٤۱٤]

''جو شخص مقروض مر جائے، تو (قیامت کے دن) اس کی نیکیوں سے قرض کی ادائیگی کی جائے گی، کیونکہ وہاں (اس کے پاس) کوئی روپیہ پیسا نہیں ہوگا۔''

نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا:

- نماز جنازہ کے بعد وہیں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بدعت ہے، قرآن وسنت سے قطعاً ثابت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو منافق کی نماز جنازہ سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ﴾ [التوبة : ٨٤]

”(اے نبی !) ان (منافقین) میں سے کوئی مر جائے تو اس کی نماز جنازہ کبھی ادا نہ کرنا اور نہ کبھی (دعا کے لیے) اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اشارتاً دعا کرنے کے دو مواقع کا ذکر فرمایا ہے، ایک نماز جنازہ میں اور دوسرا قبر پر کھڑے ہو کر اور ان دونوں مواقع پر دعا کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور یہ نماز جنازہ کے بعد تیسری دعا قرآن وسنت سے ثابت نہیں اور خود حنفی فقہاء سے بھی اس کی ممانعت آئی ہے۔ سید الحموی لکھتے ہیں: ”نماز جنازہ کے بعد دعا نہ کرنا، اس لیے کہ یہ نماز جنازہ میں اضافہ کے مشابہ ہے۔“ [كشف الرمز على الكنز : ١٣١]

⌘ نماز جنازہ کے بعد دعا کرنے کے قائل حضرات اس حدیث سے دلیل لیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ)) [أبو داود، كتاب الجنائز، باب الدعاء للميت : ٣١٩٩]

”جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھ چکو تو اس کے لیے خلوص سے دعا کرو۔“

لیکن یہ ترجمہ درست نہیں، صحیح ترجمہ اس طرح ہے: ”جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھو تو اس کے لیے خلوص سے دعا کرو (یعنی نماز جنازہ میں)۔“

یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا کہ جنازہ بغیر اخلاص کے پڑھو اور بعد میں اخلاص سے دعا کرو۔

جن کی نماز جنازہ ادا کرنا جائز نہیں:

⌘ کافر اور منافق کی نماز جنازہ ادا کرنا حرام ہے۔ [التوبة : ٨٤] اسماعیلی، مرزائی، بہائی اور بابی وغیرہ بھی کافر ہیں، سو ان کی اور دیگر بد عقیدہ افراد کی نماز جنازہ پڑھنا قطعاً جائز نہیں۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

تدفین کا بیان

تدفین کی اہمیت:

⌘ میت کی تدفین انسانی فطرت میں سے ہے۔ پہلے انسان کی موت پر اللہ تعالیٰ نے یوں تدفین کا طریقہ سکھایا:

﴿ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ﴾

[المائدة : ٣١]

''تو اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کو کرید رہا تھا، تاکہ قابیل کو دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو کیسے دفن کرے۔''

⌘ مسلمان کو قبر کھود کر دفن کرنا فرض ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے شہدائے احد کے متعلق فرمایا:

« اِدْفِنُوْهُمْ فِيْ دِمَائِهِمْ » [بخاری، کتاب الجنائز، باب من لم یر غسل الشهداء : ١٣٤٦]

''ان کو خون سمیت دفن کر دو۔''

⌘ کافر کی میت کو بھی زمین میں دبانا چاہیے۔ سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن چوبیس قریشی سرداروں کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک گندے ناپاک کنویں میں پھینکنے کا حکم دیا۔'' [بخاری، کتاب المغازی، باب قتل أبی جهل : ٣٩٧٦۔ مسلم : ٢٨٧٥]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

قبر کھودنے والے کی فضیلت:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ حَفَرَ لَهُ فَأَجَنَّهُ أُجْرِيَ عَلَيْهِ كَأَجْرِ مَسْكَنٍ أَسْكَنَهُ إِيَّاهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ »[السنن الكبرىٰ للبيهقي : ٣/٣٩٥، ح : ٦٦٥٥۔ مستدرك حاكم : ١/٣٦٢، ح : ١٣٤٠، ١٣٠٧ و صححه الحاكم و الذهبي على شرط مسلم]

”جس نے میت کے لیے قبر کھودی اور اسے اس میں دفن کیا، تو اس کے لیے اتنا ثواب ہے کہ جیسے اس نے کسی کو قیامت تک کے لیے رہائش فراہم کر دی۔“

تدفین کے ممنوع اوقات:

⌘ جن اوقات میں نماز جنازہ پڑھنا ممنوع ہے، ان میں تدفین بھی جائز نہیں۔

⌘ ان کے علاوہ رات کے وقت بھی تدفین سے بچنا چاہیے، ہاں! مجبوری ہو تو اور بات ہے۔
[مسلم، كتاب الجنائز، باب في تحسين كفن الميت : ٩٤٣]

تدفین کہاں کرنی چاہیے؟:

⌘ بہتر اور پسندیدہ عمل یہ ہے کہ میت کو اس کے قریبی قبرستان میں دفن کیا جائے، بلا عذر شرعی دوسری جگہ منتقل کرنے سے بچنا چاہیے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”ہم احد کے دن شہدا کو (بقیع میں) دفن کرنے کے لیے اٹھا کر لا رہے تھے کہ نبی ﷺ کا منادی آیا اور اس نے کہا: ”رسول اللہ ﷺ تمھیں حکم دیتے ہیں کہ شہدا کو ان کی قتل گاہوں میں دفن کرو۔“ تو ہم انھیں واپس لے گئے۔“ [أبو داؤد، كتاب الجنائز، باب في الميت يحمل من أرض إلى أرض وكراهة ذلك : ٣١٦٥۔ صحيح]

⌘ عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہما کی نعش حبشہ سے لائی گئی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں: ”اللہ تعالیٰ میرے بھائی پر رحم فرمائے، مجھے سب سے زیادہ دکھ یہ ہے کہ اسے اس کے مقام وفات پر دفن نہیں کیا گیا۔“ [مستدرك حاكم : ٣/٣٧٥، ح : ٦٠٠٧۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي : ٦٨٦٥۔ صحيح]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ کسی بھی میت کو عام قبرستان میں دفن کرنا چاہیے، کسی خاص جگہ دفن کرنا ثابت نہیں، بلکہ خلاف سنت اور شرک کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

⌘ یہ صرف انبیائے کرام علیہم السلام ہی کی خصوصیت تھی کہ انھیں اس جگہ دفن کیا جاتا تھا، جہاں وہ فوت ہوتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ يُحِبُّ اَنْ يُدْفَنَ فِيْهِ)) [طبقات ابن سعد : ۲/۲۲۳ و إسناده صحيح۔ طبراني كبير : ۵۷/۷، ح : ۶۳۶۷ و إسناده صحيح۔ ترمذي، كتاب الجنائز، (باب) : ۱۰۱۸۔ واللفظ له]

”اللہ تعالیٰ انبیاء کو وہیں فوت کرتا ہے جہاں ان کی تدفین پسند کرتا ہے۔“

⌘ شہدا کو مقام شہادت پر دفن کرنا چاہیے، جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں گزر چکا ہے، یعنی قبرستان سے باہر تدفین انبیاء اور شہدا کی خصوصیت ہے۔ لہٰذا ان سے استدلال کر کے قبرستان کے علاوہ کسی کی قبر بنانا جائز نہیں۔

⌘ مسلمان اور کافر کو الگ الگ قبرستان میں دفن کیا جائے۔ سیدنا بشیر مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ مشرکین کے قبرستان کے قریب سے گزرے ...... پھر مسلمانوں کے قبرستان سے گزرے۔“ [أبو داؤد، كتاب الجنائز، باب المشي بين القبور في النعل : ۳۲۳۰۔ نسائي : ۲۰۵۰۔ حسن]

تو ثابت ہوا کہ دورِ نبوی میں مسلمانوں اور کافروں کے قبرستان الگ الگ ہوتے تھے۔

قبر بنانے کا طریقہ:

⌘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِحْفِرُوْا وَاَعْمِقُوْا وَ اَوْسِعُوْا وَاَحْسِنُوْا))[نسائي، كتاب الجنائز، باب ما يستحب من إعماق القبر : ۲۰۱۲، ۲۰۱۳۔ صحيح]

”قبر گہری، کشادہ، وسیع اور صاف ستھری بنائیں۔“

⌘ لحد قبر بنانا افضل ہے، لحد یہ ہے کہ ایک صندوق نما مستطیل شکل کا گڑھا کھودنے کے بعد

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

اس کے اندر قبلہ کی طرف ایک بغلی قبر کھودی جاتی ہے، جس میں میت رکھی جاتی ہے۔

⌘ اگر زمین نرم ہونے کی وجہ سے، یا کسی اور وجہ سے لحد بنانا مشکل ہو تو شق بنانا بھی جائز ہے۔ شق یہ ہے کہ ایک صندوق نما مستطیل شکل کا گڑھا کھود کر اس کے اندر پھر اسی طرح کا ایک چھوٹا گڑھا کھودا جاتا ہے، بعض علاقوں میں زمین زیادہ نرم ہونے کی وجہ سے چھوٹے گڑھے کی بجائے اس میں دیواریں کی جاتی ہیں، تا کہ اس کے اندر میت رکھ کر اسے بند کیا جا سکے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی کیفیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

«شَقَّ لَحْدَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ الَّذِي يَشُقُّ لُحُودَ قُبُورِ الشُّهَدَاءِ»

[المنتقى لابن الجارود : ١٤٣/١، ح : ٥٤٧ و إسناده حسن لذاته۔ ابن حبان : ٦٦٣٣۔ نیز دیکھیے ابن ماجه : ١٥٥٧، ١٥٥٨]

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لحد کو ایک انصاری صحابی نے کھودا جو شہیدوں کے لیے لحد قبریں کھودتا تھا۔"

تدفین کے آداب:

⌘ اگر ضرورت ہو تو میت کے سر کے نیچے نرم پتھر یا مٹی وغیرہ بطور تکیہ رکھی جا سکتی ہے، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے سر کے نیچے نرم پتھر رکھا تھا۔ [الطبقات الکبریٰ لابن سعد : ١١٠/٨، ١١١، إسناده صحيح]

⌘ قبر میں کوئی چادر وغیرہ بچھانا بھی جائز ہے، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں سرخ چادر بچھائی گئی۔ [مسلم، کتاب الجنائز، باب جعل القطيفة في القبر : ٩٦٧]

بعض کا کہنا ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا، لیکن میرے علم میں خاصہ کی کوئی دلیل نہیں۔ (واللہ اعلم)

⌘ میت کو قبر کے پاؤں والی جانب سے قبر میں داخل کریں، یعنی پہلے میت کا سر داخل کریں، پھر پاؤں۔ سیدنا عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ نے "الحارث" کو قبر کے پاؤں والی

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

جانب سے قبر میں داخل کیا اور فرمایا : ''یہ سنت ہے۔'' [أبوداؤد، کتاب الجنائز، باب کیف یدخل المیت قبره ؟ : ۳۲۱۱۔ صحیح]

⌘ محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک جنازہ میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، انھوں نے میت (کو قبر میں) اتارنے کے بارے میں کہا تو اس میت کو قبر کے پاؤں کی جانب سے قبر میں داخل کیا گیا۔ [مسند أحمد : ۴۲۹/۱، ح : ۴۰۸۰۔ إسناده صحیح]

⌘ میت کو اس طرح قبر میں لٹائیں کہ اس کا چہرہ قبلہ کی طرف ہو اور اس کا سر قبلہ کی دائیں اور پاؤں قبلہ کی بائیں طرف ہوں، عہد نبوت سے آج تک اہل اسلام کا اسی پر عمل ہے۔ [مختصر أحکام الجنائز : ۱۸۳]

⌘ میت کو قبر میں اتارنے والا شخص یہ دعا پڑھے:

« بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ عَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »

[ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء ما یقول إذا أدخل المیت القبر : ۱۰۴۶۔ أبو داؤد : ۳۲۱۳۔ صحیح]

'' (میں میت کو) اللہ کے نام سے، اللہ کے حکم پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر (قبر میں داخل کرتا ہوں)۔''

⌘ لحد کا منہ بند کرنے کے لیے کچی اینٹیں لگانی چاہییں۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مرض الموت میں وصیت کی: ''میرے لیے لحد والی قبر بنانا اور مجھ پر کچی اینٹیں لگانا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں کیا گیا۔'' [مسلم، کتاب الجنائز، باب فی اللحد ونصب اللبن علی المیت : ۹۶۶]

⌘ قبر پر تمام حاضرین کو تین تین لپ مٹی ڈالنی چاہیے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھائی، پھر قبر پر آئے اور سر کی جانب سے تین لپ مٹی ڈالی۔'' [ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی حثو التراب فی القبر : ۱۵۶۵۔ صحیح]

⌘ قبر زمین سے ایک بالشت اونچی کی جائے، تاکہ وہ زمین سے اونچی ہو کر نمایاں ہو

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

جائے اور بے حرمتی نہ ہو۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد والی قبر بنائی گئی اور اس پر کچی اینٹیں نصب کی گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر زمین سے ایک بالشت اونچی کی گئی۔'' [ابن حبان : ٦٦٣٥، إسناده صحيح ـ السنن الكبرىٰ للبيهقي : ٦٧٣٦ـ حسن]

⌘ قبر کو اونٹ کی کوہان نما بنایا جائے۔ سفیان بن دینار التمار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر دیکھی کہ وہ اونٹ کی کوہان کی طرح تھی۔'' [بخاری، كتاب الجنائز، باب ما جاء في قبر النبي صلی اللہ علیہ وسلم ...... الخ : ١٣٩٠]

⌘ قبر پر پانی کا چھڑکاؤ کریں، تاکہ مٹی جم جائے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ صحیحہ میں طبرانی اوسط کے حوالے سے روایت درج کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا۔ [السلسلة الصحيحة : ٧/١/٩٩، ح : ٣٠٤٥]

⌘ قبر پر کتبہ لگانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ثابت نہیں، یہ بدعت ہے۔ ہاں پہچان کے لیے اس پر پتھر وغیرہ رکھنا جائز ہے۔

مطلب بن عبداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور ان کا جنازہ لایا گیا اور دفن کیا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو پتھر لانے کا حکم دیا، لیکن وہ اسے اٹھا نہ سکا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود کھڑے ہوئے ...... اسے اٹھایا اور قبر کے سر کے پاس رکھ دیا اور فرمایا: ''(تاکہ) میں اس کے ذریعے اپنے بھائی کی قبر پہچان سکوں اور اس کے ساتھ اپنے خاندان کی میتیں دفن کر سکوں۔'' [أبو داوٗد، كتاب الجنائز، باب في جميع الموتى في قبر و القبر يعلم : ٣٢٠٦ـ حسن]

تدفین کے بعد دعا کرنا:

⌘ سب لوگ میت کی بخشش اور ثابت قدمی کے لیے دعا کریں۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم تدفین سے فارغ ہو کر قبر پر کھڑے ہو جاتے اور فرماتے: ''اپنے بھائی کے لیے بخشش اور ثابت قدمی کی دعا کرو، بلاشبہ اب اس سے سوالات

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

کیے جا رہے ہیں۔" [أبو داوٗد، کتاب الجنائز، باب الاستغفار عند القبر...... الخ : ۳۲۲۱۔ صحیح]

تدفین کے بعد سورۂ بقرہ کی تلاوت کرنا:

⌘ بعض لوگ تدفین کے بعد میت کے سر والی طرف سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات اور پاؤں والی جانب آخری آیات پڑھتے ہیں، یہ درست نہیں، کیونکہ جس روایت سے استدلال کیا جاتا ہے وہ بالکل ضعیف اور ناقابل اعتبار ہے۔ [دیکھیں مشکوۃ المصابیح بتحقیق علامہ الألبانی : ۲۲۳/۲]

تدفین کے بعد میت کو کلمہ کی تلقین کرنا:

⌘ بعض لوگ قبر پر مٹی ڈال کر میت کو کلمہ کی تلقین کرتے ہیں، یہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ وہ جس روایت سے استدلال کرتے ہیں، اسے علامہ ہیثمی نے مجمع الزوائد (۴۸/۳) میں، ابن قیم نے زاد المعاد (۵۲۳/۱) میں، صنعانی نے سبل السلام (۲/ ۷۷) میں، نووی نے المجموع (۳۰۴/۵) میں اور حافظ عراقی نے احیاء العلوم (۴۲۰/۴) میں ضعیف کہا ہے اور علامہ الالبانی نے سلسلہ ضعیفہ (۵۹۹) میں منکر کہا ہے۔

دوسرا ان کا استدلال اس سے ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اپنے مردوں کو " لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ "کی تلقین کرو۔" [مسلم، کتاب الجنائز، باب تلقین الموتی لا إله إلا الله : ۹۱۶]

یہ حدیث مفصل صحیح ابن حبان (۳۰۰۴) میں ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کلمہ کی تلقین آدمی کو حالت نزع میں کرنی چاہیے نہ کہ تدفین کے بعد۔ [دیکھیے صحیح ابن حبان : تحت الحدیث : ۳۰۰۲]

علمائے احناف میں سے علامہ علاء الدین الکاسانی حنفی نے "بدائع الصنائع (۴۴۳/۱)" میں، علامہ حنفی نے "البنایہ فی شرح الہدایہ (۲۰۷/۳)، میں اور "فتاویٰ عالمگیری (۱۵۷/۱)" میں اسی کو ترجیح دی گئی ہے۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

عورت کو دفن کون کرے گا؟:

⌘ عورت کی میت کو قبر میں مرد ہی اتاریں گے، نہ کہ عورتیں۔ [بخاری، كتاب الجنائز، باب من يدخل قبر المرأة ؟ : ١٣٤٢]

⌘ عورت کو قبر میں اس کا خاوند اتارے تو بھی جائز ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خود دفن کیا تھا۔ [بخاری، كتاب المغازی، باب غزوة خيبر : ٤٢٤٠، ٤٢٤١]

⌘ عورت کی میت کو غیر محرم بھی قبر میں اتار سکتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو غیر محرم نے قبر میں اتارا تھا۔ [بخاری، كتاب الجنائز، باب من يدخل قبر المرأة : ١٣٤٢]

قبر میں روشنی کے لیے چراغ چلانا:

⌘ رات اندھیری ہو تو قبر کے اندر روشنی کے لیے چراغ وغیرہ لے جانا جائز ہے۔
[ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ما جاء في الأوقات ...... الخ : ١٥٢٠۔ ترمذی : ١٠٥٧۔ مستدرك حاكم : ١/ ٣٦٨، ح : ١٣٦١ و إسناده حسن لذاته۔ ٢/ ٣٤٥، ح : ٣٣١٨ و إسناده حسن لذاته]

ایک خاندان کی اکٹھی قبریں:

⌘ قبرستان کے اندر ایک خاندان کے افراد کی ایک جگہ اکٹھی قبریں بنانا جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد ایک پتھر قبر کے سرہانے رکھا اور فرمایا: ”یہ اس لیے کہ میں اپنے بھائی کی قبر پہچان سکوں اور اس کے ساتھ اپنے خاندان کی میتیں دفن کر سکوں۔“ [أبو داؤد، كتاب الجنائز، باب في جميع الموتى في قبر والقبر يعلم : ٣٢٠٦۔ حسن]

اجتماعی تدفین:

⌘ میتیں زیادہ ہوں تو ایک قبر میں زیادہ لوگوں کو بھی دفنایا جا سکتا ہے، اس صورت میں قبر

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

میں قبلہ کی سمت پہلے اس میت کو رکھا جائے گا، جسے قرآن زیادہ یاد ہو۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''نبی ﷺ شہدائے احد میں سے دو دو افراد کو اکٹھا کرتے، پھر پوچھتے: ''ان میں قرآن زیادہ جاننے والا کون ہے؟'' جب کسی ایک کی طرف اشارہ کر دیا جاتا، تو اسے لحد میں پہلے (قبلہ کی طرف) رکھا جاتا۔'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی الشهداء : ۱۳۴۳]

قبر کشائی:

⌘ کسی شدید ضرورت کے تحت میت کو قبر سے نکالا جا سکتا ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ابی کی قبر پر آئے، جبکہ اسے قبر میں رکھ دیا گیا تھا، تو آپ ﷺ نے اسے باہر نکالنے کا حکم دیا، پھر اسے اپنے گھٹنے پر رکھا، اس کے منہ میں لعاب مبارک ڈالا اور اسے اپنی قمیص پہنائی۔'' اور اس سے اگلی روایت میں ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میرے باپ کو (احد میں شہداء کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے) دوسرے آدمی کے ساتھ اکٹھا دفن کیا گیا، میرے دل کو اچھا نہ لگا تو میں نے (چھ ماہ کے بعد) اپنے باپ کو نکال کر دوسری قبر میں تنہا دفن کیا۔'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب هل يخرج الميت من القبر واللحد لعلة؟ : ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲۔ مسلم : ۲۷۷۳]

ثابت ہوا کہ میت کو کسی ضرورت کے پیش نظر قبر سے نکالا جا سکتا ہے، لیکن بغیر ضرورت ایسا کرنا درست نہیں ہے۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

تعزیت کرنے کا بیان

تعزیت کا طریقہ:

⌘ تعزیت کا مطلب ہے میت کے وارثوں کو صبر کی تلقین کرنا، آخرت میں اجر وثواب کی امید دلانا اور ان کے دکھ درد میں شریک ہو کر ان کے غم کو ہلکا کرنا۔ یہاں میں رسول اللہ ﷺ کے تعزیتی الفاظ کے چند نمونے دے رہا ہوں، تاکہ مسلمانوں کو تعزیت کا نبوی طریقہ معلوم ہو سکے:

① ایک بچے کی وفات پر تعزیت کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے فلاں شخص! دو صورتوں میں سے تجھے کون سی صورت پسند ہے؟ ایک تو یہ کہ تم اس (اپنے بچے) سے اپنی زندگی میں فائدہ اٹھاتے اور دوسری یہ کہ کل قیامت کے دن وہ تجھ سے آگے بڑھ کر تمھارے لیے جنت کا دروازہ کھول دے۔'' اس نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ وہ آگے بڑھ کر میرے لیے جنت کا دروازہ کھول دے۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو تیرے لیے طے ہو چکا ہے۔'' [نسائی، کتاب الجنائز، باب فی التعزیة : ۲۰۹۰۔ صحیح]

② آپ ﷺ نے تعزیت کرتے ہوئے فرمایا:

« إِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهُ مَا اَعْطَى وَ كُلٌّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ »[بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ یعذب المیت

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

بعض...... الخ : ١٢٢٤۔ مسلم : ٩٢٣]

”یہ اللہ کا مال تھا جو اس نے لے لیا اور جو اس نے دے رکھا ہے وہ بھی تو اسی کا ہے، اس کے ہاں ہر چیز (کے فنا ہونے) کا وقت مقرر ہے۔ بس صبر کرو اور اللہ سے اجر کی امید رکھو۔“

③ آپ ﷺ نے ایک انصاری عورت سے اس کے بیٹے کی تعزیت کرتے ہوئے فرمایا:

”مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے اپنے بچے پر جزع فزع کی ہے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اللہ کے تقویٰ اور صبر کی تلقین فرمائی۔ اس عورت نے کہا: ”میں جزع فزع کیوں نہ کروں، میں ”رقوب“ ہوں (یعنی میرے بچے زندہ نہیں رہتے)، میرا صرف یہی ایک بچہ تھا وہ بھی فوت ہوگیا۔“ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رقوب تو وہ ہے جس کا بچہ باقی بچ جائے (جس سے وہ صرف دنیا میں فائدہ اٹھا سکے گی)۔“ پھر فرمایا: ”جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں اور وہ (صبر کر کے) اللہ سے اجر کا طلب گار ہو، تو اللہ تعالیٰ اسے ان بچوں کی وجہ سے جنت میں داخل کرے گا اور کسی کے دو فوت ہو جائیں تو دو کی وجہ سے بھی جنت کا داخلہ نصیب ہوگا۔“

[مستدرك حاكم : ١/٣٨٣، ٣٨٤، ح : ١٤١٦۔ إسناده حسن لذاته]

④ اور آپ ﷺ نے ایک عورت سے اس کے خاوند کی تعزیت کرتے ہوئے فرمایا:

”اے اللہ! ابو سلمہ (یعنی اس کے خاوند) کی مغفرت فرما، آخرت میں اس کا درجہ بلند فرما، اس کے پسماندگان کا والی بن جا، اے رب العالمین! ہماری اور اس کی بخشش فرما دے اور اس کی قبر کشادہ کر کے نور سے بھر دے۔“ [مسلم، كتاب الجنائز، باب في إغماض الميت والدعاء له إذا حضر : ٩٢٠]

⑤ بیٹے سے اس کے باپ کی تعزیت کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

”اے اللہ! خاندان جعفر کا والی بن جا اور (اس کے بیٹے) عبد اللہ کی کمائی میں برکت عطا فرما۔“ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ دعا کی۔ [مسند أحمد : ١/٢٠٤، ٢٠٥، ح : ١٧٥٠۔ قال شعيب الارنؤوط إسناده صحيح على شرط مسلم]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف ایک تعزیتی خط لکھا تھا جس میں انھیں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم لکھ کر خوشخبری دی تھی۔ [بخاري، كتاب التفسير، باب ﴿ولله خزآئن﴾ ...... الخ : ٤٩٠٦۔ ابن حبان : ٧٢٨١ وإسناده صحيح]

⌘ یہ نمونے کے طور پر چند الفاظ بیان کیے ہیں، ان جیسے الفاظ اپنی زبان میں بھی کہے جا سکتے ہیں، بشرطیکہ ان میں کوئی خلاف شرع بات نہ ہو۔

تعزیت کے لیے مخصوص جگہ بیٹھنا:

⌘ ہمارے ہاں تین دن تک سوگ منانے کا مطلب یہ سمجھا جاتا ہے کہ تین دنوں تک ایک جگہ پھوڑی بچھا کر بیٹھا جائے اور لوگ تعزیت کرتے رہیں۔ تعزیت کا ہرگز یہ مطلب نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اظہار افسوس کے لیے جمع ہونا مکروہ ہے، خواہ اس میں رونا شامل نہ بھی ہو، اس لیے کہ یہ غم کو تازہ کرتا اور اخراجات میں اضافہ کرتا ہے۔''
[الأم : ١/ ٢٤٨]

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''تعزیت کی خاطر بیٹھنے کو امام شافعی، مصنف کتاب (الام) اور دیگر بہت سارے علماء ناپسند فرماتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ تعزیت کی خاطر کسی خاص شکل میں بیٹھنا منع ہے۔ مثلاً میت کے وارث ایک جگہ جمع ہو جائیں اور جو تعزیت کرنا چاہے ان کے پاس پہنچ جائے، ان کی رائے ہے کہ میت کے وارثوں کو اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو جانا چاہیے، جو ان سے ملے تعزیت کر لے، تعزیت کی خاطر عورتوں اور مردوں کے اجتماع کی کراہت میں کوئی فرق نہیں۔'' [المجموع : ٥/ ٣٠٦]

تعزیت کو آنے والوں کے لیے کھانے کا انتظام کرنا:

⌘ دفن کے بعد تعزیت کے لیے آنے والوں کے لیے اہل میت کی طرف سے کھانے کا انتظام کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں، لیکن اگر دور سے مہمان آئیں تو انھیں کھانا کھلانے میں کوئی حرج نہیں۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

- رشتہ داروں اور پڑوسیوں کا فرض ہے کہ میت کے گھر والوں اور مہمانوں کے لیے کھانا تیار کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آنے پر فرمایا:
« اِصْنَعُوْا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَاِنَّهُ اَتَاهُمْ اَمْرٌ يَشْغَلُهُمْ »[أبو داؤد، كتاب الجنائز، باب صنعة الطعام لأهل الميت : ٣١٣٢- ترمذى : ٩٩٨- حسن]
”جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو، بلاشبہ انھیں ایک ایسا معاملہ درپیش ہے جس نے انھیں مشغول کر دیا ہے۔“
- اگر میت کے گھر والوں کو کھانا مہیا کرنا دوسرے لوگوں پر فرض ہے تو پھر میت کے گھر سے پہلے دن، پھر تیسرے دن، پھر دسویں دن اور پھر چالیسویں دن کھانا کھانا کیسے اسلام ہو سکتا ہے؟
- امام ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اہل میت کی طرف سے مہمان داری کا کھانا مکروہ اور بہت بری بدعت ہے۔“ [فتح القدير : ٤٧٣/١]

خاوند کے سوگ کا بیان:

- بیوی پر خاوند کا سوگ منانا فرض ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
« لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَاِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا »[بخارى، كتاب الجنائز، باب إحداد المرأة على غير زوجها : ١٢٨٠- مسلم : ١٤٨٦]
”اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والی عورت کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے، سوائے خاوند کے، بلاشبہ اس پر چار ماہ اور دس دن سوگ کرے۔“
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مصیبت کے وقت مندرجہ ذیل دعا پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اس سے بہتر وارث عطا کرتا ہے:
« اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِىْ فِىْ مُصِيْبَتِىْ وَاَخْلِفْ لِىْ

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

خَيْرًا مِنْهَا » [مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند المصيبة ؟ : ٩١٨]
''ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر دے اور اس سے بہتر بدل عطا فرما۔''

خاوند کے سوگ کے احکام:

⌘ زیب و زینت والی کوئی بھی چیز استعمال نہ کرے۔

⌘ حیض کے غسل میں تھوڑی بہت خوشبو لگانا جائز ہے۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''ہمیں سرمہ لگانے، خوشبو استعمال کرنے اور رنگ دار کپڑا پہننے سے روک دیا گیا، البتہ وہ کپڑا اس سے الگ تھا جس کا (دھاگا) بننے سے پہلے رنگ دیا گیا ہو اور ہمیں رخصت دی گئی کہ ہم میں سے کوئی حیض سے فارغ ہو تو غسل کرتے ہوئے (بو ختم کرنے کے لیے) اظفار کا تھوڑا سا عود استعمال کر سکتی ہیں۔'' [بخاري، كتاب الطلاق، باب القسط للحادة عند الطهر: ٥٣٤١ـ مسلم : ٣٧٤٠]

⌘ آنکھیں خراب ہو جائیں تب بھی سرمہ ڈالنا ممنوع ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی: ''اے رسول اللہ! میری بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے، اس کی آنکھیں خراب ہو گئی ہیں، کیا وہ سرمہ ڈال لے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں!'' [بخاري، كتاب الطلاق، باب تحد المتوفى عنها أربعة أشهر وعشرا : ٥٣٣٦ـ مسلم : ١٤٨٨]

⌘ آنکھوں میں دوائی ڈالنا جائز ہے، کیونکہ اس میں زینت نہیں۔

⌘ بالوں کو رنگ کرنے کے لیے خضاب لگانا جائز نہیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں نے اپنی آنکھوں پر ایلوا (ایک قسم کی دوائی) کا لیپ کیا ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''اے ام سلمہ! یہ کیا لگا رکھا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''یہ ایلوا ہے اور اس میں خوشبو نہیں ہے۔'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ چہرے کو صاف کرتا اور چمکاتا ہے، اسے صرف

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

رات کے وقت استعمال کر اور دن کے وقت اتار دیا کر اور کنگھی کرتے ہوئے خوشبو اور مہندی استعمال نہ کر (یعنی اس سے سر نہ دھو) کیونکہ مہندی تو ایک قسم کا خضاب ہے۔" میں نے عرض کی: "تو پھر میں کس چیز سے کنگھی کروں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "بیری کے پتوں سے، اس سے اپنے سر پر لیپ کر لیا کر (اور بعد میں دھو ڈالا کر)۔" [أبو داؤد، کتاب الطلاق، باب فيما تجتنب المعتدة في عدتها : ۲۳۰۵۔ نسائی : ۳۵٦۷۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے]

⌘ عدت کے دوران میں اسی گھر میں رہے گی جس میں خاوند کی وفات کے وقت تھی، دوسری جگہ منتقل ہونا یا خوشی و غمی کی کسی تقریب میں شرکت کرنا جائز نہیں۔ فُرَیعہ بنت مالک رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے خاوند کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: "کیا میں اپنے خاندان کے پاس جا سکتی ہوں؟ کیونکہ میرے خاوند نے نہ تو کوئی مکان چھوڑا ہے اور نہ کوئی خرچ۔"......تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عدت مکمل ہونے تک اسی گھر میں رہو۔" [أبو داؤد، کتاب الطلاق، باب في المتوفى عنها تنتقل : ۲۳۰۰۔ ترمذی : ۱۲۰٤۔ ابن ماجه : ۲۰۳۱۔صحیح]

اس سے ثابت ہوا کہ عدت تک مکان کا انتظام ترکہ سے کیا جائے گا، مال نہ ہو تو مکان کا انتظام کرنا ورثا کا فرض ہے۔ اگر وہاں خطرہ ہو، یا کسی وجہ سے وہاں رہنا ممکن نہ رہے تو وہ دوسرے مکان میں منتقل ہو سکتی ہے۔ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: "اے اللہ کے رسول! میرے خاوند نے مجھے تین طلاقیں دے دی ہیں اور مجھے (اس گھر میں) کسی کے گھس آنے کا خطرہ ہے۔" تو راوی کہتا ہے کہ آپ ﷺ نے اسے اجازت مرحمت فرما دی، تو وہ وہاں سے دوسری جگہ منتقل ہو گئیں۔" [مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها : ۱٤۸۲]

⌘ اپنی ضروریات کے لیے گھر سے باہر جا سکتی ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میری خالہ کو طلاق ہو گئی، اس نے اپنے باغ سے کھجوریں توڑ لانے کا ارادہ کیا تو ایک آدمی نے انھیں باہر نکلنے سے روکا، وہ نبی ﷺ کے پاس آ گئیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

''کیوں نہیں ! تو جا کر اپنے باغ سے کھجوریں توڑ۔'' [مسلم، کتاب الطلاق، باب جواز الخروج المعتدة البائن والمتوفی...... الخ : ١٤٨٣]

خاوند کے سوگ کی مدت:

* حاملہ عورت کے لیے سوگ (عدت) بچے کی پیدائش تک ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ﴾ [الطلاق : ٤]

''حمل والی عورتوں کی عدت بچے کی پیدائش تک ہے۔''

* غیر حاملہ کے لیے سوگ (عدت) چار ماہ دس دن ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ﴾ [البقرة : ٢٣٤]

''تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور ان کی بیویاں زندہ ہوں تو ایسی بیوائیں چار ماہ دس دن انتظار کریں۔''

عام میت کے سوگ کی مدت:

* عورت کے لیے اپنے خاوند کے علاوہ کسی اور پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا حرام ہے۔ زینب بنت ابو سلمہ فرماتی ہیں: ''جب شام سے ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر آئی تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا (ابو سفیان کی بیٹی اور نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ) نے تیسرے دن خوشبو منگوا کر چہرے اور بازوؤں پر ملی اور فرمانے لگیں: ''مجھے اس کی ضرورت نہیں تھی لیکن (میں نے یہ کام اس لیے کیا کہ) میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والی عورت کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے خاوند کے علاوہ کسی کا سوگ تین دن سے زیادہ منائے۔'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب إحداد المرأة على غير زوجها : ١٢٨٠۔ مسلم : ١٤٨٦]

* عام میت کا سوگ منانا فرض نہیں ہے اور سوگ نہ منایا جائے تو اچھا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا بیمار تھا، وہ فوت ہو گیا اور وہ خود گھر میں نہیں تھے، ان کی بیوی نے جب دیکھا کہ بچہ فوت ہو گیا ہے تو انھوں نے کچھ کھانا تیار کیا اور بچے کو

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

گھر کے ایک گوشے میں لٹا دیا، پھر جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر آئے اور بچے کا حال پوچھا، تو بیوی نے کہا: ''اسے اب آرام ہے اور مجھے امید ہے کہ اب وہ بالکل پرسکون ہو گا۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ وہ صحیح کہہ رہی ہیں اور وہ رات بیوی کے پاس رہے اور صبح غسل کر کے باہر نکلنے لگے تو بیوی نے بتایا کہ لڑکا تو فوت ہو چکا ہے، پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نماز فجر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رات کا واقعہ گوش گزار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ اللہ تم دونوں میاں بیوی کے لیے تمھاری اس رات میں برکت دے گا۔'' [بخاری، كتاب الجنائز، باب من لم يظهر حزنه عند المصيبة : ١٣٠١ـ مسلم : ٢١٤٤/٢٣]

سوگ میں حرام کام:

⌘ کسی کے افسوس کے لیے ایک منٹ یا زیادہ وقت کے لیے خاموشی اختیار کرنا حرام ہے، یہ غیر مسلموں کا طریقہ ہے۔

⌘ اظہار افسوس کے لیے سیاہ یا کسی بھی مخصوص رنگ کا لباس پہننا۔

⌘ اظہار افسوس کے طور پر سر، داڑھی اور مونچھیں وغیرہ مونڈنا۔ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بری ہیں (مصیبت میں) چلا کر رونے والی، بال مونڈنے والی اور گریبان پھاڑنے والی سے۔'' [بخاری، كتاب الجنائز، باب ما ينهى من الحلق عند المصيبة : ١٢٩٦]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

قبرستان کی زیارت

قبرستان کی زیارت کی اہمیت:

⌘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« زُوْرُوا الْقُبُوْرَ، فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْآخِرَةَ »

[ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ما جاء في زيارة القبور : ١٥٦٩ـ صحيح]

”قبرستان کی زیارت کے لیے جایا کرو، یہ تمھیں آخرت کی یاد دلاتی ہے۔“

عورتوں کا قبرستان جانا:

⌘ عورتوں کو قبرستان میں جانے کی اجازت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« فَإِنَّ جِبْرِيْلَ أَتَانِيْ ...... فَقَالَ إِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَ الْبَقِيْعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ، قَالَتْ قُلْتُ كَيْفَ أَقُوْلُ لَهُمْ »[مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول المقابر ...... الخ : ٩٧٤/١٠٣]

”جبریل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے ...... اور کہنے لگے: ”بلاشبہ آپ کے رب نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ بقیع (قبرستان) میں جائیں اور ان کے لیے دعائے مغفرت کریں۔“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے کہا: ”میں (قبرستان جاؤں تو) ان کے لیے کیسے دعا کروں؟“ (تو آپ ﷺ نے انھیں دعا سکھائی)۔“

⌘ عبد اللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ایک دن قبرستان سے آ رہی تھیں تو میں نے پوچھا: ”اے ام المومنین! آپ کہاں سے تشریف لا رہی ہیں؟“

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

فرمانے لگیں: ''اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابوبکر (رضی اللہ عنہما) کی قبر سے۔'' میں نے کہا: ''کیا رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا تھا؟'' فرمانے لگیں: ''ہاں، منع کیا تھا، پھر اجازت دے دی تھی۔'' [مستدرك حاكم: ۳۷٦/۱، ح: ۱۳۹۲۔ صحيح]

* لیکن عورتوں کو قبرستان کی زیارت کے لیے کثرت سے نہیں جانا چاہیے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے قبرستان میں کثرت سے جانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔'' [ترمذی، كتاب الجنائز، باب ما جاء في كراهية زيارة القبور للنساء: ۱۰۵٦۔ حسن]
* دس (۱۰) محرم کو جو عورتیں بن سنور کر قبرستان جاتی ہیں، یہ ٹھیک نہیں ہے، کیونکہ اس میں نہ صرف قبرستان جانے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے، بلکہ بے پردگی بھی ہوتی ہے۔

قبرستان میں کرنے کے کام:

* قبرستان میں دل کی غفلت دور کرنے، اپنی موت اور آخرت کی یاد کے لیے جانا چاہیے۔
* قبرستان میں داخل ہوتے ہوئے مندرجہ ذیل دعاؤں میں سے کوئی پڑھ لیں:

① « اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَ يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ ، وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ »
[مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول المقابر...... الخ: ۱۰۳/۹۷٤]

''ان گھروں میں رہنے والے مومنو! اور مسلمانو! تم پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ ہم میں سے پہلے پہنچنے والوں اور بعد میں آنے والوں پر رحمت فرمائے اور ہم بھی ان شاء اللہ، تم سے ملنے والے ہیں۔''

② « اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَ اَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا، مُؤَجَّلُوْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ » [مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول المقابر...... الخ: ۹۷٤]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

''مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو، جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا کہ کل پاؤ گے، وہ تم نے پا لیا، ایک مدت کے بعد اور ہم بھی اگر اللہ نے چاہا تو تم سے ملنے والے ہیں۔''

④ « اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، اَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ » [مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول المقابر ...... الخ : ٩٧٥]

''ان گھر والے مومنو! اور مسلمانو! تم پر سلام ہو، ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمھارے لیے عافیت کا طلب گار ہوں۔''

⌘ قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

« جَاءَ الْبَقِيْعَ فَقَامَ، فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ » [مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول المقابر ...... الخ : ١٠٣ / ٩٧٤]

''رسول اللہ ﷺ بقیع میں تشریف لائے، دیر تک کھڑے رہے، پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگے۔''

⌘ بلند قبر کو زمین سے ایک بالشت کے برابر چھوڑ کر اوپر والی گرا دیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا:

« اَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهٗ ، وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَهٗ »[مسلم، كتاب الجنائز، باب الأمر بتسوية القبر : ٩٦٩]

''تو جو بھی تصویر دیکھے اسے مٹا دے اور جو بھی اونچی قبر ہو اسے برابر کر دے۔''

قبرستان میں ممنوع کام:

⌘ فوت شدہ کی خوشنودی کے لیے اس کی قبر کی زیارت کرنا حرام ہے۔ [بخاری، كتاب فضل الصلاة فى مسجد مكة و المدينة، باب فضل الصلوة فى مسجد مكة والمدينة : ١١٨٩۔ مسلم : ١٣٩٧]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

⌘ قبرستان میں جوتے پہن کر چلنا جائز نہیں، ہاں، اگر کوئی ضرورت و حاجت ہو تو پھر جائز ہے، جیسا کہ ابوداؤد کی حدیث میں آپ ﷺ نے ایک شخص کو منع کیا اور بخاری کی حدیث سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے۔[بخاری، کتاب الجنائز، باب المیت یسمع خفق النعال : ۱۳۳۸۔ أبو داؤد، کتاب الجنائز، باب المشی فی النعل بین القبور : ۳۲۳۰۔ حسن]

⌘ قبر پر بیٹھنا۔[مسلم، کتاب الجنائز، باب النھی عن الجلوس علی القبر والصلاۃ علیہ : ۹۷۲]

⌘ قبر پر پاؤں رکھنا اور قبرستان میں پیشاب کرنا۔[مصنف ابن أبی شیبۃ : ۲۱۹/۳، من قول عقبۃ بن عامر إسنادہ صحیح]

⌘ قبرستان میں مسجد بنانا۔[بخاری، کتاب المساجد، باب الصلاۃ فی البیعۃ : ۴۳٤۔ مسلم : ۵۳۱]

⌘ قبرستان میں نماز پڑھنا۔[مسلم، کتاب الجنائز، باب النھی عن الجلوس علی القبر والصلاۃ علیہ : ۹۷۲]

⌘ قبرستان میں قرآن مجید پڑھنا۔[مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ...... الخ : ۷۸۰]

⌘ قبر کے پاس جانور ذبح کرنا۔[أبوداؤد، کتاب الجنائز، باب کراھیۃ الذبح عند القبر : ۳۲۲۲۔ صحیح]

⌘ بلا عذر باہر سے مٹی لا کر قبر پر ڈالنا اور قبر پر کتبہ لگانا۔[أبوداؤد، کتاب الجنائز، باب فی البناء علی القبر : ۳۲۲۵، ۳۲۲٦۔ صحیح]

⌘ قبروں کو پختہ بنانا، ان پر عمارات (قبہ، گنبد وغیرہ) بنانا اور قبر پر (مجاور بن کر) بیٹھنا۔ [مسلم، کتاب الجنائز، باب النھی عن تجصیص القبر...... الخ : ۹۷۰]

جنازے کی رسوم و بدعات:

⌘ قریب الموت شخص کے پاس سورۂ یٰس تلاوت کرنا۔

⌘ قریب الموت کا بستر قبلہ رخ کرنا۔ یہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، لہٰذا یہ بدعت ہے۔
[إرواء الغلیل : ۱۵۰/۳، ح : ٦۸۸]

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

- کفن کو زمزم سے دھونا۔
- کفن پر کلمہ، سورتیں، اہل بیت کے نام یا دیگر دعائیں لکھنا، یہ شریعت سے ثابت نہیں اور نہ یہ چیزیں کوئی فائدہ دے سکتی ہیں۔ میت کے لیے اس کے نیک اعمال مفید ہوتے ہیں، پھر اس طریقے سے ان چیزوں کی توہین بھی ہوتی ہے، کیونکہ کچھ وقت کے بعد بعض میتیں پھٹ جاتی ہیں اور انھیں آلودہ کر دیتی ہیں۔
- اپنی زندگی میں قبر تیار کرنا۔
- اظہار افسوس کے لیے سیاہ لباس پہننا۔
- قبر رات کو تیار ہو جائے اور تدفین اگلے دن تک مؤخر ہو تو رات کو ایک آدمی قبر میں سوتا ہے، کیونکہ لوگ سمجھتے ہیں کہ قبر کو رات بھر خالی رکھنا مناسب نہیں۔ یہ جہالت اور توہم پرستی ہے۔
- جنازے کے ساتھ کلمۂ شہادت وغیرہ کا ورد کرنا۔ حدیث میں ہے کہ جنازے کے ساتھ خاموشی سے جانا چاہیے۔
- جنازے کے ساتھ آگ لے کر جانا ممنوع ہے، لہٰذا قبر پر اگربتیاں، موم بتیاں اور چراغ وغیرہ کا اہتمام کرنا ممنوع، حدیث کی مخالفت اور بدعت ہے۔
- قبر پر اذان کہنا۔
- دفن کرنے کے بعد ستر قدم پیچھے ہٹ کر دعا کرنا۔
- کسی مخصوص جگہ (پھوڑی پر) بیٹھنا کہ لوگ تعزیت کے لیے وہاں آئیں۔
- کسی قبر پر عرس وغیرہ لگانا شرک ہے۔ اگر یہ جائز ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر میلہ لگاتے، کیونکہ ان سے بڑھ کر کون زیادہ مرتبے والا ہے۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeth.net

http://pdfbooksfree.blogspot.com

دارالاندلس

اسلام کی نشر و اشاعت کا عالمی مرکز

۴ لیک روڈ، چوبرجی لاہور

Ph: 7230549 Fax: 7242639 www.dar-ul-andlus.com

www.ircpk.com